

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_224289**

UNIVERSAL  
LIBRARY

# مستزاف لندن

سلسلہ اول

## مکمل اردو ترجمہ، اجلڈل میں

ادبشنی تیرہ ماہ صاحب فیض پوری

یہ ناول کے ناولوں میں سے دلچسپ حیرت خیز اور سبق آموز ناول ہی ہے۔ قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو جوان ایک ہی وقت میں ان دو سفر کوں پر ایک ہی منزل مقصود کا مہیا پائی کی طرف دوڑتے ہوئے ہیں پہلی دھڑلہ گھبراہ اور پر شور مقامات سے گزرتی ہے مگر اس کے کنارے جا بجا انسانی فطرت میں موجود دوسری سیدھی و سادہ ان دو رنگ ہر شاو آب گر پٹنے والے کے لئے ہر قسم کے غمراہی سے پر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی ان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متفقہ رائے عجیب اور اتنے غیرت خیز گہر کر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھنے والے کو ایک بار پھر اس کے فہم کئے اپنے طبعیت کا چین نہیں آتا غضب کا دھڑکنے والی جہ اور اس پر مصنف کی جادوئی بیان اور کشش اور تحریر نے غضب کر دیا۔ نیکی اور بدی، گناہ اور پاکیزگی، رنداس و قول کے دیکھنا اور حیرت خیز لفظ سے پیش کیے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ جی رحمت سے کیا گیا ہے جو ہر لحاظ سے اہل حدیث کے مطابق ہے مگر چھپنے سے پہلے ترجمہ معلوم نہیں ہوا۔ سیکڑوں شدات و شہزادی موصول ہوئی ہیں۔ مگر اس سے زیادہ قیمت پرستہ محصول اک ادگ۔

جدید جلد کی طلب کے جا سکتے ہیں۔ بحال کی قیمت ہر اور پانچ روپے کی ۱۲ روپے کا مکتبہ لک ہے۔  
لال برادر سس پار سنسر وڈ ٹو لکھنؤ لکھنؤ

پانچویں جلد

سندھانی

# فسانہ لندن

منشی تیرتھ رام صفائی و زواری

ایڈیٹر سالہ ترجمان لاہور

۱۹۲۱ء

لال پورس

پارشنرز و ڈوٹو لکھت لاہور

قیمت ۱۰۰

(حقوق محفوظ)

اشاعت ثانی

جارج سیٹم پریس لاہور میں باہتمام لال پورس پرنٹرز

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

## فہرست مطالب

صفحہ	مضمون	باب
۴۹۹	دکیل صاحب کے دفتر میں ایک نظارہ۔	باب ۵۰
۵۰۸	کچڑ میں موتی۔	باب ۵۱
۵۱۹	سسی بے سود۔	باب ۵۲
۵۲۶	بیانی۔	باب ۵۳
۵۳۳	سائش کا کرشمہ۔	باب ۵۴
۵۳۸	تجربہ گاہ۔ استغوثی ٹڈیا۔	باب ۵۵
۵۵۰	اگلی پھلی باتیں۔	باب ۵۶
۵۸۸	سنائی کی درخواست۔	باب ۵۷
۵۹۷	سلاپ۔	باب ۵۸
۶۱۱	آوار محبت۔	باب ۵۹



# سلسلہ ثانی

## فسانہ لندن

### پانچویں جلد

#### باب ۵۔ وکیل صاحب کے دفتر میں ایک نئے

واقعات مذکورہ کے چند دن بعد ذیل کا نظارہ مسٹر اور ڈو کے دفتر واقع ٹوڈن سکیر میں دیکھا گیا۔

سہ پہر کے چار بجے کا وقت تھا اور وکیل مذکور اپنے منگے کرد میں کافیات سے ہمراہ اپنی میز کے قریب بیٹھا تھا کہ ایک کلرک نے داخل ہو کر اطلاع دی کہ مسٹر فرینڈل اور ان کی لیڈی ملاقات کے لئے آئے ہیں۔

وکیل متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ ان کی لیڈی بی بی افران سے کدہ اندر آجائیں۔ چند منٹ کے عرصہ میں مسٹر فرینڈل چارلٹ، اوہ ایہم معذرت چاہتے ہیں۔ لیڈی بنڈ کو ساتھ لئے دفتر میں داخل ہوا۔

اس کے چند پر مسٹر بٹ نہاد رہی۔ لیکن مسٹر اور ڈو نے جلد ہی ہی پہچان لیا کہ یہ مسٹر بٹری صاحبہ کی اختیاری اور مصنوعی ہے۔ درحقیقت میں اس مسٹر بٹ کی تہیں نہ صرف نہ خوشی مقصود تھی بلکہ کسی شادی شدہ شخص میں رہنی چاہئے بلکہ اطمینان قلب ہی نظر نہ آتا تھا۔ لیڈی بنڈ نے تو اس شخص کے رنگ کی نمائندگی نہ کی بلکہ اپنی جیسی تھی۔

بہتر کہی کہ اسے شریفانہ اور نہ عیشتیں ایل سمجھا جا سکتا ہے۔  
مسٹر لادو اٹھ کر اپنے موکل اور اس کی دلہن کا غیر متقدم کر کے کہنے لگا "سر کرٹوفز میں  
آپ کو ملکر بہت خوش ہوا۔ آپ کی بیٹی..."

ٹائٹل نے غمزہ انداز سے کہا وہاں مسٹر لادو یہ میری عزیز اور چھیتی بیٹی بلڈی بلڈی  
میں نہیں یقین دلاتا ہوں بڑی ہی باخلاق اور ملنار خاتون میں۔ ادا انہوں نے اس پر  
تاجدار کر لیا ہے۔ کہ ہمیشہ میری خوشی کے لئے کوشش کرتی رہیں گی؟

ٹائٹل بلڈی کہنے لگی "تو اب یہ کیا فضول بہک بہک لئے بیٹھے ہو جس کام کو آئے تھے  
تو خود کرو۔ کہہ اس گاڑی کو دیکھنے چلیں۔ جسے تم خریدنے کو کہتے تھے۔ دنیا بھر کے  
کسی وکیل کے دفتر سے مجھ پر یہ نفرت ہے... مجھے یاد ہے۔ ایک بار مجھے شرفیہ مل گیا ہے  
بے عدالت میں ہانا پڑا تھا۔ اور اس سلسلہ میں میرا ایک چلے وکیل کے ساتھ واسطہ  
میں اس کی قسط ۶ چل رہی تھی اس کے حساب کے مطابق ادائیگی نہ رہی۔ اس وقت وکیل  
انکھ نہیں جھارتے۔ پھر وہ مسٹر لادو کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "معاف کرنا میں گواہ  
ہوں اور میرا عقیدہ ہے۔ کہ عدالت پرانی ہی دنیا میں بہترین وصف ہے۔"

سر کرٹوفز اپنی چھیتی بیوی کی طرف سے اس قسم کی طرح کا کامی کا اظہار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا اور  
اسے جھکارنے کی غرض سے بولا "وکیلو میری جان... میری بیماری..."  
وکیل نے کہا "سر کرٹوفز آپ کسی آرزو کی کو دل میں جگہ دیں۔ ہم لوگ حسین بیٹیوں کی  
ربانی اس طرح لگے لگے سونے کے مادی ہیں۔ اور اس کے بعد اس قدر مصدقہ میسکر اسٹافیا  
کہہ دیتی کہ حالات میں آئیں آئیں میں ممکن تھی۔ وہ کہنے لگا "آپ نشر بیف رکھتے۔ بیٹی صاحب  
اس کو ہمیں پرشوریت فرمائیے" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اس کو بھی کی طرف اشارہ کیا  
جو آئندہ ان کے قریب پرٹی تھی۔

بیٹی بلڈی اپنے شوہر کا بازو چھوڑ کر اس کو بھی کی طرف گئی۔ لیکن اس کے ساتھ  
اس قسم کا نشانہ اشارہ کیا جس سے پایا جاتا تھا کہ وہ اسے کہنا چاہتی ہے۔ تم اپنی کوئی  
مہربانہ خریدنا آؤ۔ سر کرٹوفز نے اس کی تعمیل ایسے انداز سے کی جس کے وکیل کو یقین چھا  
کہ بیٹی بلڈی اس سے سر کرٹوفز پر کافی مسکرا رہی ہے۔

وکیل نے کہا "سر کرٹوفز۔ میں خوش ہوں۔ آپ آج شریفانہ لے آئے کیونکہ..."

یہ ایک لیڈی بینٹ دخل انداز ہو کر کہنے لگی ”مگر وہ اس سے پہلے آکیو مکرکت تھا کل شام تو جمع شادی کے سفر سے واپس آئے ہیں“

مسٹر ہارڈ نے انداز تبصرے سے سر جھکا لیا۔ اور کچھ کہنے کو تھا کہ سر کرٹوفرنے کہا ”کیوں صاحب یہ اس رہن کا کیا جھگڑا ہے جس نے میرے دو ہزار پونڈ اڑائے تھے مجھے یاد ہے۔ میں آپ کے صاف اور صریح نظروں میں بتا دیا تھا کہ میں اس معاملہ میں کسی قسم کی کارروائی نہیں کرنا چاہتا اور اب شہر میں واپس آئے ہی اس کے پہلی خبر میرے کان میں یہ پہنچی ہے۔۔۔“

لیڈی بینٹ پھر دخل و معقولات ہو کر کہنے لگی ”میں بچائے اس کے کہ ہم سفر ختم ہونے پر دراز آرام کرتے ہمیں بھاگے بھاگے ایک وکیل کے دفتر میں آنا پڑا“

مسٹر ہارڈ خشک ہوجا میں بولا ”لیڈی بینٹ یہ ضروری تھا کہ انصاف کو عمل میں لایا جاتا۔ مجھے کچھ اطلاع اس قسم کی مل گئی تھی جس کی بنا پر میں نے نامس رین فورڈ کو گرفتار کر لیا۔ ادراپ میں سر کرٹوفرنے درخواست کرتا ہوں کہ آپ جو خود کسی زمانہ میں شرف کے اعلیٰ عہدہ پہنچا کر رہ چکے ہیں۔۔۔“

عد اور اس کے بعد میں پورٹ سوکن کی آڈیٹرینی کا امیدوار ہی تو رہا ہوں۔ اگرچہ مجھے ان شہری لوگوں کے طرز عمل کی بدولت ان سے بے تعلقی اختیار کرنی پڑی۔ سر کرٹوفرنے دراز کر لیا۔

اس کی لیڈی کہنے لگی ”وہاں یہ کیا حاکمت تھی۔ کہ تم نے شہر کے لوگوں سے بے تعلقی پیدا کر لی۔ مجھ سے پوچھو۔ تو میں بھانڈوں کا بھراؤ کیکنے کی نسبت کسی لادو میر کے جلسہ میں شرکت کرنے اور چھاپہ کرتی ہوں۔ اور میرے ان لفظوں کی اہمیت کا اندازہ تم اس بات سے کر سکتے ہو کہ مجھے بلایا کے تانے کا بہت شوق ہے۔“

”پکارا نہ ناٹ اپ سخت شش و پنج کی حالت میں تھا کہ کیا کہے کیا دیکھے۔ آخر بولنا ”پیارے چارلٹ۔ تم۔۔۔“

اس کی دلہن نے قطع کلام کر کے کہا ”دیکھو اجنبیوں کے سامنے مجھے چارلٹ کہہ کر مخاطب کیا کرو۔ یہ نام صرف گھر کے لئے ہے۔ عوام کے روبرو تم مجھے لیڈی بینٹ کے سوا کسی نام سے مخاطب کر دو گے۔ تو یاد رکھنا۔ اس مسٹر ہارڈ تم پہلے اپنا کام ختم کر لو۔۔۔“

سر کرٹوفرنے ہو کر کہنے لگا ”دیکھو میری جان میں نے نہیں پہلے ہی ساتھ آنے سے روکا تھا۔“

اگر تم ان کا رد باری معاملات کو ناپسند کرتی ہو۔ تو آنا ہی نہ تھا۔ بتیں معلوم ہے۔ میں نے شروع میں ہی یہ بات تم سے کہی تھی کہ کسی ایڈی کا اپنے شوہر کے ساتھ دکیل کے دفتر میں جانا غیب سے معمولی بات ہے۔

چارلٹ بولی "سر کہ سٹو فر تم غالباً یہ تو نہیں سمجھتے کہ میں نہیں اپنی نظروں سے اڑا رہی ہوں۔ چلنے ددگی داد! میں اتنی بیوقوف نہیں ہوں۔ کہ نہیں اکیلا چھوڑ دوں۔ اپنی تھوڑی دیر پہلی ہم بازار سے گزرتے۔ تو میں نے دیکھا۔ تم چند فارستہ عورتوں کی طرف گھور رہے تھے۔" اب ہمارے قابل قدر ٹائٹ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا تھا۔ اور وہ کہنے لگا۔

میریڈی بلنٹ تم ٹائی نا انصافی کرتی ہو۔۔۔

"ہوگی اور مجھ سے پوچھو تو میں دل سے چاہتی ہوں۔ یہ خیال غلط ثابت ہو۔ کیونکہ ہماری بعدانی اسی میں ہے۔ میری دکیل کی طرف توجہ کر کے کہنے لگی "مگر تم اپنی داستان کو نو ختم کر۔" دکیل طنز کے بھرم میں بولا "میریڈی مجھے کب عذر ہے۔ آپ اجازت نہیں۔ تو میں اسے ابھی ختم کئے دیتا ہوں۔ جیسے میں بیان کر رہا تھا۔ مجھے کچھ اطلاع ملی جس کی بنا پر میں نے اس بد معاش ٹامس برین فورڈ عورت کہتاں سپا کر کے کو گرفتار کر دیا۔ اور اب وہ تفتیش کے روز۔" سر کہ سٹو فر آپ کو ججسٹریٹ کی عدالت میں شہادت دینی ہوگی۔

ٹائٹ نے پوچھا "مستر ہارڈ۔ میرے اس سوال کا کیا جواب ہے۔ کہ میری ممانعت کے باوجود اپنے کس کے اختیار سے اس کام کو ہاتھ میں لیا؟"

دکیل بظاہر اس سوال کا جواب نہ دینا چاہتا تھا۔ وہ کہنے لگا "کتنا عجیب سوال ہے۔" سر کہ سٹو فر آپ ہی غور کیجئے۔ ایک رہزن آپ کی نقدی کو مجھ سے آپ کے اور آپ کے بیٹی سے چھین کر لیتا ہے۔ وہ اپنی اس کامیابی پر پھولا نہیں سماتا۔ ہم سب پر ہنسی اڑاتا اور قانون کے اختیارات کو بھجھتا ہے۔ پھر اگر وہ قہر سے۔ تو کیا میسر ہے یہ قدرتی امر نہیں۔ کہ اس بد معاش کی سزا دی کے لئے کوئی مناسب تجویز اختیار کر دوں؟"

وہ ضرور ہے! اور یہی واجب تھا۔ جو تم نے کیا "میریڈی بلنٹ کہنے لگی "وہ موا کون ہے۔ جو سر کہ سٹو فر پر ہنسی اڑائے لے مجھے مل جائے۔ تو اس کی آنکھیں ہی نکال لوں۔ سر کہ سٹو فر کی ہنسی دیکھو تو وہ ایسا نظر آتا ہے۔ کہ کوئی اس کی ہنسی اڑائے؟"

میریڈی بلنٹ کا یہ سوال اس لحاظ سے نہایت باسوقت تھا کہ اس وقت سر کہ سٹو فر کی حالت

ایک طرف بیوی کی نظروں میں خوش نظر آنے اور دوسری طرف وکیل کے سامنے اپنے آپ کو زور مہیا کرنا کرکھی کو ششش میں نہایت مضحکہ خیز زمین دہی تھی امر واقعہ یہ ہے کہ اگر سٹوڈنٹ میرا ضبط رکھنے والا آدمی نہ ہوتا تو وہ ضرور فقہہ لگا کر ہنس دیتا۔

لیسن وکیل نے بڑی سنجیدگی سے کام لیکر لیڈ می لینٹ کو یقین دلایا کہ وہ اتنی کسی شخص کو سٹوڈنٹ جیسے ذی رتبہ اور پراہمیت شخص پر ہنسی اڑانے کا حق حاصل نہیں۔ درحقیقت ٹامس اینفورڈ کی گرفتاری سے مدد طلبی ہی ہے کہ اس شخص کو سزا دی جائے جس نے کر سٹونر کا مال چھینا اور اس کے بعد ان کی ہنسی اڑائی۔

لیڈ می لینٹ ان عورتوں میں سے تھی جو نو دو کو اپنی آزادی برقرار رکھنے یا حکومت برٹانی کی غرض سے یا تقریباً اپنے شوہر کی معافی اڑانا برا نہیں سمجھتیں لیکن کسی غیر کو اس کا موقعہ نہیں دیکھتیں چنانچہ وہ خوش ہوئی کہ سٹوڈنٹ نے اس پر خود کو گرفتار کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ میں ضرور کر سٹونر کو دو ششہ کے روز شہادت دینے کی غرض سے بھجوں گی۔ اور اگر اس نے انکار کیا تو میں ساتھ لیکر آؤں گی۔

نارٹھسٹن لکھا میری جان۔ اگر تمہاری ہی امر تھی ہے تو خیر مجھے انکار نہیں۔ میں عدالت میں جلا جاؤں گا اور مجھے امید ہے کہ جب مجھے ٹریٹ میری شہادت سنے گا تو اسے یقین ہو جائیگا کہ میں کس خوش اسلوبی سے قانون کو مدد دیکھتا ہوں میں کئی سال شرف کے عہد پر ہوا اور اس عہد میں قانون کے سب پہلوؤں سے واقف ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر چند میری تمام تر توجہ درجہ سے ہوئی۔

لیڈ می لینٹ کہنے لگی دوسرے کر سٹونر اب تم پھر اس فضول داستان کو لے بیٹھے ہو۔ جو دن میں میسول فرزند بنا کر تے ہو۔ جلنے دو۔ میری طبیعت اس زیادہ گوئی سے بہت آزرده ہوتی ہے۔

عین اس وقت کہ وہ کا درد آذر سے کھلا۔ اور سٹونر ٹیک کر ٹس اندر داخل ہوا۔

اس کا بہرہ زیادہ شراب پینے کی وجہ سے صبح تھا اور منہ سے شراب اور مگاروں کی آہنی ہیز ہوتی تھی کہ شخص قوت شامہ کی بدولت کہ وہ میں ہر شخص کو اس کی آمد کا علم ہو گیا۔ آتے ہی وہ اپنے پیاسے منہ پر ہر کہنے لگا کہ وہ پٹھا کر سٹونر کیا حال ہیں؟

نارٹھسٹن نے جس جگر اپنی کرسی سے اٹھا اور اگر کہنے لگا کہ سٹونر ٹس دیکھو۔

مگر نہایت قطع کلام کر کے کہنے لگا کہ پیچھا کر کے کی بات نہیں معلوم ہوتا ہے۔ شادی تمہارے

مزدج کو ناموافق ہے جیسی تو اتنی سی بات پر بگڑ گئے ہو۔ آہ ایک کون... میری پیاری چار... میری بچی۔ معاف کیجئے... مجھ سے غلطی ہوئی... میں معذرت چاہتا ہوں۔ لیکن خدا قسم کج تو تمہارا حسن بہ چند نظر آتے ہے!

لیڈی بلنٹ اب ایک شنش وینچ کی حالت میں تھی۔ کچھ اس شخص سے کسی قسم کے سلوک کرنا چاہئے۔ آخر وہ تھکنا لہو میں کہنے لگی ”جاؤ آخر کار میں سلسلے سے دور ہو جاؤ“ کرکے ”اور! تو کیا اس شادی نے تمہیں بھی بد مزاج کر دیا ہے۔ حالانکہ طیب کہتے ہیں شادی انسان کا مزاج نرم کر دیتا ہے“ فرینک کہنے لگا ”ایکس میں تمہیں ایک لیڈی کا قصداً تاہون جسے سخت قسم کا تپ دے تھا۔ سارے علاج جواب دے بیٹھے۔ اور ایک کھنڈیا جو مکان کے پاس رہتا تھا۔ اس کے لئے مٹاوت بھی تیار کر چکا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ آجکل میں اس کے دفن کی تیاری ہوگی۔ بلکہ ایک ایک نوجوان کی اس سے محبت ہو گئی۔ وہ اس شادی کیسے اسے جنوبی فرانس میں لے گیا۔ جہاں میں خود بھی کچھ عرصہ رہ آیا ہوں۔ چھ مہینے بعد دونوں واپس آئے۔ تو نہ صرف وہ عورت پرورے طور پر مستقیاب ہو چکی تھی۔ بلکہ جیسا کہا کرتے ہیں۔ پیمان محبت کا ایک زندہ نمونہ بھی پیش کر سکی تھی۔“

سر کرستوفر چرچس پر دقار بھج میں کہنے لگا ”مٹ کر شرف افسوس کی بات ہے۔ تم اس قسم کی باتیں ایک ایسی خاتون کے سلسلے کر رہے ہو جس کی حال میں شادی ہوئی ہے!“ فرینک اڑکھڑا کر وکیل کی میز سے الگ گیا۔ اور بولا ”کلکڑوں کوں تمہاری بلا جانے اس شادی سے پہلے اس کی گفتوں سے محبت رہ چکی ہے!“

ٹائٹ نے سختی کے لہجہ میں کہا ”دیکھو صاحب۔ لیڈی بلنٹ کی بھروسے شادی ہو چکی ہے۔ اور ایک چھوٹے رشتہ دار کی حیثیت میں تمہیں ان کی عزت کرنی چاہئے۔ میری بہنیں بتا دیتا ہوں۔ کہ تم نے جس بورڈ ٹائٹ کیساتھ مل کر میرے خلاف جو قابل نفرت سازش کی تھی اس کا اثر اٹھائیں پر پڑا ہے...“

فرینک نے تعجب ہو کر کہا ”میں مورڈائٹس مل کر! کیوں حضرت یہ کیا معاہدہ میں ہو گیا“ سے تو میری عمر چھریں کبھی گفتگو نہیں ہوئی“

لیڈی بلنٹ نچوٹ کر کہا ”شیطان!“

ٹائٹ نے گلا پھاڑ کر کہا ”بھو! دماغ گوا!“

یہ خطابات آج مجھے آپ کی عنایت سے حاصل ہوئے۔ فریبک سرور ہری سے کہنے لگا۔ لیکن خدا کا انکو ہے۔ میں اس سے زیادہ مضبوط ثابت کا انسان ہوں۔ ان بدزبانوں کا چپکے دھڑکنا نہیں ہو سکتا۔ لیکن دیکھو بچا میں تمہیں اس کا یقین دلاتا ہوں۔ کہ تمہارا یہ کہنا میں نے اس کا موڈ و انسٹ لے تمہارے خلاف کسی طرح کی سازش کی صریح غلط فہمی یا غلط بیانی ہے۔ جب تک کہ مرتبہ میرے دوست کو ٹرمینٹ اور مرے ہوئی تھی۔ میں نے کہا۔ مانی کارڈ مارکو کیس نے یہ چھپا کیا بات ہے۔ میں نے استقلال کے لیے میں کہا۔ مانی کارڈ مارکو کیس نے سر کرٹو فرنے سختی سے کہا۔ دم ٹر کرٹس۔ اس کو اس کو جانے دو۔

”ماں میرے پیار سے چلو ہم یہاں سے چلیں۔“ بیڈی بلند ٹپٹے اپنے شوہر کا ہاتھ ہاتھ میں لیکر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ”تمہارے بیتیجے کے منہ سے تمہارا اور شوہر کی لفظی سختی تو آرہی ہے۔“

”اگر چہ یہ دو چیزیں اس دنیا کی نہیں ہیں۔ فریبک بے تکلفی سے کہتے ہوئے کہیں لیا۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ میں اپنے چند نوجوان فیشن ایبل دوستوں کے ساتھ مل کر اپنے مکان پر کچھ عرصے سے مزا اڑا رہا ہوں۔ اور خوش ہوں۔ کہ میری شادی عنقریب ایک مالدار بیوہ عورت سے گولڈبری کیساتھ ہو رہی ہے۔“

”تمہاری شادی؟“ سر کرٹو فرنے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ ”کب؟... کس جگہ؟... کس کے ساتھ؟...“

سر کرٹس نے عجیب انداز سے اودھڑا دھڑکتے ہوئے کہا۔ ”چچا کرٹو فرنے قد قسم تم ایک بیری طبیعت کو نہیں سمجھتے۔ تم جس وقت ماہ غسل کی خوشیاں منارہے تھے۔ اور جلد کن کن مقامات پر آؤ اور پھرتے تھے۔“

”آؤ اور؟“ بیڈی بلند نے غصہ ناک ہو کر کہا۔ ”مچھلہ میرے گھر میں آؤ اور اس شوہر کی شخصیت کو کھنکھاتے ہوئے۔“

”کہیں نہیں آؤ گا۔ ٹیڈ سٹریٹ والا معاملہ تو بالکل ہی بھول چکی ہو۔“ فریبک نے اس کی طرف استغراقی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”لیکن چچی میرے وہ باپ پوڈو تو وہ اب بھی زندہ ہیں۔“

”جھ سے تمہارے لگتی ہیں۔“ سر کرٹو فرنے خشکین ہو کر اپنے بیتیجے کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ ”سر کرٹس تم بدبختی میں مل

پر یہ الزام عائد کرتے ہو۔۔۔

”کہ اس سے مجھے اُن کا بیٹا اور بیٹیوں اُن بنایا۔“ فرینک نے اپنے چچا کی اسے چکی بجاتے ہوئے کہا ”لیکن سرکرٹوفر اب مجھے ان معاملات کی پروا نہیں رہی۔ چند عرصے میں میری شادی مسز گولڈبری کے ساتھ ہو جائے گی۔ یہ کمینزک بیٹیں کو مبارک ہو۔ مگر اتنا یاد رکھو تمہاری آج کی باتوں کے بعد آئندہ کے لئے ہمارے باہمی تعلقات قائم نہیں رہ سکتے۔ تمہارا راستہ وہ ہے۔ اور میرا یہ۔۔۔“

ٹائٹ اس کا جواب دینے کو تھا۔ مگر اسکی بیوی یہ کہتی ہوئی اسے کچھ کرکس کے دفتر سے لے گئی تھی۔ کتنے عرصے وقف ہو کر کہ ایسے فضول آدمی سے بحث کر رہے ہوں

ان کے رخصت ہونے پر کوسے کا دروازہ بند ہوا تو فرینک کرکس اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیڈی سینٹ ایلچی تھی۔ اور اس نے زور کا ہتھکڑیا۔

دیکھنے سے اظہار ناپسندی کے طعنے پر اپنا سر دلاتے ہوئے کہا ”فرینک آج تم نے اس معاملہ میں انتہا کر دی۔ سرکرٹوفر کا سلوک ہمیشہ تمہارے ساتھ بہت اچھا رہا ہے۔ اور ہر چند کہ میں اس کی اس شادی کو ناپسند کرتا ہوں تاہم۔۔۔“

”لیکن مجھے اس کی پروا کیا ہے؟“ فرینک قطع کلام کر کے کہنے لگا ”کل میں نے مسز گولڈبری کے سامنے شادی کی درخواست کی تھی۔ جو اس نے بہت کچھ شرانے اور سر جھکاتے کے بعد منظور کر لی۔ اسے پانچ سو روپے سالانہ کی رقم ملی ہے۔ اور وہ ایک سٹریٹ میں بڑی شان کی زندگی بسر کرتی ہے۔ میں نے اسے یقین دلادیا ہے۔ کہ میں بھی کنگھا نہیں ہوں۔ اور اچھے میسر میں مل سکتی ہوں۔ لیکن جیسا میرا عزم و وسوسہ پرش آف سینٹ اور مزاحمت نشہ میں کیا کرتا تھا۔ نسبت اہ جنگ میں جو کچھ کیا جائے درست ہے۔۔۔ مگر اُن تمام شخص رین فوڈ کا واقعہ تو بیان کرو۔ وہ کیونکر گرفتار ہوا؟۔۔۔“

مارٹن سر دھری سے کہنے لگا ”مجھے اس کی جگہ سکونت کا علم ہو گیا تھا۔ اس سے میرے

سے اسے زیر حراست کر دیا گیا۔ فرینک بدلاؤ خدا قسم تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم سے مجھے پردہ نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ کچھ تو اس کی حالت کو وہ مجھ سے ملا تھا۔ ہم دونوں ڈاکٹریارک میں گئے اور وہاں کھٹے بھر یہ دانتے کیلئے کشتی رٹنے رہے۔ کہ دونوں میں طاقتور کون ہے۔ میر نے اسے انیس مرتبہ گرایا اور اس نے



بچے سات بار۔ آخری مرتبہ میں اسے تین بار گرا چکا تو وہ اس مقابلہ سے دست کش ہو گیا۔ اس پر میں نے کہا۔ بہن بھئی باتوں کو بھول کر آئینہ کے لئے دوستانہ دعاؤں سے رکھنے چاہئیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا۔ کہ اس دو ہزار پونڈ کے معاملہ میں میں کسی قسم کی کارروائی نہ کروں گا۔ ان حالات میں تم جان سکتے ہو کہ مجھے یہ معلوم کر کے کس قدر سوخ ہوا ہے۔۔۔

دیکھ لیتے لگا تمہاری اس بیان کو کہ بکشتی سے پہلے ہی انصاف کو اس کی گرفتاری کی بدلت کی جا چکی تھی مگر اب اگلے دو شنبہ کو اس مقدمہ میں شہادت ہوگی۔ اس کے لئے تیار رہنا۔

کرش نے پوچھا کیا عدالت میں اس چوری کا سارا حال بیان کرنا ہو گا؟  
”یقیناً“ مٹر لارڈ نے جواب دیا جو واقعات راست ہوں، دوسرے بیان کرنے ہوں گے بشرطیکہ تم ایسا کر سکو۔۔۔

موادہ اگر کہنے کے کیا معنی! اور یہ فقرہ تم نے کس نیت سے کہا! خدا قسم کوئی اور شخص یہ الفاظ کہتا۔ تو میں وہیں اُسے دوپٹوں لٹری کی دھجوت دے دیتا۔ جیسا میں نے اپنے قابل قدر دوست مارکو میں آتے بخون سے پیرس میں کیا تھا۔ تو میں تمہیں اس واقعہ کی تفصیل سناتا ہوں۔۔۔

”میں نہیں سمجھ سکتی تم اس فقرہ کو تار سے دو۔ کیونکہ میں بہت مصروف ہوں۔ ڈاک کا وقت پہنچا جاتا ہے۔۔۔“ وہ مجھے بہت سے خطوط لکھنے میں لگد لکھو میں پھرتا کیا کرتا ہوں۔ وہ شنبہ کی صبح کو ٹھیک۔۔۔ انہی چور کے غنائ میں جانا۔

”مخیرام مجھوری ہے! کرش نے کہا۔ اگرچہ مجھ سے پوچھو۔ تو انصافاً تم نے بہت برا کیا ہے۔“  
”میں نے انصاف کیا۔“ اس کا نام ہے۔ باطن میں جڑا آدمی نہیں۔

دیکھ لیتے لگا۔ ”جو میں کہا“ ہو اگر۔ بہر حال انصاف کا عمل میں آنا ضروری تھا۔“  
اس کے بعد کرش وہاں سے رخصت ہوا اور سیدھا اپنے مکان پر پہنچا جہاں اس کی طور پر سو ڈاھ اٹری کی اور خارجی طہرے سرہانی کے چھینے دیکر وہ اس قدر ہی ہوش ہنسے کہ انکریں ہوا کہ منہ کو لڑی۔ یہ ہے اتفاق سے کہ سب سے تیار ہو سکے۔

امروہ واقعہ یہ ہے۔ کہ اس تمام کی ایک سیڑھی جاکر ٹریٹ میں بڑی شان و شوکت کی



وہ ایک کونے میں کھڑا ہو جاتا۔ اور اس سے جو سوالات پوچھے جاتے۔ ان کا جواب انتہائی مجبوری کی حالت میں دیتا ہی تو بوجہ بدل کر دیتا تھا۔

آرتھر کو یوم حراست کے دو سکر دن وہ یقین جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ولادیا گیا تھا جس سے اس کے دل سے بہت بڑا بوجھ اٹھ گیا۔ اس کو اطمینان ہو گیا۔ کہ میری حراست بہتر حال دائمی نہ ہوگی۔ اور چند ہفتوں میں بچے رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ سوچا کہ میرے متعلقین اس عرصہ میں میری نسبت کیا خیال کریں گے۔ اسے یہ چند ہفتوں کا عرصہ ہی کئی سال... کئی صدیوں کے برابر طویل معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اس کا ذکر اس شخص سے جو اسے خوراک دہا کر رہے تھا کیا کیا اور اس کے جواب میں وہ کہنے لگا میں نہیں کاغذ قلم۔ دوات لا دیتا ہوں۔ تم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے نام خط لکھ دو۔ کہ میں ایک ضروری کام پر انگلستان سے باہر منتقل فرماؤں گا۔ ہاں۔ اور وہاں مجھے ڈیڑھ مہینہ لگ جائیگا۔ پس اس شخص کا کوئی غور نہیں کر کے ایک ہی ہفتوں کے چند خط لکھ دو۔ وہ تمہارے متعلقین کو پہنچا دیے جائیں گے۔ اور اس سے تمہاری نسبت ان کے فوری اندیشہ ہر حال رفع ہو جائیں گے۔ لیکن یہ خط واضح کھلے شے چاہئیں۔ تاکہ انہیں بڑھ کر دیکھ لوں۔ ان کا معمول میرے حسب مشاہدے یا نہیں۔

پھر چند کہ یہ طریقہ لاڈلائنگ کے لئے زیادہ اطمینان بخش نہ تھا تاہم قطعی خاموشی سے بہتر حال نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ اس نے مندرجہ بالا طریقہ کے تحت خطوط لیڈی ہیٹ فیڈلڈ اس رین فورٹ اور سٹرٹس مائیک کے نام لکھے۔ اور جب وہ شخص جو اس فیڈلڈ کا منتظر تھا۔ آیا۔ تو یہ خطوط اس کے ہوا کہ وہ یہ سب بعد ازاں اسے دیتا یا گیا کہ انہیں بذریعہ ڈاک منسلک مکتوب کو بھیجا گیا ہے۔

انٹرنیو کو یہ جملہ سب کی ضرورت نہیں۔ کہ اس عرصہ حراست میں امیر موصوف کو جو ذہنی و جسمانی ترقی رہی۔ ترقی قریب پر وہ بہت عظیم تھی۔ بار بار وہ تنہائی میں خاموش بیٹھا اس بار میں قیام ڈوڑا کر رہا تھا کہ وہ لوگ کون ہیں۔ جنہوں نے مجھے زیر حراست رکھا۔ اور اس حراست کے ان کا مطلب کیا ہے۔ اور یہ مقام کو مناسب ہے پھر جب وہ یہ سوچتا کہ ایک طرف لیڈی ہیٹ فیڈلڈ دو دوسری جانب ٹامس رین فورٹ پر میری اس پر اسرار گمشدگی کا کس قدر تعجب کن اور بے رحم ہو گا۔ تو وہ گھنٹوں غموم اور یائوس رہتا۔ وہ لیڈی ہیٹ فیڈلڈ سے یہ کہہ کر زحمت نہ ہوتا تھا کہ میں رین فورٹ کو ملنے جا رہا ہوں۔ اور قریبی طور پر لیڈی ہیٹ فیڈلڈ کو اس بات کا اظہار تھا کہ وہ اس کے لئے تمام گفتگو سے خبردار کرے۔ جو دونوں میں ہوئی۔ اور صرف رین فورٹ کے ساتھ بھی

یہ وعدہ کر کے آیا تھا کہ میں تمہاری خاطر اپنے اثر اور دولت کے طور پر کام لوں گا۔

لیکن اب یہ سوچ کر اس کے دل کو سخت ہند ہو رہا تھا۔ کہ جب رنیتھورٹ نے وہ دنوں اور ہفتوں نہ دیکھیں گے تو میری نسبت کیا خیال کرے گا۔ دین فورڈ نے ازراہ ذیاضی نشان امارت اور وہ ساری دولت جو کا نوآپرٹے بھائی کی حیثیت میں اس کی ملکیت تھی۔ اس کے پاس ہی سب سے دینی تھی لیکن ارل کو یہ سوچ کر تشویش ہو رہی تھی کہ انیسویں ہارس مونڈ لین کے جیویم میں بھائی وہ ملاقات آخری ملاقات ہی ثابت ہوئی کہ جب میں ہزارت خود اسے ملنے نہ جاؤں گا اور میری حالت سے مدد کر کا ایک سرسری اشارہ اس کے ہاتھ میں پہنچے گا۔ تو وہ میری نسبت کیا کچھ خیال نہ کرے گا۔ ان باتوں کو سوچ سوچ کر ارل کے دل میں چکر اٹھ گئے تھے۔ عقیدہ خدا کی تخلیق آسان نہ تھا جس قدر ان خیالات سے۔ سوچتا تھا لیکن ہے۔ میری عدم موجودگی میں ہی دین فورڈ پر مقدمہ قائم ہو۔ اور اس کی سماعت ختم ہو کر اس کا انجام اس کے لئے مذہم ثابت ہو رہا تھا۔ اس عرصہ میں اپنے فیاض منش بھائی کو بچانے کے لئے ذرا سی کوشش بھی کرے گا۔

مگر چار ہفتے کی اس نامعلوم خوفناک قید خانہ کی حراست میں ہر طرح طرح کے سختی و تنہا خیالات کے اندر ایک شعلہ امید ارل کے دل کو تسکین بخشنے والی تھی۔

اسے امید وہ کوئی نسا سفاک ہے جہاں تیرا خوشگوار اثر نہیں پہنچتا۔ جہاں تو باقی رہتے وہاں تیری جائیداد بھی حاصل ہوتی ہے۔ مگر وہ بھی تیرا ہی فرض سرانجام دیتی ہے کیونکہ دیکھا جاتا ہے۔ انسانی حالات میں ذیادگی کا اثر امید کے برابر جو صدمہ افزا ثابت ہوتا ہے۔ وہ امیدوار کے دل میں بعض موقعوں پر تسکین پیدا کر دیتا ہے۔ جب ثابت ہوتی ہے کہ کشتہ میں اس عرصہ میں کسی طرح جہاں سے فرار ہو جاؤں۔

دو شخص اپنی خاطر نہیں۔ بلکہ اس بھائی کی خاطر فورڈ نے اس کے لئے یہ بھی تھا۔ اس وقت سخت خطرہ کی حالت میں تھا۔ جسے بچانے کے لئے دولت اور اثر کی ضرورت تھی۔ ارل کے پاس کے اچھے طرح واقف تھا کہ خود اس کی مقدمات و جوابی مقدمات کی طرح طویل نہیں ہو سکتے اور ایسے وقتوں پر انصاف بہت جلد اپنی کارروائی ختم کر دیتا ہے۔

لاڈلو بنگلہ کی حراست کا اٹھائیں وہ دن اور شام کے چھ بجے کا وقت تھا کہ یہ دونوں اپنے قید خانہ کی تہا میں شگاف کرنے میں مصروف نظر آئے۔ وہ اس کوشش

میں تھا۔ کہ ایک چھوٹے سے چوکور سوراخ یا گڑبے کے قریب جو قید خانہ کے اندر بنا ہوا تھا۔ کسی طرح پتھروں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے۔ اور ارجو اس کے پاس موجود تھے۔ وہ صرف پھری ایک کانٹا۔ اور اس کے پیچھے آہنی فریم کا حصہ تھا۔ ان سے وہ اس کام کو پوری جدوجہد سے کر رہا تھا۔

دافع رہے کہ یہ اس کی محنت کا پہلا دن نہ تھا۔ کیونکہ لگا لگا چھ مہینے دن سے وہ اس مقام سے پتھر ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا جس کی نسبت وہ کہتا تھا۔ کہ اس کے نیچے کوئی پردہ گزرتی ہے۔ کئی بار اسے خیال آتا کہ ایسا ہو۔ مگر بڑا کھینچے بدرو کا پانی تو خانہ میں بھرے لیکن وہ اس خطہ اور اپنی جان کی پروا نہ کی کہ اس کام کو بڑی تندی کے ساتھ جاری رکھے جاتا تھا۔ اسے ظاہرین یہ ساری کوششیں اور ان تمام خطرات کا سامنا صرف تیری خاطر تھا۔ کام بڑی آہستگی کے ساتھ جاری رہا۔ لیکن کچھ اٹھاسویں دن پر سوراخ اتنا بڑا ہو چکا تھا کہ اول اس کے راستہ خانہ سے نکل جاتا۔

مگر کہاں ؟

ان سنڈیسوں اور نائیوں میں سے ایک کے اندر جو لندن کے بازاروں کے نیچے لانا تھا۔ تعداد میں بنی ہوئی ہیں۔ اور جن کے آغاز اور انجام کا سولے ماہران صفائی کے کسی کو پتہ نہیں اور آخر تھوڑا سا بات سے بالکل بے خبر تھا۔ کہ میں لندن کے کس حصہ میں تیرا جاتا ہوں۔ یہ امر بھی اگر تھوڑے لئے غیر یقینی تھا۔ کہ جس قید خانہ میں مجھے رکھا گیا ہے۔ وہ لندن کی حدود میں ہے یا ان سے باہر اگرچہ کئی وجوہ کی بنا پر وہ اول الذکر قیاس کو ہی غالب سمجھتا تھا۔ کیونکہ ایک تو اس شخص نے جو اس کے زمانہ حراست کا محافظ تھا۔ غلطی کی روایتی کا ذکر کرتے ہوئے بعض ایسے الفاظ کہے تھے جن سے اس قیاس کی تصدیق ہوتی تھی۔ دوسرے یہ معلوم ہو چکا تھا۔ کہ میرا قید خانہ کسی بدرو کے قریب بنا ہوا ہے۔ اور ایسی زبانیں اس زمانہ میں صدر مقام کے مشافعات میں بنی ہوئی نہ تھیں۔ تیسرے وہ سمجھتا تھا۔ کہ جن شخصوں نے مجھے لندن میں گرفتار کیا۔ وہ یقیناً مجھے اس کی حدود سے باہر لے کر اپنے لئے خطہ پیدا کرنا پسند نہ کرتے۔ کیونکہ اس صورت میں ممکن تھا۔ کوئی شخص اس فصل کو دیکھ لیتا۔ اس کے علاوہ وہ اس بات کے بے خبر تھا۔ کہ لندن جیسے بڑے شہر میں خوفناک جرائم مصلحت کی نسبت زیادہ آسانی کے ساتھ کئے جاسکتے ہیں۔

لیکن ان دلائل کی بنا پر یہ سمجھتے ہوئے کہ میر قی خان لندن کی حدود کے اندر ہی ہے۔  
وہ اس بات سے باطل لا علم تھا کہ اس کی مقامیت کونسی ہے۔ اور وہ لندن کے کسی حصہ  
میں واقع ہے۔ پھر جب اس نے تہ خانہ کے پتھروں کو اکھاڑ کر اتنا بڑا شگاف پیدا کیا۔ کہ کوئی  
شخص اس میں آسانی کے ساتھ داخل ہو سکے۔ جو جب اس نے گدے بدبو داری پانی کے آگے  
ساتھ اس شگاف کے پیچے بدر در دیں بیٹے کی آواز سنی۔ تو یہ سوچ کر اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو  
گیا۔ اور اس کا خون منجمد ہونے لگا کہ میں ان پر بھیجے نالیوں سے پر زخمی باہر نکلوں گا یا نہیں۔  
اس نے بار بار ایسے واقعات سنے تھے۔ کہ لوگ دفینہ کی تلاش میں لندن کے بازاروں  
کے پیچے ان بدر دروں کے راستہ سیلوں کا نا بھلے گئے۔ لیکن انہیں بہر حال یہ معلوم ہوتا تھا  
کہ ہماری روانگی کا مقام کونسا ہے۔ اور اس لئے وہ آخر کار ان نالیوں کی الجھن سے نکلنے کی  
کوئی صورت پیدا کر سکتے تھے۔ مگر اسے معلوم نہ تھا کہ اس وقت تک رات کی ابتدا یا انتہا کہاں  
ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی نہ جانتا تھا کہ اس کیفیت پانی میں داخل ہونے کے بعد مجھے دائیں طرف  
ٹرنا چاہیے یا بائیں طرف۔ نہ اس بات ہی کا علم تھا کہ اس راستہ مجھے کس قہر فاصلہ طے  
کرنا پڑے گا!

ان خیالات نے ایک بار اس کے دل میں تامل اور اس کے ارادہ میں تزلزل پیدا کر  
دیا تھا۔ لیکن پھر ان اندیشوں سے خود ہی شرمسار ہو کر اس نے اس شراب کا جو اسے صبح کو  
ہیٹا کی گئی تھی۔ ایک جام ہمت برقرار رکھنے کے لئے پیا۔ پھر لمپ کو ایک ہاتھ میں لیکر دوسرے  
میں اپنے پیننگ سے نکالی ہوئی آہنی سلاخ کو لئے وہ اس شگاف کے راستہ سے اسے تیار  
کیا تھا۔ اس بدر در کے اندر داخل ہو گیا۔  
اس کے پاؤں کثیف بدبو دار کچھڑے اندر دھس گئے۔ اور بدر در کا گدلا پانی گھٹنوں  
تک پہنچنے لگا۔

سنڈاس کی تیرہ بوسے اس کا دلخ پھٹا جاتا تھا۔ پانی چونکہ گھٹنوں تک تھا۔ اس لئے  
اسے یقین ہو گیا۔ کہ دیاسے ٹیڑھ جڑ کی حالت میں ہے۔ بدر در کی دیواروں کو بھی لمپ کی  
روشنی سے دیکھا۔ اس نے بی اندازہ کیا کہ جو اتر رہا ہے۔ ان حالات میں اس کے صدمہ زادہ  
کہ لیدر بدر در کے راستہ پانی کے رخ پر چلتا جاؤں۔ اُسے امید تھی۔ کہ دریا میں اسے بدر در کے  
دھانے سے گزر کر نہ کسی کھلے مقام میں پہنچ جاؤں گا۔ کیونکہ اتنا اسے ضرور معلوم تھا کہ ساری

بدر زو کا پانی حیا میں ہی جا کر گرتا ہے۔

ان چوہوں اور کیرٹوں سے محفوظ رہنے کے لئے جو کیفیت بدر زو کے اندر جا بجا پائی تھی ان میں موجود تھے۔ اور اس کے علاوہ پانی کی نہ ٹھونسنے کی غرض سے دائیں ہاتھ میں آہنی ڈنڈا اور بائیں میں لمبے انگشتان کا امیر کبیر... دو جو لاکھوں کی جائیداد کا مالک تھا جس کے اشارہ پر خادم ہر وقت جان نثار کرنے کو حاضر رہتے تھے۔ ۱۰۰۰ اپنے گھر میں نور محمد کو پر چلنے کا عادی تھا صرف تیری خاطر اسے ٹام دین اس کیفیت بدر زو کے اندر جو سائنسٹ چوڑی اور صرف باردنٹ اور پچی تھی۔ آہستہ آہستہ چلنے لگا، دو بھائیوں میں اس کے زیادہ مضبوط جذبہ محبت کبھی دیکھنے میں آیا ہے؟

راستہ میں کئی جگہ بدر زو کے نشانہ کناروں پر اسے بہت کیرٹ لود کر دہ حشر ہوا۔ انہیں دیکھتے نظر آتے تھے جو اس کے پاؤں کی آہٹ سن کر اور لمبے کی روشنی دیکھ کر پانی میں کود پڑتے۔ اس قسم کی آوازوں سے اسے اتنی دہشت ہوتی۔ کہ کئی بار لمبے اس کے ہاتھ سے گرنے کو تھا۔ مگر وہ فرض کی اہمیت کو پیش نظر رکھ کر اپنے دل کو مضبوط کر لیا اور اس کے ساتھ اسے خیال آتا کہ اگر لمبے بچ گیا یا میوہ ہاتھ سے گر گیا۔ تو یقیناً یہ کیرٹ بچھے اس بدر زو کے اندر ہی کھا جائیں گے۔ اس خیال سے اسے اس قدر خوف محسوس ہوتا۔ کہ معلوم ہوا تھا کہ کسی سترخ کا ٹکڑا اس کے دل پر رکھ دیا ہے!

اسی طرح کئی بار اس کی بہت شکست ہونے کے قریب ہوئی۔ بار بار اس دیوانہ وار کوشش میں ایسا ہوا کہ وہ راستہ چلتے چلتے رک گیا۔ لیکن پھر جب اسے اپنے بھائی کا خیال آتا جس نے اس کے متعلق اس قدر فیاضی کا اظہار کیا تھا۔ اور جس کے ساتھ وہ مدت کا وعدہ کر چکا تھا۔ جب اسے اس حینہ کا بھی خیال آتا کہ جس سے اس نے براہ راست محبت کا اقرار کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جب وہ یہ سوچتا کہ اگر میں جیتنے والا تو میوہ لئے پھر دوں۔ خانہ کی زندگی نظر آتی ہے۔ تو ان سب خیالات کو پیش نظر رکھ کر وہ پھر ایسے ارادہ کو مضبوط کر کے اس خوفناک کردہ بدر زو کے اندر سے تکلیف دہ سفر سے گزرا اور اچھا ہوا۔ اپنے لمبے کو اونچا اٹھائے۔ اور آہنی ڈنڈے کی مدد سے کیفیت کچھ کو ہلاتے ہوئے جس سے اس قدر بدبو پیدا ہوتی تھی کہ دماغ چٹا جاتا تھا۔ اس بدبو دار ہوا میں سانس لینا ہوا انگلستان کا بہادر فیاض اور اولوالعزم امیر اسے فرض کی خاطر آگے کو پس رکھا

تھا۔ بدرزو کے اندر کثیف ہوا میں بار بار ایسا معلوم ہوتا۔ کہ اس کا دم گھٹ رہا ہے۔ لوہا کے ساتھ ہی اس بات کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو یہ کثیف ہوا لپکے شعلے بھڑک کر کوئی خوفناک دھڑک پیدا کر دے۔

لیکن سننا یہ کہ گڑگڑاہٹ کی آواز کی تھی۔ جو دھڑکا فاصلہ پر بادل کی گرج سے مشابہ معلوم ہوتی۔

آرہ تفرک گھبرا۔ اور اس آواز کو سننے لگا۔

پھر جلد ہی ہی اس نے معلوم کر لیا۔ کہ میں ایک ایسے بازار کے نیچے گذر رہا ہوں۔ جس پر گڑیاں چبھتی ہیں۔ اب اس بارہ میں اسے کامل یقین ہو گیا۔ کہ میں لندن ہی میں ہوں۔ گدے پانی کے باؤ کو پیش نظر رکھ کر وہ پہلے بائیں جانب ایک اور نالی کے اندر مڑا جو بدرزو کا ایک حصہ تھی۔ پھر دائیں جانب۔ یہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا۔ کہ سگھر اور چھنے والی گڑیوں کی آواز زیادہ صفائی کیساتھ سنائی دیتی ہے۔ اور گڑیاں بھی نسبتاً زیادہ گذرتی ہیں۔

یہاں تک اسے بدرزو کے کثیف پانی پر جس کے اندر وہ گھٹنوں تک تر گذر رہا تھا۔ روشنی کی جھلک نظر آئی۔ یہ روشنی اس سے صرف نصف گز کے قریب آگے تھی۔ اور پانی کی حرکت کی وجہ سے بہتی بہتی نظر آتی تھی۔

وہ آگے بڑھا۔ اور اب اسے بالائی فرش کے اوپر چھنے والے آدمیوں پاؤں کی چاب بھی سنائی دی۔ اس نے اور آگے جا کر اوپر کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بازار میں بدرزو کے اوپر ایک سلاخ دار آہنی ڈھکن رکھا ہوا ہے۔ اور ان سوراخوں کے اندر باہر کی روشنی کی جھلک دکھائی دیتی۔ اور چھنے والے پاؤں کی چاب سنائی دیتی ہے۔

اسے راہروں کی گفتگو کی آواز بھی سنائی دیں۔ اور یہ آوازیں اس وقت اسے پہنچیں۔

بیرونی دنیا سے بے تعلقی رہنے کے بعد نہایت خوشگوار معلوم ہوئیں۔ گڑگڑاہٹ کو محسوس کر کے وہ خاموش رہا۔ اس نے دل میں سوچا۔ اگر میں نے راستہ چھینے والوں کو مدد کیلئے دیا۔ تو بہت سا سوجھ بوجھ ہو جائے گا۔ لوگ میری غلط فہمی کی نظر سے دیکھیں گے۔ طرح طرح کے سوالات پوچھ جائیں گے۔ اسلئے بہتر یہی ہے۔ کہ اس غیر متوقعی زمین پر ذرا سا چلتا ہوا اس ایسا



پیرا۔ آگے نکل جاؤں۔ کہ عنقریب باہر آنے کا کوئی محفوظ مقام مل جائیگا۔

یہ سوچکر ازل اس پانی کے اندسے جس پر بازار میں جلتے ہوئے لمپ کی روشنی منکسرتی  
گزر رہا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے پاؤں کی حرکت سے بدر رو کے کنارے پر بیٹھے ہوئے کیڑے مارے  
کچھ تو پانی میں کود پڑتے تھے۔ کچھ دیواروں کے اوپر چڑھنے لگتے تھے۔

دس بارہ گز اور آگے چلکر وہ پہنچی جگہ پر دک گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ غیر یقینی  
حالت پر وہ اس خوفناک و سورخ کے قریب کو چھوٹنا پڑے نہیں کرے گا لیکن فوراً ہی اپنے  
اتلا پر غائب ہو کر وہ دائیں بائیں ٹرنے کے بغیر یہاں آگے کو چلنا گیا۔

اب اسے قید خانے سے نکلے ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ لیکن اس زمین دور  
راستہ کا انتہائی سرگرمی نظر آتا تھا طرح طرح کے اندیشے اس کے خیال میں جھلک رہے تھے  
اختیار کرنے لگے۔ اور وہ انتہائی لباس کو اپنے دل میں جگہ دینے کو تیار تھا۔ کہ دور قاصد پر  
اسے ایک ہلکی سی روشنی مدھم ستارہ کی طرح چمکتی نظر آتی۔

یہ روشنی اسے اس وقت شغاع امید معلوم ہوئی۔ اور جوں جوں یہ اس کے قریب  
گیا۔ روشنی تیز ہوتی گئی۔

آخر کار اسے ایک اور روشنی تاریکی اور چمک کے درمیان جدوجہد کرتی نظر آئی۔ پھر تیزی  
پہرچتی۔ اس کے ساتھ ہی اسے ہوا میں تازگی محسوس ہونے لگی۔ اور اس کے دل میں  
یقین پیدا ہو گیا۔ کہ اس خوفناک زمین و فضا کا انجام اب قریب ہے۔

بیشک اس کا خیال غلط نہ تھا۔ روشنی تعداد اور چمک میں بڑھتی گئی۔ اور اسے جلد  
اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ یہ ان لمپوں کی روشنی ہے جو دیوار کے ٹکڑے کنارے پر روشن ہیں  
چند منٹ اور گزرنے پر اس کے سامنے ٹکڑے نفع ہو گئے۔ دریا کی تازہ ہوا اسے اپنے  
رخساروں سے مس کرتی محسوس ہوئی۔ اور جب وہ بدر رو کے دھان پر پہنچا۔ اور اسے لمپ اپنے  
اتھ سے پھینک دیا۔ تو اسے سامنے عظیم الشان دیوار کے ٹکڑے نظر آیا جس پر تھوڑے فاصلے سے  
بائیں اٹھ کوئلے کا پل بنا ہوا تھا۔

وہ اس پل کو جاتا تھا اور چونکہ مطلع صاف تھا۔ اس نے ہوائ کی ردی ملی روشنی میں  
اس سے جلد ہی اپنی شناخت کر لیا۔ یہ بلیک ڈرائز کا پل تھا۔

اب اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ میں جس مقام سے روانہ ہوا وہ کس سمت

میں واقع ہے؟

راستہ میں جہاں جہاں وہ مڑتا تھا۔ ان مقامات کے محل وقوع کو پیش نظر رکھ کر اس نے سوچا کہ میرا مقام حراست کھڑکرن دیل میں کسی جگہ واقع تھا۔ لیکن اب جبکہ وہ اپنی خوفناک قید سے رہائی پا چکا تھا اس نے ان معمولی سوالات پر غور کرنے کے لئے دکان غیر ضروری سمجھا۔ وہ پانی پانی اتر اتر ہوا تھا۔ چنانچہ جس وقت وہ بدردہ کے دکان سے گزر کر دریا میں داخل ہوا تو پانی اس کے گھٹنوں تک تھا۔ اس کے کپڑے کچھ طے رت پت تھے۔ لیکن اس وقت وہ اپنی آزادی اور رہائی کی خوشی میں یہ سوچنے کے لئے ہی نہ جڑکا۔ کہ میری ظاہری صورت کیسی ہے۔ چار سفیوں تک اسے داڑھی کی صفائی کا موقع نہ ملا تھا۔ کپڑے پرستہ اور بال ابھی جوئے تھے۔ اس نے سوچا کہ اس حالت میں بازار میں جانا مجبور ہوگا۔ اس لئے بدن صاف کرنا اور کپڑے بدلنا ضروری سمجھا۔ دریا کے کچھ طے بھڑے ہوئے کنارہ کیساتھ ساتھ چلتا۔ وہ ایک گھاٹ کی میڑھیوں کے راستہ باہر نکلا۔ اور اس کے بعد گھاٹ خزانہ کے بازار میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر وہ ایک ادنیٰ درجہ کے شراب خانہ میں داخل ہوا اور چوکیدار کو گوں نہ جنہیں اسے نذر حراست لکھا تھا اس کی نقدی انہیں چھپتی تھی اس لئے بڑا عجیب ہی میں تھا۔ روپیہ کی مد سے اس نے سارا سامان ضرورت بڑی آسانی کیساتھ حاصل کر لیا۔ شراب خانہ کے مالک نے ایک سوٹ اس کے ہاتھ فروخت کرنا منظور کر لیا۔ اور چونکہ اتفاق سے دونوں کا قاعدہ مساوی تھا۔ اور شراب خانہ کے مالک کی بدنی ساخت بھی میری ہی جتنی تھی۔ اس لئے اس کے کپڑے ارل کے بدن پر ٹھیک اُترے۔

کرز کی تنہائی میں جلد جلد تبدیل لباس کرتے ہوئے کئی بار ارل کے جی میں آئی کہ شراب خانہ کے مالک سے تمام دین کے متعلق سوالات پوچھوں۔ لیکن پھر جب وہ اپنی ہیئت کدائی کی شکل اختیار کر لیا تو خیال آتا کہ میری صورت کو دیکھ کر مالک شرابی نہ کے دل میں پیچھے ہی کئی طرح کے خیالات پیدا ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے اس نے دور اندیشی سے کام لیکر یہی مناسب سمجھا کہ اس کے ساتھ اس قدر کئی کوئی گفتگو نہ کیجائے جس سے وہ خیالات مضبوط ہوں۔ اور میرے لئے کوئی دبی شعل پیدا ہو جائے کہ اس سے بھارت حاصل کرنے کے لئے اپنا نام اور رتبہ ظاہر کرنا پڑے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اس وقت سبب وہ غسل نہانہ میں تھا اور کپڑے بدل لیتا طرچ

طرح کے خوفناک خیالات اس کے دل میں قشوریش اور فکر پیدا ہو رہے تھے۔ اور چونکہ اس وقت ازل کے لئے بدنی آرامگاہ کی غروت ہوشیہ سے زیادہ محسوس ہوتی تھی تاہم اس موقع پر اس نے اس قدر تیزی سے کام لیا کہ شاید اس سے پہلے کبھی نہ دیا ہو گا۔

آخر کار اس قابل ذکر رات کو سینٹ پال کے گرجا جانے آٹھ بجائے تھے کہ اگرچہ شراب خانہ سے باہر نکلا۔ شراب خانہ کا مالک اور اس کی بیوی اپنے دل میں طرح طرح کے قیاسات ڈٹا رہے تھے کہ جب یہ شخص پہلے اس مکان میں آیا۔ تو اس قدر شکستہ حال کیوں تھا لیکن نقد کی اس مقدار کو پیش نظر رکھ کر جو انہیں اس کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس غیر معمولی استعجاب کو جلد ہی یہی فرد کہ لیا کیونکہ ازل نے انکی ندامت کا سوا دھندھ کھٹے دل سے دیا تھا۔

اور پھر ازل آتے ایٹھ گھنٹہ شراب خانہ سے نکل کر فلیٹ سٹریٹ کے راستہ کسی ایسے ہوٹل یا قہور خانہ کی طرف چلا جہاں اخبارات کے فائل رکھے جاتے ہوں۔ لیکن اسے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اس عظیم الشان بازار میں ہر طرف بیرونی اور سناٹا ہے۔ دوکانیں سب بند تھیں۔ اور گاہا جن کی مسلسل قطار درو دیہ چلتی نظر آیا کہ کتنی سختی بہت کم تعداد میں بکھنی دی تھیں۔

بہت کچھ سوچنے کے بعد آخر اسے خیال آیا کہ آج شاید اتوار کا دن ہے۔ لیکن تبدیلی خانہ کی تاریکی میں اگرچہ وہ دن کی روشنی دیکھنے سے قاصر تھا تاہم صبح کو جب اس طرحی نظر لگانا لیکر آتا تو وہ سمجھتا کہ دن نکل آیا ہے۔ باوجود اس کے اس کے لئے یہ انداز گزارا اور شواہد کہ رات کو سناٹا دن ہے یا کل کو سناٹا دن ہو گا۔

جب وہ فلیٹ سٹریٹ میں کسٹش پہنچ کر حالت میں کھڑا رہا سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اسے خیال آیا کہ بہتر ہو اخبار دیکھ لی واپس کے دفتر میں جو ہاں مقابل واقع تھا۔ جا کر اس دفتر کا ایک اخبار خرید لوں۔ چنانچہ اس نیت سے وہ اخبار مذکور کے دفتر میں داخل ہوا لیکن اس کا تعجب اور فکر اس قدر بڑھی ہوئی تھی طویل عرصہ اتنا سنے اس کے دل میں اس قدر بے چینی پیدا کر چکی تھی کہ اس کی طبیعت میں اس قدر اندیشہ پیدا ہو چکا تھا کہ اخبار خرید کر وہ دفتر ضبط سے کام نہ لے سکے گا۔ کہ درحقیقت باہر جا کر اسے دیکھتا سناں پر نظر ڈالتے کے لئے وہیں ٹوک گیا۔

اور جب اس نے اس اخبار کو کھول کر دیکھا تو کام کے سب پر غور ان کو دیکھ کر وہ کسی طرح چونکا کہ اس کے دل میں کس قدر کچکڑا ہوا وہ اپنے آپ کو کس درجہ غلوپ و باجوس محسوس کرنے لگا۔ کیونکہ نگاہ کے سامنے یہ الفاظ ہوئی حروف میں درج تھے۔

کے حروف کی طرح نظر آئے۔

## رین فورڈ کی سزایابی

یہ عنوان پڑھ کر وہ اس قدر متاثر ہوا کہ ٹھکڑا ہوتا دفتر کی چوٹی دیوار کے ساتھ انگلیاں اٹھا کر اس کے ماتحتوں سے محوئے فکر تھا لیکن اس نے بڑی کوشش سے کام لے کر اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور مزید تفصیلات کو دیکھنے لگا۔ مگر دماغ میں پکڑا ہوا تھا۔ نگاہ ہندی ہو چکی تھی۔ اور نظر کسی ایک مقام پر جمی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ دیر تک مضمون کو پڑھنے سے قاصر رہا۔

اخبار کے دفتر میں کارکن نے سمجھا۔ اس پر ایک بیماری کا دورہ ہو گیا ہے۔ اس نے اس سے اس بارہ میں سوال ہی نہ کیا۔ لیکن ارل نے براہ راست جواب دینے کے بغیر اس سے بیسیبری کی حالت میں خود کئی سوالات پوچھنے شروع کر دیے۔ مگر چونکہ دماغ اضطراب کی حالت میں تھا۔ اور خیالات پریشان تھے۔ تاہم اتنا اسے معلوم ہو گیا۔ کہ ریفرڈ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا ہے۔ اور کل صبح اسے ہارس سوئنگر لین کے جیل خانہ میں پھانسی پر لٹکایا جائے گا۔

تجربہ نگار کی حالت میں اخبار کو ہاتھ سے ٹپک کر ازل و دفتر سے باہر نکلا۔ اس پر انتہائی ہانپا کی جو حالت طاری ہو چکی تھی۔ اس پر قابو پانے کی اس نے بہت کوشش کی۔ لیکن خیالات امید کی ذرا سی جھلک کو بھی دل میں داخل نہ ہونے دیتے تھے۔

میں اس وقت ایک کرایہ کی خالی گاڑی پاس سے گزر رہی تھی۔ ارل نے اسے روکا۔ اور سوار ہو کر گاڑی بان سے کہنے لگا ہارس سوئنگر لین کے جیل خانہ کی طرف چلو۔

گاڑی بان نے یہ دیکھ کر کہ سوار بہت بے چین ہے۔ گھوڑوں کو چابک لگائی۔ اور بیک فرائرنگی پر سے گزرنے لگا۔ گاڑی ایک فراخ طرک سے ہوتی ہوئی لاڈ گاڑی ستون کے پاس سے گزر کر جیل خانہ کے سامنے رک گئی۔

ارل اس سے بے چینی کی حالت میں اتارا۔ اور گورنر جیل خانہ کے مکان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھا کہ ایک خوفناک آواز اس کے کانوں میں پہنچی۔

اس کی ناک واد پر کی طرف اٹھی۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ جیل خانہ کی چوٹی پر۔ چاند کی روشنی

میں نمایاں۔ پچاسی کے ستون تیار کھڑے ہیں۔ اور بڑی ہی کھل کے کام کئے گئے ہیں۔ تیاریاں کر رہا ہے۔

سچی بے سود

باب ۵۲

جس وقت ارل آف ایننگھم نے یہ خوفناک نظارہ دیکھا تو اس کے منہ سے نہ کوئی لفظ نکل سکا اور وہ چیخ نکلی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ وہ رعشہ بر اندام سکتے کی حالت میں حیرت زدہ ہو کر رہ گیا ہے۔

انتہائی یاس اس کے سینہ میں جاگزیں ہو چکی تھی۔ اس کی نگاہ میں کسی نامعلوم سحر کے زیر اثر اس خوفناک چیز کی طرف جو جلیانہ کی چوٹی پر بنی ہوئی پھر موں کو موت کا راستہ دکھانے کا فیصلہ تھی۔ عرصہ از ہمک لگی رہیں۔ اس کے تمام غوائے ذہنی و بدنی یکایک اس نظارہ کو دیکھ کر مہطل ہو گئے تھے۔ آخر کسی شخص نے اسے اسٹپن سے پکڑ کر کھینچا۔ تو وہ اس نیم خواب کی ہی حالت سے بیدار ہوا۔ مڑ کر دیکھا۔ تو چاند کی چمکی روشنی میں ایک زور و زور کا اپنے قریب کھڑا نظر آیا۔

اس سے مخاطب ہو کر ارل نے پوچھا کیا تم مجھے جانتے ہو؟ تم مجھے کیا کہنا چاہتے ہو؟  
لڑکے نے افسردگی اور رنج کے لہجہ میں کہا "مائی لارڈ۔ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ او میں اس نیک دل فیاض و شخص سے بھی واقف ہوں۔ جیسے...  
اس کی آنکھوں سے بے اختیار طوفانِ اشک بہ نکلا۔ اور اس نے انگلی سے چھانسی کی طرف اشارہ کیا۔

ارل نے پرستش کے لہجہ میں پوچھا "کیا تم رین فورڈ کو جانتے ہو؟ میرے اچھے لڑکے تم بتاؤ تمہاری ان دنوں اس سے ملاقات ہوئی ہے؟ کیا نہیں اس سے گھٹو کا موقع ملتا ہے؟  
جیکب سمٹھ نے کیونکہ یہ لڑکا وہی تھا جو اب دیا منجی ہاں۔ میں تاج ہی شاد اس سے ملا تھا۔ میں اس سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو آیا ہوں۔ پس یہ ہماری اوداعی ملاقات تھی اور اس نے مجھ سے درخواست کی کہ اب مجھ سے ملنے نہ آنا۔ کیونکہ کل..."

"اُف اوداعی!" ارل نے ہلکی اور کھوکھلی آواز میں کہا۔ لیکن پھر جلدی ہی اپنے

بھج کو بدل کر اس نے لڑکے سے سوال کیا وہ بھلا وہ اس وقت کے لئے کس طرح تیار ہے؟ یہ مطلب یہ ہے۔ وہ مضطرب اور بے چین ہے۔ یا اطمینان کی حالت میں؟

جیکب نے جواب دیا "اے صاحب جس قسم کی غیر معمولی ہمت اور استقلال کا اظہار اس کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اس کی نظیر بہت کم دیکھنے میں آئی ہوگی۔ لیکن اپنے آخری وقت میں مائی لارڈ وہ اس سے زیادہ آپ کو یاد کرتا رہا ہے۔"

"مجھے؟"

"ہاں مائی لارڈ آپ کو یہ بہت تھا۔ شاید میرے متعلق کسی کی زبانی کچھ بدگونی سن کر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اسے اپنے یوم حرارت کے ایک دور و ز بعد آپ کی طرف سے ایک خط وصول ہوا تھا۔۔۔"

"الہی کیا وہ اس بنیہ میں ہے کہ میں اس سے عداوت و دہری کا سلوک کر رہا ہوں؟ ارل نے پر جوش جواب دیا کہ میں اس سے ضروری ہے کہ میں اس سے ملوں۔ یہ ضرور ہی اس کے پاس پہنچنا لازم ہے۔"

"یہ ایسا وہ کہ کہ وہ گورنر جینا کے مکان کی طرف قدم اٹھانے لگا تھا۔ کہ جیکب نے پھر آستین سے پیکر کر روک لیا۔ اور کہنے لگا "مامی لارڈ آپ کی کوشش بے سود ہے۔ کیونکہ آپ کے راستے وقت اندر جانے کی اجازت دوی جا کے گی۔"

ارل کہنے لگا "یہ غیر ممکن ہے۔ کہ جینا کا محافظ میری درخواست کو نامنظور کرے۔" پانچو دو قدم بڑھتا ہوا گورنر جینا کی کوٹھی کے قریب پہنچ گیا۔

جیکب ہی اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا اور وہاں پہنچ کر ایک بار پھر اس نے کہا "مامی لارڈ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس قیمتی وقت کو بے سود ملاقات میں ضائع کرنے کی بجائے آپ اس صبح میں اس کی جان بچانے کے لئے کوئی کوشش کریں؟"

ارل پر ان افغلوں کا بہت اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگا "تم سچ کہتے ہو۔ اس وقت اس کے منہ سے اس قدر کہا رہا ہے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ میری یہی بھی ہمت سلب ہو جائے گی۔ اس نے اس کے قریب سے راتہ رات جو معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں دیکھو ڈکے معاملات سے بچیں۔ میں ایسی جا کر اسے معافی دلانے کی کوشش نہ کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوگا۔ اس کی اطلاع دیکھیں پہلے تم کو دینگا۔"

انتہا کہ کہہ کر تھر کر ایسی گاڑی کی طرف مڑا اور جیکب کو ساتھ ایک گاڑی میں بیٹھ گیا۔ پھر گاڑی کا دروازہ بند کر کے وہ گاڑی بیان سے مضبوط ہو میں کہنے لگا "وزیر احمد کے دفتر کی طرف چلو"۔

رات میں اول سنے جیکب سمجھ رہے تھے فوراً ڈکے تعلق صدر ایف بی کے وہ لائن پر پہنچے جن کے جواب میں اسے یہ معلوم ہوا کہ رین فورڈ کو اس بات کا کمالی یقین ہے کہ اس استغاثہ یا حرکت کر کے ٹوٹ کر فریٹ۔ ریسٹر کرٹس ہے۔ اور وہ انہوں نے سٹرڈ اور ڈوکس سے اس رینز کی واردات کے متعلق استغاثہ دائر کرنے کی درخواست کی۔ جس کی وجہ سے رین فورڈ کو سڑک موت دی گئی۔ چنانچہ انہوں نے عدالت پر پولیس اور اولڈ بلی کی مدد سے سٹرڈ میں اپنے چھتے میں یہی بات صاف لفظوں میں کہہ دی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ اور ڈکے نے کسی ذاتی غرض کی بنا پر استغاثہ دائر نہیں کیا۔ شبہ یہ تھا کہ اس مقدمہ کو عمل میں لاسمہ والا اور حقیقت کوئی حقیقت پسند نہ تھا۔ جس نے اور ڈکے کو اپنا ذریعہ بنایا۔

اول کو گفتگو سے معلوم ہوا کہ جیکب اتنی اور مجبوری اسے قواعد جلیفانہ کی رُسے اجازت تھی۔ رین فورڈ سے ملتا رہا۔ اور اس نے رین فورڈ کی طرف حسین بیرون کی جو خطوط پہلے بیان میں سے ایک میں اس نے درخواست کی تھی کہ تم پرینڈس سٹرٹ والے مکان کو چھوڑ کر کسی دوسرے مکان میں چلی جاؤ۔ کیونکہ اسے اندیشہ تھا۔ وہاں معلوم دشمن جنوں نے مجھ پر داکہ لگائے۔ بھی اپنے اچھے دیکھنے کا نشانہ بنائیں۔ جیکب نے اپنے گفتگو میں بیان کیا کہ پہلی مرتبہ جی جیب میں بیرون کے مکان پر گیا۔ اور وہ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اس سے دو سال پہلے ہوا تھا۔ آیا تھا جب لارڈ ایبلنگھم کی مختصر سی رین فورڈ کو ملی۔ تو اس سید نے چند سالہ ذات کو ایک غاف میں ڈال کر اہلیں صرب ہر کر کے جیکب کے ہاتھ قیاری کے پاس پہنچا اور اتنا غافل تھا کہ وہ کہتے لگا "جب میں آج شام رین فورڈ سے ملا تو اس نے وہ پکیٹ میرے حوالہ کر دیا اور کہا کہ اسے کپ کو دیدے۔ یہ ایک کامیاب ہو جو دگی میں کل آپ کے مکان پر چھوڑا تھا۔" یعنی اس وقت جب رین فورڈ کا عاتق ہو چلا۔ لیکن چونکہ آپس اس وقت غیر متوجہ طور پر ملاقات ہو گئی تھی۔ اس لئے...

لہذا اس طرح آزادانہ روایت ہے کہ سب سے پہلے کی وجہ فقرہ کو پورا کر لیا۔ اور اس نے وہ واقعہ جیکب کے ہاتھوں کے حوالہ کر دیا۔ اس نے ہی اسے خاموشی کیا تو اپنے ہاتھ

میں سے لیا۔ کیونکہ وہ ایسی ہی طرح جانتا تھا۔ اس کے اندر کیا ہے۔ بحالت موجودہ نامورین کے ایک  
خیالناہ طراز عمل کو دیکھ کر اس کے دل کی جو اذیت پہنچی نظم اس کے بیان سے عاجز ہے۔  
لیکن غور فرمائی وہ شعلہ امید جو اس کے سینہ میں پلٹے سے پیدا ہوئی۔ اب ایک روشن اور چمکا  
شعلہ کی صورت میں نمودار ہو گیا اور اس نے سوچا۔ ان کاغذات کی بنیاد میں وزیر و اعدا کا  
اطمینان کرادوں گا کہ اگر مجرم کی سزا کو ملتوی نہ کیا گیا۔ تو ایک شخص جو ازل کا وہ بدکلمہ ہے۔ جانی  
پا چلائے گا۔ اور اگر اس بات کو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ منوخی سزا کی اپیل میں یہ دس کس کس نے  
کارگزار ثابت ہوگی۔

اپنے سزا یافتہ دوستوں کے ساتھ بھائی کے طراز عمل پر غور کیا۔ تاہم وہ اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا  
”میں فیض دل بھائی میں تیرے“ اس حسن سلوک کو ہی جو تو سنیہ ان کاغذات کو میرے حوالہ کرنے  
کے معاملہ میں کیسے کام میں لا کر تیری زندگی بچانے کا ذریعہ بنوں گا دنیا میں کون ایسا  
سفاک شخص ہے کہ مجھ ایسے ہر اور کے ساتھ تا شکر گزار ہی کیسے پھر وہ جیکب کا خطاب ہو کر نہ  
بلند آواز سے بولا ”تجھے بھائی“ ہے۔ یہ کاغذات جو تم نے اس وقت میرے حوالہ کئے ہیں۔ اس  
حظیم مقصد کو برائے کاغذ نوشتہ ثابت ہوں گے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔“  
لکھا غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا کہ کہنے لگا ”وہائی لاڑو کیا سوچا“ ابھی امید باقی ہے ہرگز  
اگر خود بین خود بول کی خاطر نہیں تو اس حد تک کے لئے جسے اس سے ہے۔ ہر جیسے۔ آپ کو ضرور  
اس کی جان بچانے کی انتہائی کوشش ہے۔ کام لینا چاہیے۔“

ارل نے جلدی سے پوچھا ”کیا وہ ایسے جیسا کہ میں نے آئی تھی؟“  
جیکب کہنے لگا ”صرف ایک بار اور وہی آئے سپرہر کو۔ میں اس کو راشی زناہر کے  
وقت موجود نہ تھا۔ مگر جس وقت وہ باہر نکلی۔ تو میں جلیانہ کے پاس ہی پھر راتھا۔ اسے سننے  
ان آنکھوں نے ہر شے نظر سے دیکھی ہیں لیکن میری دعا یہ ہے کہ کسی حیلہ سے نہ نکلتا  
ابھی پھر دیکھتا نہیں کہ وہ جو جیکب کی زندگی بچا کر ہے۔ وہ فلانہ میرے نکلیں سے محو نہ  
نہ ہو گا۔ جو ہوا کے چومنے کے اس کی کتاب بڑے جانتے کے بندھے دیکھائی دیا اب  
ہی اس کی یاد آتی ہے۔ تو سب سے پہلے یہی ہوتی ہیں۔“

ارل زوردار لہجہ میں کہنے لگا ”میرے تو بھائی دوست۔ خود کچھ ہو۔ میری کوششیں  
ایک بار پھر ان دونوں کو مٹا دیں گی جرح زیادہ میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں۔“



یقین ہونا چاہیے کہ وزیر داخلہ کو اس معاملہ میں وزیر اظہارِ رحم کرنا پیشے کا معاملہ قتل  
عدو کا نہیں۔ اور جرم بچانے خود استاذِ ذریعہ ہے۔

میں اس وقت گاڑی وزیرِ ملکی کے دفتر کے سامنے رکھی اور اول نے جیکبے کہا "تم  
یہیں بیٹھو۔ میں ابھی مل کر واپس آتا ہوں۔"

لیکن آرٹھر کے اس وقت کے رنج و غم کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔ جب اسے معلوم ہوا  
کہ وزیر موصوفہ نہ اپنے سرکاری اور شہرِ ایویٹ دفتر واقع لندن میں آجائے ہے۔ کیونکہ وہ اپنی  
انعام کو افغانستان کے شمال میں اپنے دیہاتی مکان کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

پہلے تو اس نے سوچا۔ خواہ میرے بہنوں کو بھیج دو جائیں۔ میں کیا رفتار گھوڑوں  
کی مدد سے وقت پر اس کے پاس پہنچ کر ان کے ساتھ پرواز حاصل کروں گا۔ لیکن جو توجہ  
بادی النظر میں اس قدر بہل معلوم ہوئی تھی۔ وہ فوراً غور کرنے پر نا ممکن اہل نظر آنے لگی۔ کیونکہ  
اس نے سوچا۔ اگر میں کسی ذریعہ سے اس نکت پہنچ ہی گیا تو اس کا وہ اب وقت معینہ سے پہلے  
حکام چائی نہ ہوگا۔ کیونکہ پہنچا یا جا سکے گا۔ معافی نہ منظور ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ وقت پر پہنچی  
تو اس کا عدم وجود برائے۔

وزیرِ اعظم کے پاس جانا سرا سوبہ سود تھا۔ کیونکہ اس کی طرف سے یہی جواب ملا کہ معاملہ  
وزیرِ ملکی سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اس میں دست اندازی نہیں کر سکتا۔

چند منٹ غور کرنے کے بعد آتشِ انتہا نے ایک اور توجہ سوچی کہ اپنے نگار میں سیدھا پادشاہ  
سلامت کے پاس جاتا ہوں۔ وزیرِ ملکی کے دفتر سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ نکتہ تمام تھوڑے  
میں فروکش ہیں۔

اب رات کے دس بج چکے تھے۔ اور اس خوفناک وقت کے ویران جس کی یاد ہے ہی  
بدن پر لرزہ پیدا ہوتا تھا۔ ابھی اس گھنٹے کا عرصہ خالی تھا۔ یقیناً اس عرصہ میں بہت  
کچھ کیا جاسکتا تھا۔

گاڑی کی طرف واپس آکر اس نے گاڑی بان سے کہا "تم واپس میرے مکان کی  
طرف چلو۔ راستہ میں اس نے جیکبے کہا "وزیرِ ملکی کے معاملہ میں اس کی عدم موجودگی  
سبب سخت مایوسی ہوئی ہے۔ لیکن یہ سیدھا پادشاہ سلامت کے پاس جانا نہ کامیاب  
راہ کر لیا ہے۔"

اس طرح وہ شیر تیار حال بنا کر ان رین کے ساتھ ہمدردی رکھنے کی وجہ سے ایک ایسے کبیر کا راز دار بنا۔

جب ارل مکان پر پہنچا تو گھردلوں کو اس کی غیر متوقع واپسی سے بڑی خوشی ہوئی  
تو کہوں نے ارل کی نسبت ڈاکٹر لیدز سے دریافت کیا تھا لیکن وہاں سے ہی انہیں  
اسی قصہ ظفر معلوم ہوا جو ارل کی اپنی چھٹی بیسندگور تھا جو اس نے قید خانے سے نکلی تھی۔  
اور جس میں اپنے ایک ضروری کام پر جانے کا خواہ دلرج تھا لیکن باوجود اس کے اس کی  
غیر حاضری۔ بہت عینوں کو بڑی تشویش پیدا ہو گئی تھی اور اب وہ اسے واپس آئے ہیں  
بہت خوش ہوئے۔

ہر طرف سے مبارک گستاخ کاغزو بلند ہوا۔ لیکن ارل نے اس سے بڑے اور خطرناک کے  
ساتھ شغف کر کے کہا: "جیسے فوراً ہی ایک کام ہو واپس جانا ہے۔ میری کارڈی تیار کر دو اور  
ایک آدمی جا کر لیڈی ہیریٹ فیلڈ کو میری واپسی کی خبر دے۔ آدم ایک اور آدمی فوراً اگر فیشن  
سٹریم میں ڈاکٹر لینڈنگ پاس ہمارے اور ان سے کہے کہ وہ یہاں آکر اس وقت تک کہ میں  
واپس آؤں۔ یہاں انتظار کریں۔ یہ کیا کی طرف اشارہ کر کے اس نے نوکر کو دے کر کہا: "اس  
دنہ کی پیچھے چلتے۔ خبر گیری کر کے اہل سے خود ہی ہتھ کی ضرورت ہو۔ فوراً ہمارے آدمی جانے۔"

پھر جلد بعد آپ کو میں پیکر اس لئے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ (اس کا تادم تھا) حاضر  
مواستہ اس لئے یہ کہہ کر بسے وہاں پہنچا کہ مجھے ضرورت تھا اور ضرورت نہیں۔

کرد کی تہائی میں اس نے اس پیکر کو کھلا جو چمک رہا ہے اور دیکھا اس میں ایک چمک  
نہیں برآمد ہوا اور پھر ایک خط اور ایک خط بند تھے اور ان کے اوپر ایک خط کا کھلا بند ہوا  
تھا جس کی رنگت موزوں تھی اس قدر جو کچھ حق ہے کہ معلوم کہ شکل تھا اصلی رنگ  
کی تھی اور نہ تھا تو ایک قسم پرانے اور ان کے ہر کلمہ ہوتا تھا جس کا فائدہ اس سے  
کا نہیں ہے کہ اس سے کہلا اور پھر اس کا معلوم کیا گیا ہے کہ ہر کلمہ کا کلمہ تھا۔

ہی خالص کہ تاروں میں گھومے ہوئے کھانسی کا سہو تھا جو کہ رکبتیں بقیہ میں ہو جائے۔ اس ملاقات میں ہم ہمارے دیباچہ میں پہنچی تھی جس نے کوئی فرضی قصہ بیان نہیں کرتا تھا۔

میسرہ آئی انکس میں جو کہ شہر کے مشرق میں ہے اور جس کے نام پر

تمہاری نسبت ذرا ہی حال نہیں، اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ تم بھلا لو۔ چھو۔ اور اس منطاب نمودار سے کام لو جو عنقریب ہر قسم کے تنازعات کے دائرہ سے نکل جائے گی۔  
میں نے وعدہ کیا تھا، تمہارے مطالعہ کے لیے اپنی انقلاب تیز زندگی کے حالات تلخیص کے لیے چھ جلدوں کا سیکر کیا یہ بتانے کی عزت ہے میں نے اس وعدہ کو نبھایا ایسا نہ کیا ہے

ٹی۔ آر

اس سطور کو پڑھ کر ادلی بہت دیر تک روتا رہا۔ اتنا رونا کہ اس کا معلوم ہوتا تھا کہ اس کا دل توڑا جا رہا ہے۔

آخر بلند آواز سے کہنے لگا اے مہاشی تو خیال کرنا ہے۔ میں نے تجھے منیبت میں دیکھ کر تیری انداز سے ورت کشی اختیار کر لی۔ مگر اس کے باوجود تو میری اتنی قابلِ عودت سے کہنے لے و اگر تیرے دل میں ایسے توفیق دے۔ کہ میں ثابت کر دوں میں اس کے فیاض دوستوں کے سر اس پر توفیق نہیں رہا یہ عرض ہے جس طرح بھی ممکن ہو تیری جان بچاؤں۔۔۔  
اس مسئلہ ان دنوں پر اس کو دیکھنا ضروری نہ تھا کہ وہ خودی نہ بچاؤں اور خودی نہ بچاؤں۔ کہ یہ میرے دوستوں کا شوق ہے اور ادلی نہیں چاہتا تھا کہ اس کا خدات کی دیکھ مہاشی سے دو دین قدر دیکھنے کے متعلق اپنی بے افتادوی ظاہر کرے۔

اپنی جگہ سے اٹھ کر اس مسئلہ اس قسم کا لباس جو بادشاہ سلامت کے ظہور میں پہنچنے کے لئے موردِ دل تھا پسند کر لیا۔ جب تک گاڑی تیار ہو کر آئی تب وہ اس کام سے فارغ ہو چکا تھا۔

اس کے چند منٹ بعد وہ گاڑی پر سوار تھوڑے ٹھیک کی حالت میں جا رہا تھا۔ عروسی کا خدات اس کی پیش میں تھوڑے اور ادلی یاس دامیہ کے مشترکہ اثرات سے گھبرا رہا تھا۔  
لیکن افسوس! اس آخری کوشش میں ہی اسے دیکھ ہی آئی ہوئی۔ کیونکہ اگرچہ افسوس کے ساتھ لیکن میں یہ جانتا تھا کہ معلوم ہو گا کہ خدا جان بچاؤں کے سونے کے لیے اس سے ایسا رہا ہی کی نہ پائی جو اس کا اپنا واقف تھا۔ لی۔

انتہائی یاس کی حالت میں وہ غلج دست اپنے مکان کی طرف بھاگا۔ لیکن جیسے۔۔۔ ہم نے غلطی کی۔ وہ بالکل بار میں نہ تھا۔ کیونکہ ریتورنگ کی جان بچاؤں کے لئے ابھی ایک امید۔۔۔ تہذیب ہم۔۔۔ بالکل مبہم۔۔۔ انتہا درجہ فضول۔۔۔ اور ایسی کہ جس کے مقابلہ میں فنی کے سیکڑوں امکان موجود تھے۔ اس کے دل میں باقی تھی۔

مگر فطرت انسانی کا تقاضا ہے۔ وہ انتہے یاس کی حالت میں بھی امید کا دامن چھوڑتا ہے۔ پسند نہیں کرتا۔

مکان پر پہنچ کر اس نے سب سے پہلا سوال کیا: "ڈاکٹر لیزہ آگئے؟" اس کا جواب اثبات میں ملا۔ اور وہ سیدھا اس کمرہ کی طرف گیا۔ جہاں ڈاکٹر موصوت اس کا منتظر تھا۔ وہ نوٹ لکھ رہا تھا۔ اس کا ذکر ہم سر دست قلم انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کی تفصیل ناظرین کو آگے چکر معلوم ہونے لگی۔

## پہانسی

## باب پنجم

یومِ دو شنبہ کی وہ دہلیک بھی جب ٹام رین کو پہانسی پر لٹکایا جائے والا تھا۔ زرد و عسلی اور نارنگی کی روئیوں کی روئیوں کی آغوش کے ساتھ شبِ گذشتہ کی سیاہی سے جدوجہد کرتی بدھتیبہ تیرہ کی سبب جزو میں داخل ہوئی۔

بچپن میں چند منٹ باقی رہتے۔ کہ ٹام رین خواہ بہانے پریشان سے بیدار ہوا۔ اس نے ٹیبلر کمرہ ہی نگاہ کر کے اندر دوڑائی۔ تو اس کے پستلے میں پیرہ و کو دیکھا۔ جو راست بھر اس کے کمرے میں راجتا رہا۔ اس شانائی برقی شمع کو جو دیوار کی میز پر حالتِ نزع میں آخری جھلکوں سے لے رہی تھی۔ پھر اس کی نگاہ کو کمرے کی اندر پتھر لی دیواروں پر رہی۔ اور سب سے آخری کمرے کی دیوار پر پہاڑی سلاخوں پر اور ایک لٹکے کے لئے اس خوفناک حقیقت کو معلوم کر کے اس کے بدن پر کچھ سی پیدا ہو گئی۔ کہ میرے خواب کی پریشانی ٹمبند کے ساتھ ہی رخصت نہیں ہوئیں۔

لیکن فوراً ہی اس کی تخی ہوئی جھوٹ اور پچھلے ہونٹوں سے معلوم ہو گئی کہ وہ اس مضبوط دلِ شخص کی طرح جو کبھی خوفناک عملِ جراحی کی انتہائی تعذیب کو بڑے استقلال کے ساتھ برداشت کر کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ اپنے جذبات پر قابو پا چکے۔ چنانچہ جس وقت جینا کا داروغہ اور پادری اس کے چہرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ توی دل اور حالتِ استقلال میں ہے۔ اگرچہ پیرہ ہی اس کے چہرے سے گستاخانہ لہر داتی کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوتا تھا۔

پادری اس سے دعا کرنے کے لئے آیا تھا۔ ٹام رین اس کے لئے تیار ہو گیا۔ اور

اس وقت اس نے اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں قید خانہ کے بھرے ہوئے حجرے میں دعا کی، وہ دلی  
سعداقت پر مبنی تھی۔ اس میں ظاہر داری، جوش یا ریاکاری کا عنصر بالکل شامل نہ تھا۔

آخر جس وقت جیل خانہ کے گھڑیال نے سارے سات بجائے۔ تو وہ دوزخ تو جاتے تھے کہ  
سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا: ”میں موت کے لئے تیار ہوں۔“

لیکن ابھی خوفناک عمل کو شروع کرنے میں نصف گھنٹہ کا وقفہ حاصل تھا۔ گھڑیال کی آواز  
بند ہونے کے ساتھ ہی کوٹھڑی کا دروازہ کھلا۔ اور اسی آواز میں اندر داخل ہوا اس بائیس  
بے خبر اور لا پرواہ حکام جیل خانہ میں سے ہر ایک کو دیکھا کہ کیا کہیں گے، اور پھر یہ مخالفانہ گپ بول کر  
دلی رشوق کے ساتھ رین فورڈ سے بنگلیہ ہوا اور چڑا کر کہنے لگا: ”بھائی! ماس میں نے دعا پڑھا  
ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔“

قیدی نے ویسی ہی گرد جوشی سے بنگلیہ ہوتے ہوئے کہا: ”آؤ پھر تمہارے اسے سے پہلے  
میں کہہ رہا تھا کہ میں موت کے لئے تیار ہوں۔ اب میں اس میں اس قدر اضافہ کرتا ہوں کہ تم  
سے پہلے کے بعد میں اطمینان کے ساتھ جان دوں گا۔“

آخر پھر کہنے لگا: ”وقت اتنا قیمتی ہے کہ میں ان تھوڑی سی بات میں نہیں بھڑکتا۔ یہ نہیں  
ہو گا۔ لیکن شکلا تنے مجھے زبردستی تم سے جدا کر دیا۔ بہر حال یقین جانو کہ اس کے لئے ایک آری  
ابھی خوفناک سازش کی گئی تھی۔ یہ بھی جان لو کہ میں نے اپنی مرضی سے نہ تھا۔ اس کا تھوڑا  
اثر تمہاری طرف سے تغافل برتاؤ۔“

رین فورڈ نے کہنے لگا: ”بھائی! آؤ تمہارا تشریحات کی ضرورت نہیں اور نہ ان کے لئے وقت  
بہر حال مجھے اطمینان ہے کہ اس دار فانی سے رخصت ہونے سے پہلے ایک بار تم سے ملنا  
ہوگا۔ ورنہ حسرت دید باقی رہ جاتی۔“

اس کے بعد اس نے جلد جیل خانہ میں ان پہلے سے کوٹھڑیوں کا دورہ کیا اور ان  
نے شب گذشتہ کو رین فورڈ کی جان بچانے کی عرض سے کی باتیں۔ ان کے لئے یہی خبر  
نے تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کیا۔

آخر قید خانہ وار غم جیل سے دور تھا۔ اس کی کہنے قیدی کے ساتھ چند غلط فہمیوں کی تصحیح  
کی اجازت دی جائے۔ لیکن اس نے کہا: ”یہ دیکھو اس وقت منظر کا کہ میرے اختیار و اختیارات سے  
باہر ہے۔“ اس نے زیادہ اصرار ہی نہ کر سکا کہ پادری فورڈ سے دعا پڑھا کہ قیدی اب سانس



تھا جو کسی قیدی کو پھانسی پر لٹکانے سے پیشتر بغرض تیاری کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس آخری لمحہ میں جھوٹے پتے جانے میں اسے ایک اور مددگار بھی پیش نظر تھا۔ یعنی یہ کہ وہ باہر برآمدہ میں اس حلقہ کے شرف سے منہ چاہتا تھا۔

برآمدہ میں شرف اور اس کا نائب موجود تھے۔ اور ان سے ذرا فاصلے پر جلاوطن اپنے ماتھے کے کھڑا تھا۔

ارل جو شرف کے ذاتی طور پر واقف تھا۔ اس کے قریب پہنچا۔ اور وہ عمدہ دارائیر موصوفہ نو بیچا زمین دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ مگر آتھرنے مہادیات کو نظر انداز کر کے اسے الگ لیجا کر دسے بنظروں میں کہا "میں آپ سے بہت بڑی اور خاص رعایت طلب کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ اس قیدی کا بے غنقریب پھانسی پر لٹکا یا جائے گا ایک ایسے خانہ دان سے تعلق ہے۔ اس کے متعلقین تو اہلش رکھتے ہیں۔ کہ اس کی لاش کو اچھی طرح دفن کریں۔ اس لئے میری درخواست یہ ہے۔ کہ اس کے متعلقین کے احساسات کو پیش نظر رکھ کر آپ ازراہ رعایت قیدی کی لاش کو زیادہ عرصہ تک پھانسی پر نہ لٹکے۔ لکھیں کہ وہ جب تک وہاں رہے گی۔ اس کا نظارہ ان کے لئے منظم اور وقت کا باعث ہو گا۔"

شرف نے کہا "مائی لارڈ! یہ کچھ بڑی بات نہیں میں سمجھتا ہوں۔ وہ جگہ کہ اس کی لاش بیکار ہو جائے۔ یہ تاریکی جاتے اس وقت وہ اس بد نصیب شخص کے رشتہ داروں کے حوالہ کر دی جائے گی۔"

ارل نے شرف کا ہاتھ زور سے بلاتے ہوئے کہا "میں اس کے لئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

دو جلاوطن قدم اٹھاتا۔ ایک طرف کو چلے۔ اور شرف اور اس کے علاوہ جلاوطن سب جھڑکی طرف روانہ ہوا۔

اس مشہور رہزن کو پھانسی پر لٹکایا دیکھنے کے لئے جس کی نسبت مقدمہ کی ساخت کے دوران میں مشہور ہو چکا تھا۔ کہ یہ وہی شخص ہے جو چند سال پیشتر باغیاب پہن کر عدالت خانہ میں رہزنی اور موٹ کی عجیب و غریب وارداتیں کیا کرتا تھا۔ چیخاؤ کے باہر لاکھوں آدمیوں کا ہجوم تھا۔ سارے گزے کھلے میدان میں ہر طرف انسانی سروروں کا سمندر تھا۔ ان کے آواز آتا تھا۔ اور اس کی گلیوں اور بازاروں میں غصہ تھا کہ وہ لڑوہام تھا کہ گلیوں کے آگے کھڑے ہو کر جیسے روٹا تھا۔

اس کے علاوہ ارد گرد کے مکانات کی کھلی کھڑکیوں میں بے شمار تماشائی اس خوفناک نظارہ کو دیکھنے کے لئے جس کے بیان سے ہی قلم زنی اور ماتھہ خراب ہے۔ اس طرح جمع تھے۔ گویا کوئی نہایت دلچسپ تماشہ ہونے والا ہے۔

بیٹلخانے کے چھانک کے قریب ایک سیاہ فاش اور ایک لاش پر دار گاڑی جس کے ہنگے گھومتے ہوئے تھے۔ کپڑی ہتھی گھاٹیوں اور جل خانہ کی دیواروں کے درمیان ارل آف ایٹنگھم ڈاکٹر لیسنڈر اوزل کے تین معتد خادم سبکیا سیاہ مانتی لباس پہنے چروں کو سفید مالوں سے اس طرح چھپائے۔ کی کوئی ان کے خط و خال پہچان نہ لے۔ کھڑے تھے۔

خود لارڈ ایٹنگھم قلعہ میں داخل تھا۔ اس خوفناک صبح کو بد نصیب قیدی کو اپنے دل میں ہرگز اور ذہنی اذیت محسوس ہو رہی تھی۔ اس سے بہت زیادہ احساس خود اس فیاض دل ارل کو تھا۔ سردی کے مارے سارا بدن اکڑا ہوا اٹھٹائیس بوجھ کو ہارنے کے قابل ہو رہی تھیں۔ زبان حلق سے لگی ہوئی تھی۔ اور دم گھٹا جاتا تھا۔ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا دنیا ہر کی مصیبتوں کا ہجوم ایک باری میسٹر سر پر ٹوٹ پڑا ہے۔

علاقہ بورو میں سیدٹ جان لاگر جاؤں بچھڑا تھا کہ جیل خانہ کے گھڑیال نے بی اپنی آہنی زبان سے آٹھ کا خوفناک گج بجا دیا۔ جو قیدی کے لئے پیام موت کا درجہ رکھتا تھا۔ گھڑیال کے آواز کے ساتھ ہی ہجوم کے اندر ہر قسم کی آوازیں بند ہو گئیں۔ اہر طرٹ خوفناک سناٹا صاکی۔

ارل اور ڈاکٹر نے اس سے یہ سمجھا کہ قیدی جیل خانہ کی چھت پر پیا نسی کے قریب پہنچ چکا ہے۔

جس جگہ وہ دونوں کھڑے تھے۔ وہاں سے وہ خوفناک نظارہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور اگر کوئی دیکھتا تو لارڈ ایٹنگھم ہرگز اس خوفناک آئینہ قتل کی طرف نظر اٹھا دیکھنا پسند نہ کرتا تھا۔ یہاں تک اس بعد ایک خاموشی کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔ . . نہایت بخنیدہ . . . خوفناک اور ہم آہنگ یہ پادری کی آخری دعا تھی جو کہ رات کا ”خداوند خدا فرماتا ہے۔ میں خود مر کر زندہ ہوا۔ چھٹیس اس زندگی میں مجھ پر اعتماد رکھتا ہو۔ وہ مکر پھر زندہ ہوگا۔ اور اگرچہ اس جسم کو کھڑے رکھا لیں تاہم وہ نئے قالب میں خدا کو دیکھ گیا گا۔“

آواز ایک بند ہو گئی جس طرح ہر تری روح خدا بے شمار لوگوں کے اندر سرست کر جاتی



ہے، جہم میں نشی پھیل گئی۔ اور آف ایٹھم دو سے کراہنے لگا۔ کیونکہ اس نے سمجھ لیا۔  
پہانسی کا تختہ بھینچا جا چکا ہے۔

اسے غم سے نڈا مل ویکھو ڈاکٹر دے افظوں میں بولا "میرے عزیز دوست یہ وقت  
بہتر تشویش کا نہیں۔ عمل کا ہے۔ اس لئے پورے استتال سے کام لو۔"

اور اس نے کہا "ڈاکٹر صاحب میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ نے میرے  
فرض کی یاد دہانی کی۔ لیکن یہ وقت صبر آزمائی کا ہے۔ گذشتہ چند منٹ میرے لئے  
صدیوں کے عذاب کے برابر تکلیف دہ ثابت ہوئے ہیں۔"

ڈاکٹر بولا "جو کچھ بھی ہو۔ امید کو ہمت سے نہ دینا چاہیے۔ کیا اس نے تمہارے الفاظ  
کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا؟"

تاکثر نے جو ڈاکٹر کا ہی پورے طور پر اطمینان کرنا ضروری سمجھا تھا۔ جواب دیا "جی ہاں مجھے  
اس کا کامل یقین ہے۔ اس نے وہ چاندی کی تالی میرے ہاتھ سے لی۔ اور میں نے دیکھا  
اس نے اسے اپنی آستین میں چھپا لیا تھا۔ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ وہ آخر میں اس سے  
بجائے تہائی گفتگو کا موقع نہ ملا۔ میں نے اس سے بہت باتیں کرنی تھیں۔۔۔ بہت سی باتیں  
کی ضرورت تھی۔۔۔ اور بیشمار سوالات پوچھنے تھے۔ الہی اگر ہماری تجویز کا کام رہی۔ تو  
کہا ہو گا۔"

بیسٹرن نے بوا پر یاد "گروہ لڑکا جیکب میری ہدایات پر پورے طور سے عمل کرتا رہا۔  
تو مجھے ایسی کامیابی پر ذرا ہی شبہ نہیں۔"

میر موصوف نے لاش بھڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "وہ ضرور آپ کے احکام کی  
تعمیل کرے گا۔ بڑا فرما بند راز کا ہے۔ اور میرے متوفی بھائی کے ساتھ اسے گہری محبت تھی۔  
جو تکلفات کا جو جم جیل خانہ کے گروہ سنی ہوئی اپنی باڑ کے باہر کھڑا تھا اور اس کا  
پاؤں لگا ٹیوں سے کافی فاصلہ تھا۔ اس لئے یہ گفتگو جو ڈاکٹر اور اس کے درمیان ہوئی کسی  
غیر شخص کو سنائی نہ دی۔"

وہ میں منٹ کا عرصہ جس کے گزرنے پر شرف نے لاش اتروانے کا وعدہ کیا تھا۔  
بڑی آہستگی کیساتھ گزرا۔ اور اس کو اس کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سال۔۔۔ ایک  
ایک صدی کے برابر طویل معلوم ہوا۔

ابرجوہ میں ہی وہ نہ رہتی جو چند منٹ پیشتر اترنے کے طور پر جاری ہو گئی۔ قافلہ میں  
ہر طرف بخشنہ انداز۔ غلیظ گفتگو اور خفاک کاریاں سنائی دیتی تھیں۔ اور بعض لوگ علی طور پر  
چھانسی کی نقس اتار کر مضحکہ اڑا رہے تھے۔

آخر جیل خانہ کے گھر والے سوا آٹھ بجائے۔ اور ارل آت ایگیم کی تشویش اور  
بہی زیادہ بڑھنے لگی۔

بہتر ہاتھ کے اندیشے اس کی طبیعت کو پریشان کر رہے تھے۔ سوچتا تھا۔ کہیں ایسا  
نہ ہو۔ رین فورڈ کو چاندی کی نامی استعمال کرنے کا سوچ ہی نہ ملا ہو... یا شاید اس کا مضبوط  
اترنا کام رہے... ممکن ہے۔ رسمی سے اس کی گردن کی گڑھ ٹوٹ جائے... یہ بھی ممکن  
ہے۔ شرف اپنے وعدہ کو بھول جائے۔ اور لاش عرصہ میں تک ٹھکی رہے۔ یا اگر سارے  
اندیشے فضول ثابت ہوں۔ تو ممکن ہے۔ ڈاکٹر اپنی کوششوں سے ان امیہ دل کو پورا  
کر سکے جو ارل کے دل میں موجود تھیں۔

غرض یہ حالت التوا اس کے لئے نہایت اذیت دہ اور خوفناک تھی۔ حالت اضطراب میں  
اس نے اپنی گھڑی نکالی۔ تو معلوم ہوا کہ آٹھ بج کر سترہ منٹ ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا۔ اگر  
شرف اپنے وعدہ کو نہ بھولا۔ تو ڈھائی منٹ کے عرصہ میں لاش اتار لی جائے گی۔

لیکن نہیں شرف اپنے وعدہ کا پکا ثابت ہوا... بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ آٹھ  
نے جیب میں گھڑی کبھی ہی متی۔ کہ جوہم میں پھر ایک بار حبشہ یا ہو گئی۔ اور کئی آوازیں  
کہتی سنائی دیں۔ یہ یلودہ لاش کو اتارنے لگے ہیں۔

اس کے بعد پورا منٹا چھا گیا۔ ایک وقت تو ارل کی اپنی رگوں میں انتہائی شدت کی  
گرمی اس طرح محسوس ہوتی تھی۔ گویا پگھلا ہوا سیبہ ان کے اند پر رہا ہو۔ لیکن اس  
کے ایک ہی لمحہ بعد اسے اپنا دل منہ کی طرح سرد ہوتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ حقیقت یہ ہے  
کہ صدیوں کے جذبات اذیت ان چند لمحوں میں محدود ہو چکے تھے۔ اس عرصہ میں وہ  
تمام اندیشے جو پہلے بعد دیگرے اس کے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ پھر ایک بار جمع ہو گئے  
اور دو منٹ کا وہ عرصہ اس کے لئے عرصہ قیامت کے برابر معلوم ہوا۔

اس کے دماغ میں پریشانی اور دل میں خوف جاگزیں تھا۔

لستے ہیں جیننا نکا دروازہ کھلا۔ اور ایک کرخت آواز پر کہتی سنائی دی۔ "ماں کون

اس لاش کو لے جانے والا ہے ؟

اگر ان کے تینوں نوکر لاش کاڑھی کے دروازہ کے قریب کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اور ڈاکٹر لیلینڈ اہلکاروں کی توجہ دوسری طرف دلانے کے لئے ان میں کچھ رقم بطور انعام تقسیم کرنے لگا۔

یہ کارروائی جوارل۔ ڈاکٹر اور تینوں نوکروں کے مشورہ سے ہوئی۔ اس لئے ضروری تھی۔ کہ جب تک سمٹ لاش کاڑھی کے اندر چھپا ہوا تھا۔ اور یہ اس کی موجودگی کو مخفی رکھنا چاہئے۔ جب سارے انتظامات مکمل میں آچکے تو لاش کاڑھی ضابطہ کے چھانچے سے زحمت ہوئی اور تینوں نوکر ازل اور ڈاکٹر اس سیاہ فتن میں سوار ہو گئے۔ جو یہ بھیچے پیچھے چل رہی تھی۔

ظاہر داری کے لئے ضروری تھا کہ گاڑیاں آہستگی چلیں۔ چنانچہ جہاں تک ہجوم تھا۔ دونوں گاڑیاں بڑی سست رفتار سے چلتی رہیں۔ لیکن بلیک مین سٹریٹ میں پہنچ کر ایسی تیزی سے چلنے لگیں۔ جو صرف اس وقت دیکھی جاتی ہے جب دفن کے مراسم ہو رہے ہوں۔

## سائنس کا کرشمہ

## باب ۵۲

سینٹ جانز کے گرجا سے گزر کر دونوں گاڑیاں ان کے گاڑیوں کو سٹریٹ ڈال دیا۔ اور دم آندہ کی طرح چلنے لگیں۔ سیاہ رنگ کے ٹھکے پتے گھوڑے پسینہ پسینہ ہو رہے تھے اور ان کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی تھی۔ لیکن گاڑیاں ان کو اپنے معاوضہ کا خیال تھا۔ اور اس لئے وہ انہیں اور یہی تیز رفتار سے چلا تے تھے۔

دونوں گاڑیاں یونین سٹریٹ سے گزر کر بلیک فرائرز روڈ سے ہوتی ہوئی اس شاہ راہ پر چلنے لگیں جو دریا کی طرف جاتی ہے۔ اور پل پر سے گزر کر ڈیرہ ٹن سٹریٹ کے راستہ سمت فیلڈ سے ہو کر کٹر کن فیل گرین کی جانب روانہ ہوئیں۔ اور آخر غیر معمولی طور پر کم عرصہ میں یہ دونوں ریڈ لائن سٹریٹ کے ایک مکان کے سامنے رک گئیں۔

سب سے پہلے ماتمی فتن کے اندر سے ڈاکٹر لیلینڈ اترے۔ اس نے جیسے کچی لکالی۔ اور مکان کا دروازہ کھولا۔ اس کے بند تینوں نوکروں کی مدد سے لاش کے تابوت کو لاش کاڑھی سے

نیچے اتارا گیا۔

پھر انہوں نے جیب سے تھکے کو بی گاڑی سے نیچے اتارا۔ اور وہ ازل۔ ڈاکٹر اور تینوں نوکروں سمیت مکان کے اندر داخل ہوا لیکن دونوں گاڑیاں باہر دروازہ پر بدستور منتظر رہیں۔

اس کے گھنٹہ گھر بعد وہی تابوت پر لاش گاڑی میں لاکر رکھ دیا گیا۔ لیکن اس مرتبہ اس کا ڈھکنا مضبوطی کے ساتھ کسایا ہوا تھا۔ تینوں نوکر بھی فطرت میں سوار ہو گئے۔ اور یہی تھی جلوس پھر بڑی آسٹلی کے ساتھ آگے کو روانہ ہوا۔

اس کے نصف گھنٹہ بعد اس تابوت کو جس کی پلیٹ پر "ملامس ریفریڈ" کا نام لکھا ہوا تھا۔ سینٹ نوفاکس کے گرجا میں دفن کر دیا گیا۔ اور اس جگہ پر رسم ختم ہو گئی۔

(مگر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا اس تابوت میں واقعی اس خیاں اور بہادر ہزن کی لاش موجود تھی؟)

مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ تابوت کے اندر ریڈ لائن سٹریٹ کے اسے مکان میں جلد جلد پتھر اور جوسہ بھر دیا گیا تھا۔

اور وہ لاش ۱۰۰۰

جس وقت یہ لوگ طریق مذکور پر تابوت کو سنے کر ریڈ لائن سٹریٹ کے اسے مکان کے اندر داخل ہوئے۔ تو جب تک تھکے باہر کا دروازہ بند کر کے بعد ہی سے فاسخانہ لہجہ میں کہا: "دیکھتے ہیں چاندی کی تالی اس کے حلق سے لٹکی ہے۔ میں نے خود اسے راستہ میں نکال دیا۔ میں اس کی کینٹیوں کو ہلاتا اور راستہ بھر سے لٹکے لٹکتے تار لہوؤں سمجھے یقین ہے اس کی جان خراب ہو چکی ہے۔" انہوں نے پھر تابوت کا ڈھکنا جو کسایا ہوا نہیں تھا۔ اتارا۔ تابوت کے اندر ہزن جس کی ہاتھیں بند تھیں اور چہرہ پر مردنی چھائی تھی۔ لاش کی طرح پڑا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر اراکین کونسل کا بدن بھی اندھو سے کانپا۔ اور اس کے منہ سے کراہت کی آواز نکل لی۔ لیکن ڈاکٹر لیڈن ہر قسم کی ہدایات اس قدر تیزی کے ساتھ دیتا رہا۔ اور اس نے ایسے طریق پر اپنے اوسان بحال رکھے کہ واقعات کی تیزی میں ازل کا غم بڑی حد تک دب گیا۔

انہوں نے لاش کو جس قدر جلد ممکن تھا تابوت سے نکال کر ہانا خانہ کی وسیع تقریر کا پتھر پہنچایا۔ اور اسے ایک فراخ بین پورٹل دیا۔

اس کے بعد تینوں نوکر پھر زینہ کے راتہ اتر کر بیچے گئے۔ اور انہوں نے تابوت کو چھوڑا اور بھوسہ سے بہر کر ٹھکانہ مضبوطی سے کس دیا۔ اور بعد ازاں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس تابوت کو گاڑی میں رکھ کر سینٹ ہوائے قبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر ایل اور جیکب سمجھتے تھے تینوں ریفرنڈو کی لاش کے پاس بجز بگاڑیں ہی ہیں۔ اور اب ڈاکٹر لیبیٹو نے اپنی وسیع علمی تحقیقات سے مدد لے کر ایک ایسا کام شروع کیا جس کا ذکر بہت کم ہی کے سنتے ہیں آیا ہوگا۔ یعنی اس نے اس جرم کو زندہ کرنے کی کوشش شروع کی جسے پچاسی پر لڑا جا چکا تھا۔ اس نے ایک مضبوط گیلو تک برقی موڑ چکے تار لاش کیساتھ لگا دیے۔ جو ہر چند کہ بظاہر بے جان نظر آتی تھی۔ مگر حرارت نگاری ابھی تک پورے طور سے جاننا نہ تھی۔ بجلی کی تیز لہر نے فوراً ہی اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔

یکایک بدن میں لکپی سی پیدا ہوئی جسے دیکھ کر لاڈلے گھبراہٹ اور جیکب کے منہ سے خوشی کی آوازیں نکلیں۔

اس اثنا میں ڈاکٹر سیلڈر بدستور پوری برقی قوت لاش کے اندر داخل کرتا رہا۔ چنانچہ ایک منٹ سے پہلے کم عرصہ میں لاش کا دایاں بازو ہلکا۔ لیکن یہ حرکت اس قسم کی تھی جیسے بحالت نزع ازان کے بدن میں تسخیر پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔ اس کے چند منٹ بعد اس کا ہاتھ از خود اٹھ کر بے عبری کے ساتھ اٹھنے کی طرف پہنچا۔ ایسا معلوم ہوا تھا کہ گرین فورڈ اپنے ہاتھ سے کسی ایسی چیز کو جیسے دھنگے کے گمبہ پٹا ہوا محسوس کرتا ہے۔ امارا جیکب دیکھتا رہتا ہے۔ شاید اب تک وہ سمجھتا تھا کہ پچاسی کی رسی میری گردن میں ہے!

اب ریفرنڈو کی چھاتی ہی سانس کی حرکت سے تیزی کے ساتھ ہلنے لگی۔ صاف نظر آتا تھا کہ مواد و بارہ پھیپھڑوں کو پھرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر ایک گھبراہٹ جیسے تھنے کے ساتھ شک ہے وہ سانس لیتا ہے۔

ڈاکٹر لیبیٹو سکون کیساتھ برقی موڑ چکے تار باندھ کے ایک اور حصہ میں لگا کر کہنے لگا۔ مجھے یقین ہے۔ اکی جان بچ جائے گی۔ اندیشہ صرف اس بات کا ہے کہ پچاسی کو کچلنے پر آمال خون نہ ہو جائے؟

لیکن امیر موصوف اور اس کے ساتھی غریب لڑکے نے اس اعلان کے آخری حصہ کو سن کر چڑوا کر کہا۔ ان کے کان صرف اس اعلان کو سن کر غم و غصہ ہوئے تھے کہ وہ بیٹا جیگا اور یہ خبر پھیلے گی۔



اب برقی عمل شروع ہوئے میں سنٹ گذر چکے تھے۔ آخر کار ڈاکٹر لیسڈ نے طمینان بخشن لہجہ میں کہا: "سُدارک ہو۔ اب یہ بچہ گیا ہے۔"

یہ خوشخبری سن کر ارل۔ ڈاکٹر لیسڈ سے اس طرح ٹیلیگراف ہوا۔ گویا وہ اس کا باپ اور یہ اس کا حقیقی بیٹا ہو۔ وہ اس سے ایک خط دار بیٹے کی طرح ملا۔ جو اپنے باپ سے مافی کاغذات نگار ہو۔ آخر اس سے بدست عینودہ ہو کر اس بات سے ڈرتے ہوئے کہیں تک پہنچ سکتا ہے اسی طرح اظہار خوشی نہ کرے۔ ڈاکٹر نے جلدی سے کہا: "اب ہمیں لازم ہے کہ اسے بستر پر لٹا دیں۔" ان اتفاق سے اس مکان میں ایک خواب کا دوا جو ہے۔

قیمنوں پر ہی احتیاط کیا تھا۔ نام میں کہ اٹھا کر ایک بھلی کھڑی میں جو خراجگاہ کا درجہ رکھتی تھی لے گئے۔ اور وہاں انہوں نے اس کے کپڑے اتار کر ایک چارپائی پر لٹا دیا۔

حکیم سمجھتے کہتے دکھا: "اب جبکہ ہم اس کام سے فارغ ہو چکے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس خوشخبری کو سنکر ایک اور شخص کو بھی اتنی ہی خوشی ہوگی جتنی ہمیں ہوئی ہے۔" ارل نے اس کا مطلب سمجھ کر کہا: "تم کھٹیا کرتے ہو۔ لیکن وہ کہاں رہتی ہے؟" رطبت نے جواب دیا: "میں اس کے مقام سکونت سے واقف ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں۔۔۔"

آرٹھر قطع کلام کر کے کہنے لگا: "ہاں تم فوراً جا کر اسے یہ خوشخبری پہنچاؤ۔۔۔ لیکن ممکن ہے وہ اس عرصہ میں اپنے والد کے مکان پر واپس گئی ہو۔ کیونکہ واقعات بدیش آمدہ اور اس محبت کو بدیش نظر رکھ کر جو مسٹر ڈی ایڈیٹا کو اپنی دختر سے ہے۔۔۔ لیکن نہیں ہمیں اپنے نیک دل دوست ڈاکٹر کے رد پر کسی سازداری سے کام نہ لینا چاہیے۔۔۔"

لیسڈ جو اس کے لفظوں کا مطلب اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اگرچہ ارل اس سے واقف تھا مختصر طور پر کہنے لگا: "تم میری پردہ کو۔۔۔ مجھے کئی کاراز معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر میری۔ تو میں اس وقت تیار ہوں۔ اتنا مصروف ہوں۔ کہ۔۔۔"

ارل نے کہا: "بہتر ہے۔ جو سر درست ان نشریات کو ملتوی رکھتے ہیں۔ جب تک تم وہ ذکر اس خاتون کے پاس جاؤ۔ اسے بڑی آہستگی سے یہ خوشخبری پہنچاؤ۔ اور پھر اسے اپنے ساتھ یہاں لے آنا۔"

(طے کے لئے اس بات سے خاش ہو کر کہ اس خوشخبری کو قیام بد بنا لیا۔ یہ کہنا کافی ضرور

میں دینی ٹیٹا سٹر ریفرور ڈس کے اصرار پر بریڈن سٹریٹ سے اٹھ کر وسط شہر میں چلی گئی تھی۔  
میں کھوڑی دیر میں اسے ساتھ لیکر واپس آنا نہیں دے۔  
ارل نے ہونے کے سکڑ کی ایک ٹھٹی اس کے ہاتھ میں دی۔ لیکن جب تک نے یہ کہہ  
انہیں واپس کر دیا کہ میرے پاس روپیہ موجود ہے۔  
اس کے لمحہ بہ بعد وہ تیرنگا سے قدم اٹھانا اس خوشی کے کام پر روانہ ہوا۔

## باب ۵۵ تجربہ گاہ۔ آتھردی ٹیٹا کاراز

جب کے رخصت ہونے پر ٹاکٹر ایڈل پھر تجربہ گاہ کی طرف واپس آیا۔ اس نے چند عریقات  
کو ایک گلاس میں آمیز کیا۔ اور خواجہ گاہ میں واپس جا کر یہ دوائی ریفرور ڈس کے حلق میں داخل  
کر دی۔ اس کے بعد اس نے پھر اس کی نبض دیکھی۔ قلب کی حرکت سننے کے لئے سینے کے قریب  
کان دگایا۔ آنکھوں کو غور سے دیکھا جو پسلی کی بندت کم سرخ خقیں اور اس کے بعد کہنے لگا۔  
مزیں قابل تعریف طریق پر اصلاح پذیر ہو رہا ہے۔ نبض باقاعدہ ہے۔ نہ زیادہ تیز نہ بہت سستی  
کہہ دیتی تھی جیسی جونی جا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اسے تندرستی کی خواہش ہے۔ اس لئے آنکھیں  
بند کر رہا ہے۔ اب جس وقت بیمار ہو گا۔ تو پورے طور پر ہوش میں آجائے گا۔ لیکن میرے  
عزیز دوست کیا تم یہ جانتے ہو کہ انہیں کمزور انسان کرنے کے لئے میں نے اپنے اوپر ایک  
نہایت عظیم خطر لیا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں نے یہ برقی تجربات محض علمی تحقیقات کی  
عرض سے کئے تھے۔ تو تو اس جادو کو قابل یقین نہ سمجھے گا۔ بلکہ انا سمجھتا ہوں کہ یہ مواخذہ کیا  
ہوایا تھا کہ ایک مجرم کو زندہ کرنے کے لئے اسے دوبارہ حوالہ انصاف کیوں نہ کیا؟

ارل نے لگے لگا۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے تجھ پر بہت برا کرمان کیا ہے جس سے میں توبہ  
کہہ دیتی ہوں۔ میں جو سکتا۔ میں اسے کر لی جا رہا ہوں کہ اس قسم کے مواخذہ کی جس کا آپ ایڈل  
نہاں کر رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

لیڈر اسٹ کہا تجربہ گاہ میں خوشنودی ہو کر مقدمہ چلا ہے۔ اور اس کے علاوہ کل  
رات قمر نے کچھ بود و بقات سنانے سے۔ ان کے ہوا میرے دلی ہیں تمہارے اس سٹیٹ  
بھائی کی نسبت احساس تعریف بھی پیدا ہو چکا ہے۔ بڑا فیاض آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اور



ایسے شخص کو موت سے بچانے کے لئے انسان خود ہر قسم کے خطرات میں پڑنا منظور کر لیتا ہے۔

اصل کہنے لگا: "ڈاکٹر صاحب آپ نے اس سے پیشتر کئی بار میرے دوہرا اپنے برقی تجربات کو یاد کر کیا تھا۔ کل رات جب میں وزیر داخلہ کے مکان سے مایوس ہو کر لوٹا۔ اور ملک نظم کے حضور میں بھی بار بار یہ نہ ہو سکا۔ تو اس وقت وہ عجائبات کی کیفیت جو اپنے برقی تجربات کی نسبت میرے دوہرے مختلف اوقات میں بیان کی تھی۔ انہوں نے میرے دل میں تازہ ہو گئی۔ اور میں نے اس شخص کی حیثیت میں جو دیتے وقت تلے کا۔ چار تماش کرنا ہے آپ کو بلایا۔"

ڈاکٹر نے کہا: "اس کے پاس ہی ایک کمرہ ہے جس میں کئی کی طاقت کا تجربہ ہزار ہا جانوروں اور کئی انسانوں پر بھی کر چکا ہوں۔ میں نے بڑے بڑے معاوضے دیکر بھانسی پانے والے پھرموں کے ہاتھیں دستی سے اترنے کے فوراً بعد حاصل کی ہیں۔ لیکن باوجود ساری کوششوں کے میں آج تک کبھی مردہ جاندار کو زندہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ اور یہ تجربہ ہی ہرگز کامیاب نہ ہوا۔ اگر ہم ان احتیاطوں کو پیش نظر نہ رکھتے۔ جو ہم نے اس وقت پر اختیار کیں۔ مثلاً سانس کی آمد و رفت کو برقرار رکھنے کے لئے اس کے گلے میں چاندی کی ٹالی رکھنا۔ جبکہ سمجھ کہ اس عرض سے لاش کاڑھی میں چھپانا کہ وہ فوراً ہی نام دین کے چہرہ سے پھانسی کی ٹوٹی ٹار سے حلق سے چاندی کی ٹالی نکال لے۔ اور راستہ بھر اس کی کنبلیوں کو سہلانا اور ٹکٹہ سنگھاتا رہے۔ تم فوراً میرے ساتھ اگر اس تجربہ گاہ کو دیکھو جس کے محابلات تم نے اسے تو میں مگر دیکھے نہیں۔ ریفریجریٹور ہے۔ اس لئے یہیں تجربہ گاہ کی سیر کے لئے کافی فرصت ہے۔"

چنانچہ یہ دونوں پاس کے کمرہ میں گئے۔ اور اس جگہ لمبا زمانہ مختلف برقی آلات دکھا کر ان کی نوعیت سمجھانی شروع کی۔ گلیو انکس برقی طاقت کی دریافت کی کیفیت بیان کر کے

سلا مشین کی اسے سے سالہ وینالڈس سلیٹی میں برقیات پر وچپ مضامین کا ایک سلسلہ جمع کر دیا تھا جس کے دوران میں ایک مقام مذکور ہے۔ کہ گلیو انکس برقی کی دریافت تھیں ایک اتفاقی اور عدا۔ اٹلی کے مشہور فلاسفر کی بیوی سیدہ کیمیلانی کو اس کے ڈاکٹر نے مشورہ دیا تھا کہ تم سینڈل کا شہرہ بیٹا کر۔ چنانچہ بہت سے عرصہ تک یہ بیڈ کئے گئے۔ اور انہیں بچانے سے پیشتر اس کے شوہر کی تجربہ گاہ میں رکھ لیا گیا۔ اور گلیو انکس کے دونوں میں سے جہاں اس وقت بعض تجربہ برقی مشینوں سے طبعی طرح کے تجربے کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک اسے برقی ٹاکا سہرا

کے بعد وہ کہنے لگا یہ میں اس معاملہ میں گال اور سپر زیمیم کا مقنا ہوں، پھر اس نے دیوالیہ کے ساتھ لگے ہوئے مٹی کے بیٹے ہوئے انسانی سر کی تھارکریٹف اشارہ کر کے کہا انہیں غور سے دیکھئے۔ میں ان کو پیش نظر رکھ کر عرصہ دراز تک تحقیقات کرتا رہا ہوں۔

(یعنی مئی ۱۹۲۹ء) ایک درود میں ملک کے ساتھ لگایا۔ اور میڈیم گیلوئی کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ میڈیم ملک کی ٹانگیں ٹانگی حرکت کرنے لگیں جب غور سے دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ جس وقت برقی مشین سے شرارہ خارج ہوتا ہے تو اس کا اثر میڈیم ملک کے عضلات پر پڑتا ہے۔ جب اس کا شور ہو کر گیلوئی کی کان پر ہوا پس آیا۔ تو اس نے اس کا ذکر اس سے کیا۔ وہ اس سے ہمیشہ یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ عضلات کی حرکت پر بجلی کی طاقت کا اثر ضرور ہوتا ہے اور اس مطالب کے لئے وہ مختلف تجربات بھی کرتا رہا۔ چنانچہ اس کا بعد یا منت سے خوش ہو کر اس نے خود انہی طرح کے تجربات شروع کر دیے۔ پہلے اس نے مرد اور کتے ہوئے میڈیم ملکوں پر برقی شرارہ کے اثر کا امتحان کیا، اور بجلی کی طاقت کو کم و بیش کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس کا اثر کس حد تک ہوتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ جب بجلی کی طاقت کم کر دی جاتی ہے تو میڈیم ملکوں کے عضلات پر اس کا اثر ضرور کم ہوتا ہے۔ پھر اس نے کرہ ہوائی کی برقی طاقت سے بھی ایسے ہی تجربات کئے اور آخر اسے معلوم ہو گیا کہ قدرتی برقی طاقت کا اثر بھی وہی ہوتا ہے جو مصنوعی بجلی کا۔

اسی سلسلہ میں انہیں ملاحظہ کے ایک اور عجیب مضمون میں مذکور ہے کہ ۲۴ جون کی شام کو جبکہ شمالی روشنی غیر معمولی طور پر زوردار تھی۔ ایک لیڈی کے بدن میں برقی طاقت اس درجہ سرایت کر گئی کہ اس کی انگلیوں کے سروں سے جب وہ حاضرین کے چہروں کے قریب پہنچائے جاتیں۔ برقی شرارے نکلتے تھے۔ عجیب تر بات یہ تھی کہ یہ حالت آسانی ظہور کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو گئی۔ بلکہ کئی ماہ بعد تک رہی۔ اس عرصہ میں وہ بدستور بجلی سے بڑھتی رہی۔ اور جس شخص کے قریب جاتی۔ اس کے ہاتھ اس کے اندر سے برقی شرارے خارج ہوتے تھے۔ چنانچہ جب وہ دھات کی کسی چیز کو ہاتھ لگاتی تو ضرور برقی شرارہ خارج ہوتا اور دھکا سا لگتا تھا۔ یہ ظہور ان حالات میں ضرور قائم رہتا تھا کہ کرہ ہوائی کی حرارت کا درجہ ۸۰ درجہ فارن ہائٹ ہو۔ وہ معمولی ورزش کرتی تھی اور سوسائٹی میں شامل ہو کر خوش رہے۔ لیکن اگر کرہ ہوائی کا درجہ حرارت صفر کے قریب ہو۔ یا خود وہ لیڈی کسی غصے کے زہر اثر جو جالے۔ تو یہ طاقت بھی خارج ہو جاتی تھی۔ بسا اوقات دیکھا جاتا کہ جب وہ انجینی کے پاس بیٹھ کر آہنی مسٹیل پر پاؤں رکھے کوئی پتھر پھینک دیتی۔ تو فی الجہتیں یا پھر شرارے نکلتے تھے اور بہتر حالات میں تو ایک مشورہ ہر زمانہ میں نظر آتا تھا۔ اگر کسی اور شخص کو ایسے حالات میں کہ بجلی اس کے بدن سے خارج نہ ہو سکے۔ اس کے قریب لایا جاتا۔ تو اس کے اندر بھی بجلی کی طاقت بھر جاتی تھی۔ اور دوسروں کے قریب آنے سے خود اس شخص کے اندر سے شرارے نکلتے تھے۔ اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ برقی طاقت کا تعلق اس کے لباس سے نہیں ہے اسے اپنی اور سوتی دونوں طرح کی پوشاک پہنا کر دیکھی گئی۔ لیکن ظہور بدستور دیکھنے میں آتا رہا اس قانون کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔ اور وہ مشہور پیشہ اور معروف صحت کی عورت تھی

ارل نے ان مجسموں کو دیکھ کر کہا "معلوم ہوتا ہے" آپ نے کئی مشہور مجرموں کے سروں کے نمونے تیار کر رکھے ہیں۔ مثلاً آر تھرسفل وڈر۔ ڈونیل ہوگرٹ۔ جان بیرنگٹن ہرنی نامیلا جان تھریٹل۔ ولیم پردبرٹ۔۔۔

لیدلز قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ "ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مجرموں کے سروں کے نمونے موجود ہیں۔ لیکن ابھی لوگوں کے اندر علم کا سہرہ کی نسبت آسان عصب اور بدگمانی ہے کہ

(بیت عاشقہ) اسی نوٹ کے سلسلہ میں ہم ایک ایسے شخص کا واقعہ درج کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے پھانسی پر لٹکائے جانے کے بعد زندہ کیا گیا تھا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جسے حقیقی زندگی کا نشانہ سمجھنا چاہیے۔ ایمر ونگوینٹ نامی ایک شخص کو مقام ڈیل میں ایک اور شخص کے قتل کے شبہ میں جو عدم پتہ ہو گیا تھا۔ اور جس کی لاش بھی کہیں برآمد نہ ہوئی۔ پچھلے پتہ پر لٹکا یا گیا۔ حالات سے تعلق رکھنے والی شہادت کی۔ وہ گونٹ کو قتل سمجھا گیا۔ اگرچہ ابتدا میں یہ ثابت ہو نہ سکا تھا کہ وہ حقیقت میں اس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ معاملہ یہ تھا کہ گونٹ اور ایک اور شخص کا لڑ نامی دونوں اکٹھے ڈیل کی ایک سڑک پر پہنچے۔ گمانا کھانے کے وقت چونکہ سڑک کا ویشر موجود نہ تھا۔ اس لیے گونٹ نے کالز کا چائناؤ اس سے عاریتاً حاصل کیا۔ دوسرے دن صبح کو کالز عدم پتہ ہو گیا۔ اسی رات کے وقت گونٹ اس سے سیر میسوں پر ملا تھا جب کہ یہ باغیچے سے باغیچہ کی طرف سے آ رہا تھا۔ صبح کے وقت باغیچے میں ایک چاقو اور خون کے درغے پائے گئے۔ جو ساحل پر پک جاتے تھے۔ کالز کی نقدی کا ہٹوہ بھی گونٹ کی جیب میں پایا گیا۔ حالانکہ شب گذشتہ کو ویشر نے اسے کالز کے پاس دیکھا تھا۔ گونٹ نے اپنی صفائی میں یہ بیان پیش کیا کہ ویشر کے چلے جانے پر کالز نے اسے زخموں کا ہٹوہ مجھے دیا تھا۔ اور وہ کہتا تھا۔ نقدی ادا کر لے گا فرض تم اپنے ذمہ رکھو۔ اس کی ناک سے خون جاری تھا۔ چاقو سے اس نے دروازہ کو چور سے بند تھا۔ کھولا اور پھر تار کی میں وہ اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ ساحل بحر تنگ وہ اس مطلب کے لئے گیا تھا۔ کہ نہ اور ہاتھوں کو جو خون آلود تھے۔ دھو ڈالے۔ اور اس کا یہہ بھی خیال تھا۔ کہ سمنہ کے کھاری پانی سے ناک سے خون بہنا بند ہو جائیگا۔ اس مندر کو ناقابل یقین قرار دیکر گونٹ کو قتل کا مجرم قرار دیا گیا۔ اور اسے سین ڈاؤن کامن میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ جبکہ وہ پھانسی پر لٹک رہا تھا اور لوگ دناں سے بھخت ہو چکے تھے۔ ایک گڈ رائے نے گڈ رائے جوئے اس کی لاش میں زندگی کے آثار دیکھے اور اسے دسی کاٹ کر تار یا۔ گونٹ بحال ہو کر محتسب ہو گیا۔ اور نیک دل گڈ رائے نے اسے کسی غیر ملک کو بھیج دیا۔ اس عید نوآبادی میں گونٹ کی اس شخص کا لڑنے سے ملاقات ہوئی جس کے بیان کردہ قتل کے جرم میں اسے سزائے موت دی گئی تھی دونوں میں جو گفتگو ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ شب مذکور کو کالز جو وقت سیر میسوں سے آ کر باغیچے میں پہنچا تو چوروں کے ایک گروہ نے جن کا ہمارا اس وقت ساحل سے گزر رہا تھا اسے پکڑ لیا۔ اور ان کی گرفتاری میں وہ غرضہ تک مختلف مقامات میں پھر تار یا۔ اس غریب کو اپنے دوست گونٹ کی مشکلات کا اس ملاقات سے پہلے ذرا بھی علم نہیں تھا ۱۲

زندہ شخصوں کے سروں کے غز نے حاصل نہیں کر سکتا۔ ناچار مجھے یہ انتقام کرنا پڑا ہے۔ کہ جیخاند کے پہرہ داروں سے مل کر جو مجرم پھانسی پر لٹکائے جائیں۔ یا قید خانہ میں میں ان کی لاشیں حاصل کر لیت ہوں۔ اور انہی کے مطابق ان کے سروں کے غز نے تیار کرانا ہوں جن شخصوں نے غیر معمولی زندگی بسر کی ہو۔ یا جنہیں اپنے جرم کے عوض انتہائی سزا دی گئی ہو۔ ان کے سروں کو غز کی نظر سے دیکھ کر عجیب و غریب باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان کا مقابلہ ...

دل بہہ لگا کر کہنے لگا۔ کیا آپ ایسے شخصوں کے سروں کا مقابلہ بندروں کے سروں سے کیا کرتے ہیں؟

ڈاکٹر نے کہا یقیناً۔ لیکن میں نہیں ان خشک مٹھانیں سے دق کرنا نہیں چاہتا۔ بہر حال اتنا تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ کہ مجھے اس معاملہ سے کتنی دلچسپی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے بہت سانچے اور محنت برداشت کر کے اصلی انسانی سر حاصل کئے ہیں۔

اتنا کہہ کر اس نے ایک الماری کا دروازہ کھولا۔

ارل متحیر ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا۔ کیونکہ الماری کے اندر اسے چار حقیقی سر نظر آئے جن کی آنکھیں جو فک طریق سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی دو ایوں کی تیز فو اس کی ناک میں پہنچی۔

ڈاکٹر اس کی گھبراہٹ کو دیکھ کر ہنس کر کہنے لگا۔ ”گھبرائیے نہیں۔ یہ سر زندہ نہیں۔ مردہ ہیں۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ آپ نے انہیں کہاں سے حاصل کیا؟“

سیلز اور بھی زیادہ ہنس کر کہنے لگا۔ ”اطمینان رکھیے۔ میں نے ان سروں کی خاطر چند شخصوں کو قتل تو نہیں کرایا۔ دوست تھیں یہ سن کر تعجب ہو گا۔ کہ بارہا میری راتیں اسی تجربہ گاہ میں برقی تجربات کرتے اور علم کا سر کی تحقیقات میں بسر جوتی ہیں میں نے ان سروں کو ہسپتالوں سے حاصل کیا تھا۔ اور خود ان میں مصباح بھر کر نیا رکھا ہے۔“

ارل نے کہا۔ ”ایمان کی بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی اس تجربہ گاہ کا علم اول مرتبہ کل آپ کی زبانی ہوا۔“

ڈاکٹر نے لگا۔ ”اب بھی آپ کو اس کا علم نہ ہوتا۔ اگر آپ کی طرف سے یہ اصرار یہ خواہش ظاہر نہ کی جاتی۔ کہ آپ کے سوتیلے بھائی کی جان بچانے کے لئے سائنس کی ساری طاقتوں کو کام میں لایا جائے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ میری یہ تجربہ گاہ سترہ اٹھارہ سال سے قائم ہے۔ اور میں

اس میں ہر قسم کے علمی تجربات عمر کا ادنیٰ تحقیقات خصوصاً کرتا رہا ہوں۔ چونکہ کام اس قسم کا تھا اس لئے میری کوشش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ جتنی زیادہ مردہ لاشیں بغرض تجربہ دستیاب ہو۔ لیسر حاصل کر لوں۔ میرا تعلق ایسے شخصوں کے ساتھ جو لاشیں اکھاڑنے اور مردہ فروشنی کرتے ہیں۔ اکثر گاہ میں ڈرتا تھا کہ اگر ان لاشوں کو میرے مکان واقع گرینٹن سٹریٹ میں لایا گیا۔ تو لوگوں میں سخت بدنامی ہوگی۔ رسالت ہی قانونی کارروائی کا بھی اندیشہ لگا رہیگا۔ اسلئے میں نے بہتر یہی جانا کہ کسی غیر آباد حصہ شہر میں جہاں کے لوگ مجھ سے واقف نہ ہوں ایک تجربہ گاہ قائم کر لوں۔ اور سب ضرورت ہو۔ اس تجربہ گاہ میں جا کر تحقیقات کیا کروں۔ یہ بات میں نے اتنا تو ایک مردہ فروش سے کہی تھی۔ اس نے میرا تعلق ایک شخص ڈیڈ مارش سے پیدا کر دیا کسی قدر تکرار کے بعد ڈیڈ مارش سے یہ ڈیڈ مارش لائی۔ کہ میں اپنے آقا سے مشورہ کر لوں۔ اگرچہ مجھے محارم نہیں۔ اس آقا کا کوئی وجود ہے یا نہیں اس پر مجھے اس مکان کا ایک حصہ دکھایا۔ میں نے یہ مکرہ پسند کیا اور اسے مقبول کر دیا۔ پرے لیا۔ لیکن مجھے کرایہ کی زیادتی کی چنداں پروا نہ تھی۔ کیونکہ ایک مکان تنہا جگہ میں واقع ہے۔ وہ پرے اس میں آنے والے کاراوتہ ایک اور بازار میں بھی کھلتا ہے۔ اور رقم جانتے ہو ایک ایسے شخص کے لئے جس کا تعلق مردہ فروشوں سے ہو۔ یہ امر قدر فائدہ مند ہے۔

”تو کیا غلط آپ ہی اس مکان میں رہتے ہیں؟ ارل نے۔“ ال کیا کیونکہ میرا خیال یہ ہے کہ خبر از بگاہ میں ہم نے غریب ٹامس کو سلایا ہے۔ آپ اس میں نہیں سوتے۔“

ڈاکٹر بولا۔ بالکل نہیں۔ ایک اور بدعا گاہ بگاہ اس مکان میں آیا کرتا ہے۔ اور وہی اس مکرہ میں سوتا ہے۔ میں نے اسے صرف ایک دوبارہ دیکھا ہے۔ اور اس کا نام بھی مجھے معلوم نہیں۔ اس پر اسے ہاس عدد دروازہ کی کبھی علیحدہ موجود ہے۔ اور میں خفیہ تفتانہ کے راستہ سے بھی۔ وقف ہوں۔ ڈیڈ مارش سے میرا صرف اسی قدر تعلق ہے کہ اسے وقت پر کرایہ ادا کر دیتا ہوں۔ اس بڈھے سے یہی جس کام میں نے ذکر کیا۔ میری سرسری ہی گفتگو ہے۔ یعنی جب کبھی وہ مجھ سے ہم ایک دوسرے کو سلام کر کے جھوڑتے ہیں۔ اور پاس سے گزر جاتے ہیں۔ وہ بھی اس مکان میں رہتا ہے۔ میں بھی رہتا ہوں۔ نہ وہ میرے معاملات میں دخل دیتا ہے۔ نہ میں اس کے کاروبار میں مداخلت کرتا ہوں۔“

ارل کہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب ممکن ہے۔ آپ کی تجربہ گاہ کسی نہایت بد معاش شخص کے مکان میں واقع ہو۔“

لیسلز نے جواب دیا۔ ”مجھے اس کی پروا نہیں۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے۔ میں اس تجربہ گاہ کو خود اپنے مکان میں قائم نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں میرے نوکروں کو اس کا علم ہو جانا قدرتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ لوگوں سے انسانی مسروں۔ مٹی کے بنے ہوئے مجسموں اور میرے ہوتی تجربات کا ذکر کرتے چھریں۔ تو ممکن ہے لوگ تجھے جادوگر خیال کرنے لگیں۔ اور میری طرف شک کی نظر سے دیکھیں۔ اس کا نتیجہ اور نہ ہی کہ از کم میری طبابت کو صنف پہنچنے کا اندیشہ تو ضرور ہے۔“

پھر وہ منکدار کہنے لگا ”میرے پیارے ارل کہ از کم تمہیں اس کی شکایت نہ ہونی چاہیے۔ کہ اگر یہ مکان کا تعلق بد معاش شخصوں سے ہے۔ کیونکہ اگر میری تجربہ گاہ ایسے تنہا مقام پر نہ ہوتا۔ ہاں کوئی کسی سے کیسے طرح کا سوال نہیں پوچھتا۔ اور نہ دوسرے کے معاملات پر رائے زنی کرتا۔ ہے تو تھا ہے بھائی کو اس آسانی سے موت کے چنگل سے چھڑایا بھی نہ جاسکتا۔“

ارل نے کہا۔ ”فائلر صاحب معاف کیجئے۔ کہ میری زبان سے کوئی نازیبا کلمہ نکلا مجھے یقین ہے۔ آپ اس کے لئے مجھے معاف کریں گے۔“

وہ بولا۔ ”آرتھر تمہاری طرف سے کسی معافی کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم علمی تحقیقات کے شائق لوگ اس قدر پابند حسیات ہوں۔ تو مشاغل علمی کو ہمارا سلام ہے۔ لیکن جیسے میں کہہ رہا تھا۔ میں نے اس کمرہ میں لامٹوں پر دیسے ایسے تجربے کئے ہیں۔ جو میرے اپنے مکان پر کسی صورت میں ممکن نہ تھے۔ تم سے کسی بات کا چرہ نہ نہیں۔ اس لئے میں تسلیم کرتا ہوں کہ میری رائے میں وہ بد معاش اس مکان میں رہتا ہے۔ ضرور یا تو کوئی بد معاش یا بخیل آدمی ہے۔ مگر سوا کے مجھے اسکے معاملات کی پروا نہیں۔ اور مال اب میں تم سے ایک نہایت عجیب واقعہ کا ذکر کرتا ہوں جو عرصہ قریب تک پہنچنے کا گذرا۔ پیش آیا تھا۔ ایک رات میں اس کمرہ میں حرکتوں میں مینہ ڈکوں چوموں اور شاید چند لمبوں پر برقی تجربات کر رہا تھا۔ کہ ایک ضروری کام کی خاطر مجھے یکایک مکان کے نچلے حصے میں جانا پڑا۔ لیکن واپس آیا۔ اور اس دروازہ میں جو سرے پر واقع ہے۔ اوبہدھر سے زینہ کا دست ہے قدم رکھا۔ تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کوئی آدمی پہلا اس انداز کے لباس کھڑا انسانی مسروں کو دیکھ رہا ہے پہلے تو میں ڈر گیا۔ کیونکہ اس سے نصف گھنٹہ پہلے مجھے مکان کے ایک حصے میں کسی کے باتیں کرنے کی آواز بھی سنائی دے تھی اور اسی لئے میں نے کمرہ کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔ جسے میں نیچے اترتے وقت کھٹکلا چھینے لگا۔ لیکن پھر اوسان بجال کر کے میں نیچے اتر رہا۔ اور وہی دروازہ بند نہ کرنے پایا تھا۔ کہ

اس شخص نے بھی جوان سروس کو دیکھ رہا تھا۔ بچے مڑ کر دیکھا۔ جانتے ہو وہ کون تھا؟  
”تو بھلا میں کیا بنا سکتا ہوں۔“ اربل نے لگا۔

لیسلر بولا ”یہی تمہارا دوست لاجبانی ٹامس ریٹھورڈ ہے؟“ پاس کی خواب گاہ میں چڑھتی  
”ٹامس!... اس بچہ! آرتھر نے سخت حیرت زدہ ہو کر کہا۔

ڈاکٹر کہنے لگا۔ ”میں یقیناً کہہ سکتا ہوں مجھے اس میں غلطی نہیں لگی۔ کیونکہ میں اس سے  
پہلے ایک موقع پر اسکی صورت دیکھ چکا تھا مگرچہ یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں سمجھاں...  
اور اس طرح میں شش و پنج کی حالت میں تھا۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ  
مجھے پہچان لے۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے۔ اس نے اس ایک نظر میں ہی جو مجھ پر ڈالی مجھے پہچان  
لیا ہو۔ میں اپنے مکان واقع گریٹن سٹریٹ کو بھی نہ جاسکتا تھا۔ کیونکہ گلی میں غلط ڈریسنگ  
گون تھی۔ اور کوٹ اسی کمرہ میں رہ گیا تھا۔ حالت تشویش میں میں زینہ کا نصف حصہ نیچے اتر  
چکا تھا کہ ایسا معلوم ہوا کوئی شخص کنبی کی مدد سے صدر دروازہ کو کھول رہا ہے۔ یہ  
جان کر کہ یہ یا تو وہ بڑھا ہوگا۔ جس کا میں نے ذکر کیا۔ یا ڈنڈ مارش۔ کیونکہ میرے علاوہ صرف  
انہی کے پاس صدر دروازہ کی کنبی تھی۔ میں اس شخص کی آمد کا منتظر رہا۔ دیکھا تو ڈنڈ مارش تھا  
اس سے میں نے اپنے کمرہ میں جو کچھ دیکھا تھا۔ اس کا ذکر کیا۔ وہ کہنے لگا۔ مجھے شک تھا  
صدر کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ اس لئے میں کپڑے پہن کر اس طرف آیا ہوں۔ مجھے ان لفظوں  
سے تعجب ہوا۔ اور میں نے ان کی تشریح چاہی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا وہ ان لفظوں کو کہہ کر  
بشپان تھا۔ چنانچہ مجھے ٹالنے کے لئے اس نے کچھ جواب دیا۔ اور پھر ہم دونوں زینہ کی راہ سے  
ادھر چڑھے۔ تجربہ گاہ میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا وہاں کوئی موجود نہیں۔ پاس دسے کمرہ میں  
گئے۔ جہاں اس وقت ریٹھورڈ سوراہا ہے۔ تو دیکھا۔ کہ فرش سے قالین ہٹا ہوا ہے۔ اور  
چور دروازہ ننگا ہے۔“

”چور دروازہ اربل نے تعجب ہو کر پوچھا۔

لیسلر بولا ”ہاں میں پہلے کہہ چکا ہوں اس مکان سے نکلنے کا ایک تین تین راستہ ہے  
اور یہ چور دروازہ اس کی طرف جاتا ہے۔ مگر دیکھئے میں بھر کہتا ہوں۔ جو حالات میں نے تمہیں  
اس مکان کی نسبت بتائے ہیں۔ وہ بالکل پوشیدہ رہتے چائیں۔ خیر ہم نے دیکھا کہ چور دروازہ  
ننگا ہے۔ ہم نے قالین کو اوپر سے ہٹایا۔ اور ڈنڈ مارش نے چور دروازے کی کنبی اڑا دی ہے

بند کر دی۔ جس کے بعد ہم نے قایلین کو دوبارہ اس کے اوپر بکچا دیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی میرے  
 دل میں اس خیال سے سخت تشویش پیدا ہوئی کہ شاید ریفریوڑ اس زمین دوز راستہ میں داخل  
 ہو چکا ہے۔ میں نے ڈمارش سے پوچھا کیا وہ اس راستہ سے باہر جانے کے راستے واقف  
 ہے؟ وہ بولا۔ آپ خیال کر سکتے ہیں مگر وقف نہ ہوتا تو اس کے اندر قدم رکھتا؟ میں نے اسے  
 بالکل صحیح جواب سمجھا۔ اور اس کے علاوہ اس وقت خیال کیا۔ شاید ڈمارش اور ریفریوڑ کا آپس  
 میں تعلق ہو۔ اگرچہ اب میں اس خیال کے لئے تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اس موقع پر پریشہ  
 میرے دل میں ان لمحوں سے بھی مضطرب ہو گیا جو ڈمارش نے اس وقت کہے تھے۔ جب وہ  
 مجھے زینہ پر ملا۔ اس لئے مجھے ریفریوڑ کے مستقل زیادہ اضطراب نہ رہا۔ اور میں اس مکان سے  
 نکل کر گریٹن سٹریٹ کو ہویا۔ ڈمارش بھی میرے ساتھ ہی مکان سے نکل آیا۔ اور وہ مجھے  
 ٹرینل سٹریٹ کی نگرانی میں وہ رہتا ہے۔ چھوڑ کر چلا گیا۔

یہ ایک دل آں اینگلم کہنے لگا۔ آپ کے ان تھافوں زمین دوز راستوں اور چور روڈوں  
 کی گنتی سے میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ہے۔  
 "کس بارہ میں؟ ڈاکٹر نے پوچھا۔"

اصل کہنے لگا میں نے کل رات آپ کے مختصر طور پر اس حراست کی کیفیت بیان کی تھی۔ جو  
 میں نے چار ہفتے برداشت کی۔ میں نے آپ کو اپنے طریق خراست سے بھی خبردار کیا تھا۔ لیکن  
 اب جبکہ میں اس بات کو پیش نظر رکھتا ہوں۔ کہ زمین دوز مالیوں سے ہو کر میں کن اطراف سے  
 گذرنا ہوا اس خرمناک قید خانہ سے نکلا۔ تو مجھے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ میں کلکریں دیں  
 کے ہی کسی حصہ میں قید تھا۔ اور ممکن بلکہ اغلب ہے کہ اسی تہ خانہ کی ایک کوٹھڑی میرا  
 قید خانہ ہو جس کا بھی آپ نہ ذکر کر رہے تھے۔

ڈاکٹر نے کہا میں اس بارہ میں تمہارا اطمینان کرادوں گا میں نے تہ خانہ کو صرف تین چار  
 مرتبہ ہی دیکھا ہے۔ اور وہ بھی ان موقعوں پر کمرہ فروش میرے لئے چند لاشیں ٹرینل سٹریٹ  
 والے مکان پر پھرنے لگے۔ اور میں اس راستہ سے انہیں ڈمارش کی مدد سے اپنی تجربہ گاہ میں لے  
 گیا۔ پس لئے میں اس تہ خانہ سے مت ہی کم واقفیت رکھتا ہوں۔ تاہم تم چاہتے ہو۔ تو ہم  
 اچھے دیکھنے چلتے ہیں۔ اور اگر صبر۔ خیال ہے۔ اس تہ خانہ میں کوئی کوٹھڑی اس قسم  
 کی ہوئی جیسی تم نے بیان کی ہے۔ تو ہم باہر فی معلوم کر لیں گے۔



اس کے بعد ڈاکٹر عدیل پر خواب گاہ میں داخل ہو گئے اور دیکھا کہ زمیندار بدستور سو رہا ہے۔  
بیمار نے اس کی نبض چکی۔ اس کے چہرہ پر نظر ڈالی۔ اور پھر مہینان سے مسکرا کر فرمایا کہ یہ کیسی  
دیکھا۔ اور دے لفظوں میں کہنے لگا۔ اب یہ ہر قسم کے خطرات سے گزر چکا ہے۔  
آخر قمر نے ڈاکٹر کا ہاتھ انداز شکر نگاری سے دیا۔ اور اس کی ہانکوں پر خوشی کے مسندوں  
کے چند قطرے ٹوٹا دیے۔

ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر چور دروازہ اٹھایا۔ اور بیچرہ گاہ سے ایک سب ہاتھ میں بیکتیر کے  
عمودی زمین سے تھکان میں اترنے لگا۔ اصل بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

لیکن نیچے اتر کر انہوں نے دیکھا کہ وہ دروازہ جو زمین کے نچلے حصہ پر بنا ہوا تھا مضبوطی  
سے بند ہے۔ ناچار انہیں میں بارہ میں اپنی تحقیقات کو سر دست ملتوی کر دینا پڑا۔ وہ اندر  
ادھر چڑھ آئے۔ انہوں نے چور دروازہ کو بند کر کے اس پر قالین بچھا دیا۔ لیکن درل نے اپنے دل  
میں اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ میں ضرور پہر کسی روز اس پر اسلحہ تھکانہ کو دیکھ لوں گا۔  
اس کے بعد جب وہ دوبارہ غور و فکر کی جارہا تھا کہ قریب کھڑے تھے اور اس کے چہرہ کو غور  
کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ یکایک ڈاکٹر درل سے کہنے لگا کہ درست میں تھیں یہ بتانا مجھ کو  
کہ مریض کو بیدار ہونے پر کوئی حرکت نہ بلانا ضروری ہوگا۔ خواہ پھٹ شراب ہو۔ یا براندی۔ کیا  
یہ چیزیں اس پاس کہیں مل سکیں گی؟

درل نے کہا میں ابھی جا کر خریدتا ہوں۔ آپ مجھے صدمہ دروازہ کی کچی دیو میں تاکا کر  
دور ازہ کھولنے کے لئے نیچے اترنے کی تکلیف نہ ہو۔

بیمار نے کچی درل کے ہاتھ میں دیدی اور وہ شراب خریدنے بازار میں نکلا۔ سینٹ جان  
سٹریٹ کے ایک اچھے شراب خانہ سے براندی کا ادھا ایکرواپس آرہا تھا کہ یکایک اس کی نگاہ  
ایک حسینہ کی طرف جم گئی۔ جو اس وقت اس بازار سے گذر کر تھیں لیکن سکور کی طرف جا رہی تھی۔

غلامی کی طرف سے دور۔ اعضا کی موزونیت اور انداز فرام سے اس نے سمجھا کہ ضروریہ اسٹور  
نوی مدینا ہے۔ لیکن اس بات سے اسے سخت تعجب ہوا کہ وہ ماتی لباس میں نہ تھی۔ پہلے اس  
نے سمجھا۔ مجھے عداوتی چوٹی ہے۔ لیکن پھر جب اس نے غور سے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا  
کہ یہ اسٹور کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ اس پر یہ اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور قریب پہنچا اس  
کا نام لیکر بلایا حسینہ مجھے کوٹھی۔ اور نقاب ہٹا کر اس نے امیر خور سے ہاتھ ملایا

ہے شک یہ استھری ہی تھی۔ مگر کتنی زور زور... اور چہرہ پر کس قدر افسردگی چھائی ہوئی! اصل نے اس سے مضطرب ہو کر جلدی سے کہا: "میں آپ سے مل کر بہت ہی خوش ہوا ہوں کیونکہ مجھے آپ کو ایک خوشخبری سنانی ہے... لیکن آئیے میں التجا کرتا ہوں... میرے ساتھ ساتھ چلے آئیے مجھے سارے حالات کا علم ہے۔ اس لئے آپ مجھے اپنا دوست سمجھیں... میری موجودگی میں آپ کو شرمانے کی ضرورت نہیں... میں پھر عرض کرتا ہوں۔ ورنہ کیجئے بلکہ میرے ساتھ ساتھ چلے آئیے..."

اس نے اس کو بازو اپنے بازو میں لے لیا۔ اور اسے ساتھ لیکر ڈیلائن سٹریٹ کی طرف چلا۔

رات میں وہ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگی: "مائی لارڈ... میری سمجھ میں نہیں آیا..."

مگر اتھرا مضطرب کی حالت میں قطع کلام کر کے کہنے لگا: "اُدھ... آپ نہیں جانتیں۔ کہ وہ خبر جو میں نے آپ کو پہنچائی ہے۔ آپ کی خوشی سے کتنا گہرا تعلق رکھتی ہے... میں اس خوشخبری کو آپ کے سامنے عملی صورت میں پیش کرنا چاہتا ہوں... لیکن نہیں خوشخبری اتنی بڑی ہے کہ میں بھلا ایک اسے بیان نہیں کر سکتا... مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اسے سن کر بے سندہ نہ ہو جائیں... بہر حال بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ مجھے یہاں بازار میں مل گئیں۔ کیونکہ میں نے آپ کو بلائے کے لئے قاصد بھیجا تھا۔ اور اندیشہ تھا۔ وہ آپ کو یہ خبر اس قدر جلد پہنچا دیتا۔ جس سے..."

استھری حیرت زدہ... وہ کس قدر خوف کی حالت میں ارل کے چہرہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ لیکن آرتھر اپنی خوشی میں اتنا محو تھا کہ اس نے اس اثر کو جو اس کے لفظوں سے اس حسین پر پیدا ہوا۔ بالکل نہیں دیکھا۔ بلکہ اسے اس قدر غیر معمولی تیزی کے ساتھ ہمارے لئے چلا گیا۔ جو کسی زیادہ مشتہ آبادی کے بازار میں لوگوں کی نظروں میں ناگوار معلوم ہوتی۔

بہت بڑی دیر میں یہ دونوں ڈیلائن سٹریٹ واپس مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ ارل نے اُسی بے صبری کے ساتھ دروازہ کھولا۔ استھری کو ایک منٹ کے لئے اس کے پیچھے جانے میں تامل ہوا۔ لیکن اس بات کا یقین رکھتے ہوئے کہ ارل جیسے شخص کا ارادہ ہرگز ہرا نہیں ہو سکتا۔ نیز اس خیال سے کہ اب میں اپنے تعجب اور حالت شش و پنج کو رنح کر سکوں گی جو ارل کے لفظوں سے پیدا ہو چکی تھی۔ وہ جرات کر کے ارل کے پیچھے اس بدنام مکان کے

اندر داخل ہو گئی۔

اُسے ساتھ لے وہ کیف زینہ کی راہ سے تجربہ گاہ میں پہنچا۔ اور وہاں اُسے ایک لمحہ انتظار کرنے کے لئے کہا۔ پھر اس نے آستلی سے وہ دروازہ کھولا۔ جو خواب گاہ کی طرف نکلتا تھا۔ تاکہ ڈاکٹر لیلز کو اس کی آمد سے مطلع کرے۔ اور مختصر طور پر اُسے بتا دے کہ میں اسے کس لئے اپنے ہمراہ لایا ہوں۔ کیونکہ اُسے یقین تھا۔ وہ حالاتِ ہاں میں مجھے اس صورت کے ریفرنڈم کی داشتہ ہونیکا یقین ہوا ہے۔ ڈاکٹر کو معلوم نہیں۔

لیکن جس وقت اس نے خواب گاہ کا دروازہ کھولا۔ تو چونکا۔ .. مجھک کر پیچھے ہٹا۔ .. اور اس کے منہ سے انتہاءِ رنج و تعب کا کلمہ نکلا۔ کیونکہ مریض کی چار پائی کے قریب ہاتھ جوڑے اور اندازِ شکر گداری سے آنکھیں اوپر کو اٹھائے استمرڈی ڈرینا ہی کی صورت کی ایک عورت کھڑی تھی!

آرتھر یہ اطمینان کرنے کے لئے کہ استھر ہی دوسرے راستہ سے گذر کر خواب گاہ میں داخل نہیں ہو چکی۔ پیچھے ہٹا۔ لیکن استھر بدستور چن۔ قدم پیچھے اُس کلمہ تجسس سے جو اس کی زبان کو نکلا۔ حیرت زدہ کھڑی تھی۔

ایک لمحہ میں ارل نے سارے معاملہ کی حقیقت کو سمجھ لیا۔ اور اُسے معلوم ہو گیا۔ کہ استھر ڈی مدینا کی ایک اور بہن شکل و صورت میں اس سے امتدادِ ملتلی ملتی ہے۔ کہ ایک کی صورت کا دوسرے پر گمان ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ عقدہ جو عرصہ دراز سے اُسے پریشان کر رہا تھا۔ حل ہو گیا۔

استھر کا نامہ اپنے ہاتھ میں لیکر وہ کہنے لگا۔ "میں ڈی مدینا میں آج تک ایک عجیب غلط فہمی میں مبتلا رہا۔ لیکن آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اب سامنا ہونا۔ قتی تھا۔ آئیے میرے ساتھ۔۔۔"

وہ اُسے لے کر خواب گاہ میں داخل ہوا۔ استھر بھی۔ پھر گھبرا کر کہنے لگی۔ "الہی میرا حلف ٹوٹ گیا!"

لیکن اس کے ایک منٹ بعد دونوں نہیں۔ .. کیونکہ یہ دونوں حقیقت میں سگی نہیں تھیں۔ ایک دوسرے سے بغلیں ہو گئیں!

## باب ۵۶۔ اٹلی کی چھلی باتیں

مشرطی ڈینا سپانیہ کے ایک تاجر کا بیٹا تھا جس نے مرتے وقت اس کے نام بے شمار دولت چھوڑی۔ لیکن رشتہ داروں کی بے ایمانی اور ایک سپانوی بیچ سے خط نصیبہ کی بدولت مشرطی ڈینا اس دولت سے جو حقیقت میں اس کا حصہ تھی محروم ہو گیا۔ ان واقعات کے بعد وہ اپنے وطن سے استقامت برقرار رکھتا رہا کہ بائیس سال کی عمر میں سپانیہ کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر انگلستان میں آباد ہو گیا۔ جہاں رہ کر وہ اس سے پہلے تعلیم حاصل کر چکا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ انگریزی زبان بھی ویسی ہی صفائی سے بولتا تھا۔ جیسے اپنے ملک کی زبان۔

یہ بیان کرنا غیر ضروری ہو گا کہ مشرطی ڈینا کے خیالات میں یہودی عنصر غالب تھا۔ لندن میں پہنچ کر وہ اس جگہ کے یہودی تاجروں کے پاس ملازمت کا مشاوری ہو گیا۔ اس ملک میں یہ امر یقین میں داخل ہے کہ یہودیوں کی خدمت کی جگہ۔ لوگ انہیں حریص۔ بخیل۔ زبردست اور کمینہ سمجھتے ہیں۔ اور ان کی اس حد تک بدگونی کی جاتی ہے کہ عوام انہیں خون آشام شہو قرار دیتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ الزامات اس حد تک مشہور ہوئے ہیں کہ نامور اور مستند شخصوں نے بھی ان کی تائید کی ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہودیوں کے خلاف تعصب کا احساس عوام کی فطرت میں داخل ہو چکا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ الزامات سبھی یہودیوں پر یکساں عاید ہوتے ہیں۔ بے شمار لوگ اس کمینہ سے مستثنیٰ ہیں اور اگرچہ ساری اس تحریر سے بہت تر کو تعجب ہو گا۔ لیکن ہم بڑی جرأت سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ کوئی زمین پر حیثیت قوم یہودیوں کے برابر دیا نہ ہو۔ یہ قوم۔ رحمہ اللہ اور یہاں تو رکنی اور طبقہ آبادی نہیں۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی ساری دولت لٹا دیتا ہے اور نہ اپنی جائیداد کو گرہ رکھ کر نہ اپنے نام کی ساکھ اور بدولت مزید زمین حاصل کر سکتا ہے۔ تو بے گناہت مجبوری وہ سود خوروں کی طرف رخ کرتا ہے۔ یہودی مالی لین دین کا حکام کرنے والوں کی صف میں اول میں شامل ہیں۔ اور روپیہ کا یہ بازار ان کا ذاتی پیشہ ہے۔ تدریجی طور پر ساموکاروں میں پہلے سے یہودی ہیں۔ اور نوے فیصدی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شکستہ حال شخص جسے قرضہ کی

تلاش ہو کسی یہودی ہی کے پاس پہنچا ہے۔ خواہ وہ خود اس سے واقف ہو یا کوئی دوست اُسے اس کا مشورہ دے۔ بہر حال اس کا واسطہ کسی یہودی ساہوکار سے پڑتا ہے۔ اور چونکہ وہ حصول قرضہ کے لئے اپنی دستخطی منڈی کے سوا کوئی اور کفالت پیش نہیں کر سکتا اور مفضول خراجی میں کافی بدنام ہو چکا ہوتا ہے۔ اسلئے قدرتی طور پر ساہوکار اُسے قرض دیتے وقت ایسی شرطیں پیش کرتا ہے۔ جو اس خطرہ کے مساوی ہوتی ہیں۔ جو اس سودے میں پیش آنا ممکن ہے۔

اس کے باوجود لوگ قرض حاصل کرنے کے بعد اس یہودی ساہوکار کو گائیاں مینے اور بدنام کرتے ہیں۔ اور اس طرح ایک اور آواز اس آواز میں شامل ہو جاتی ہے کہ یہودی من حیث القوم خون آشام اور حریص ہیں۔ مگر کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات کو سوچتا ہے کہ اگر میں بھی رو بہ کسی عیسائی ساہوکار سے لینے جاتا۔ تو میری بدنامی کی حالت میں کئی حقیقی کفالت کے موجود نہ ہوتے ہوئے اسکی شرطیں اس سے کم سخت ہوتیں؟ گویا یہودیوں کو سود خوار کہتے ہیں۔ مگر کیا عیسائیوں میں یہ عیب کچھ کم ہے؟ عیسائی دیکھو۔ اور عیسائی دلاؤں کی طرف دیکھو۔ اور پھر ان کا مقابلہ یہودی ساہوکاروں سے کرو۔ تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ اس بدنامی کی جو یہودیوں کے متعلق کی جاتی ہے حقیقت کیسے۔ اس قسم کی بے درگونی سخت قابل نفرت انتہا درجہ ذلیل اور تعصب پر مبنی ہے۔ جو کم از کم انگریزوں جیسی فیاض قوم میں موجود نہ ہونی چاہیے۔

واضح رہے کہ ہم نے یہ سب باتیں اس بے عرفانہ غیر جانبداری کی سپرٹ میں لکھی ہیں۔ جس میں مختلف آرا کا اظہار اس سے پیشتر فائدہ لندن کے مختلف حصوں میں ہوتا رہا ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے۔ ہمارے اپنے خون میں یہودی عنصر کا ایک ذرہ بھی شامل ہے۔ البتہ ہمیں یہودی نسل کے کسی قابل قدر خاندانوں کی دوستی کا شرف ضرور حاصل ہے۔ اس لئے ہمیں یہودیوں کے فضائل کو اچھی طرح جاننے کا کافی موقع ملا ہے۔ اور ناظرین اس سے بے خبر نہیں ہو سکتے کہ جو مصنف کسی عام تعصب کے خلاف آواز بلند کرے۔ اس کی نیت پر اس شخص کی نسبت بہت زیادہ حملہ کئے جاتے ہیں۔ جو اس تعصب کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے۔ عام رائے جس طرف کو یہ رہی ہو۔ اس کے مطابق چلنا بہر حال ناپیدہ مند ہوتا ہے۔ کیونکہ کبھی لوگ ایسے شخص کے دوست بنتے ہیں۔ لیکن جو آدمی رائے کی مخالفت کی جرأت کرے۔ رائے

دشمن جا بجا پیدا ہونے لگتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ ہمیں ان لوگوں کی طرف سے جو اس کتاب کے ناظرین ہیں کسی غلط فہمی کا اندیشہ نہیں۔ کیونکہ یہ کتاب فہیم اور سمجھدار مزدور طبقہ کے لوگوں کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ جو حقیقت میں انگلستان کی عظمت اور خوشحالی کے مضبوط ترین ستون ہیں۔

خیر جس وقت مسٹر ڈی ڈینا بے یار و مددگار اور محتاج انگلستان پہنچا۔ تو اس نے لندن کی بہت سی تجارتی کوٹھڑیوں کے سربراہوں سے ملاقات کی۔ ہمارا مطلب ان کوٹھڑیوں سے ہے۔ جن کے اراکین یہودی تھے۔ یہودی جہاں تک ان کی استطاعت ہو۔ اپنے ہم قوتوں کی ضرورت دہرتے ہیں۔۔۔ مگر کیا عیسا ئی کہتے ہیں؟ یہ سوال ان لوگوں سے ہے جو بنی اسرائیل کی مصوب قوم کے ہمیشہ ور پئے آزاد رہتے ہیں۔

مسٹر ڈی ڈینا کو کام مل گیا۔ اور اس نے اپنے خرافیقین کو اس خوبی سے سرانجام دیا اور اپنے آقا کے مفاد کو اس درجہ پیش نظر رکھا۔ کہ تیس سال کی عمر سے پہلے اُسے اس کوٹھڑی کا حصہ دار بنا لیا گیا۔ جسے اس نے اپنی محنت اور قابلیت سے ترقی دی تھی۔ اس کے بعد لور پول میں جا کر اس نے دکان کی ایک اور شاخ کھولی۔ اور اُسے اسکا دارمستطعم بنادیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد باقی حصہ داروں کے انتقال پر اس نے ان کے ورثہ سے اس قسم کا انتظام کیا جس سے وہ خود لندن والی کوٹھڑی کے حصوں سے دست بردار ہو گیا۔ اور انہوں نے لور پول کی کوٹھڑی کا سارا انتظام اس کے ذمہ ڈال دیا۔

اب اس نے غیر معمولی کامیابی حاصل کرنی شروع کی۔ انصاف پسندی اور راست شعاری شروع سے ہی اس کی خصلت کے جوہر تھے۔ وہ اس مہول کو پیش نظر رکھتا تھا۔ کہ کم منافع پر زیادہ کاروبار کیا جائے۔ اپنے ملازمین کو بہت معقول تنخواہیں دیتا تھا۔ اگرچہ مادتا سخت گیر تھا مگر دل کا بڑا نہیں تھا۔ اور ہر جگہ لوگ اس کے نام کی عزت اور طریق عمل کی تعریف کرتے تھے ۳۵ سال کی عمر میں یعنی ہمارے حصہ کے آغاز سے بیس سال پیشتر اس نے اپنی ایک مہم قوم خاؤن سے جو نہایت خوبصورت، باسلیقہ اور دولت مند تھی۔ شادی کی۔ سال بھر بعد وہ لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام ٹام رکھا گیا۔ اور اس کے پورے ایک سال بعد دوسری لڑکی اسٹیر پیدا ہوئی۔ لیکن اسٹیر کی ولادت کے ساتھ ہی مسٹر ڈی ڈینا کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد اسکا شوہر مسٹر ڈی ڈینا عرصہ دراز تک غم سے نڈھال رہا۔

اس کے دوستوں نے اسے بہت نشی دیا۔ اور خود اسے اپنی میٹھے بیٹیوں کی پرورش کا خیال آیا۔ اس سے ستر ٹوی دینا نے اپنی طبیعت کو نکھار دینے کی کوشش کی۔ اور رفتہ رفتہ اسے ان بے ماں کی بچوں سے استغدر محبت ہو گئی۔ کہ وہ دم بھر ان سے جدا نہ ہوتا تھا۔ جب وہ بالغ ہونے لگیں۔ تو دونوں بہنوں میں غیر معمولی یکسانیت پیدا ہو گئی۔ اور اس قدر جو نیکہ کیفیت اور اذیتا مت نہی۔ اسلئے دس سال کی عمر میں اس کا قد بڑی بہن کے برابر ہو گیا۔ جنہی بھیس قوم بہنیں سمجھا کرتے تھے۔ اگرچہ حقیقت میں ان کی عمر میں ایک سال کا فرق تھا۔۔۔ لیکن دونوں کی صورت بالکل مشابہتی۔ دونوں کے بال انتہا درجہ سیاہ اور چمکیے۔ دونوں کی آنکھیں سیاہ اور روشن اور دونوں کے چہروں پر سرخ و سپید رنگوں کی آمیزش نظر آتی تھی۔ جسکے نیچے وہ ریڑتی جھلک جہ ان کی نسل کا پتہ دیتی تھی۔ موجود تھی۔ دونوں کے دانت گہروں کی لڑکیوں سے مشابہ اور دونوں کے ہونٹ لیلے تھے۔ گویا قدرت نے انہیں ایک ہی سلیپے میں ڈھالا۔ اور ایک ہی سونجی سے ڈھکایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دونوں ایک ہی مودے کے پھول ہیں۔ چنانچہ جس وقت ٹامار کی عمر سو اور اسٹھر کی پندرہ سال کی ہوئی تو دونوں کا حسن کیسا ملاحت رقی کو پہنچا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

لیکن اس ظاہری مشابہت کے باوجود ان میں جملی اختلاف موجود تھا۔ ٹامار مود کی شائق اور خود پسند۔ مگر اسٹھر اچھا اور شیرینی تھی۔ اول اندک کی خوشی پھٹی۔ کہ کسی جلد سے دھس میں بھیجی لوگ میری تعریف کریں۔ لیکن آخر اندک سوسائٹی کی دلچسپیوں پر گھر کی امن پسندی کو ترجیح دیتی تھی۔ دونوں کے لباس کا اختلاف بھی نمایاں تھا۔ ٹامار قیمتی کپڑے اور عرصہ جواہرات پہن کر خوش ہوتی تھی۔ اور اس کے لباس کی تراش ایسی ہوتی تھی۔ کہ اس کا حسن نمایاں صورت اختیار کرے اسٹھر صاف سٹھر لباس تو پہنتی تھی۔ لیکن جھلک کی خواہشمند نہ تھی۔ اور اسے زیورات کا بھی اتنا شوق نہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے برابر حسین تھی۔ لیکن خوبصورتی کے افشاکی کے بجائے اس کا اخفا بہتر سمجھتی تھی۔ ٹامار کی طبیعت گرم چہ شانہ اور بھڑکیلی تھی۔ اور اس کی فطرت میں تیز جذبات شامل تھے۔ لیکن اسٹھر نیک اور پاکیزگی کا جھم اور دوشیزگی کی معصومیت کا بہترین نمونہ تھی۔

ستر ٹوی دینا نے ٹامار کو کئی بار اس کی مود پسندی اور سوسائٹی کے حلقوں میں خیرگی پیدا کرنے کی خواہش پر نمائش کی۔ لیکن وہ ایسی پیاری لڑکی تھی۔ کہ جس وقت اسے بار بار

کے گلے میں ڈال کر اس سے منت کرتی کہ آپ ناراض نہ ہوں۔ یا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کسی جلسہ رقص میں جلنے کی اجازت پناہتی۔ تو اسے انکار کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

ٹامر کی عمر سولہ سال سے چند ہفتہ اوپر اور اتھار کی پندرہ سال کے قریب تھی۔ کہ ایک ناکہ پیش آیا جس کا بڑی بہن کے دور زندگی پر عظیم اثر پڑنے والا تھا۔ ایک رات مسٹر ڈی مڈینا گھوڑا پر سوار ایک گاؤں سے اپنے دوست کے ان جلسہ دعوت میں شریک ہونے کے بعد وہاں آ رہا تھا۔ کہ راستہ میں ایک شخص نے اسے روک کر اس کا بڑھ اور پاکٹ بک چھین لی۔ مسٹر ڈی مڈینا ایسا آدمی تھا۔ کہ بلا ہر اجبت اپنی چیزیں کسی رہزن کے حوالہ کر دیتا۔ لیکن اس وقت یہ غیر مسلح تھا اور اتفاق سے اس کا ساٹیس بھی ساتھ نہ تھا۔ اس کے مقابلہ میں رہزن جس نے سیاہ نقاب پہنی ہوئی تھی بالکل مسلح اور مقابلہ برآمد ہوا۔ ان حالات میں مسٹر ڈی مڈینا نے اس کے مقابلہ میں اتنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اپنی چیزیں اس کے حوالہ کر دیں۔ مگر وہ اس نے اس مال کا ذکر اپنی سیٹھوں سے کیا۔ تو یاد کیا کہ پاکٹ بک میں ایک کاغذ موجود تھا۔ جو میرے لئے تو بہت قیمتی ہے۔ مگر کسی اور شخص کے لئے محض بیکار ہے۔ چنانچہ اس نے مقامی اخبارات میں اس بارہ میں ایک اشتہار درج کروایا کہ اگر شخص مذکور وہ کاغذ وہیں بھیجے۔ تو میں اسے مقول انعام دوں گا۔ اور اسے حرارت میں نہ لینے کا بھی وعدہ کیا۔ مگر کئی دن گزر گئے۔ اور اس اشتہار کا مطلب پورا نہ ہوا۔

آخر قریب ایک ہفتہ بعد صبح کے وقت ایک شخص نیم ننگاری طرز کا لباس پہنے مسٹر ڈی مڈینا کے مکان پر آیا۔ اس نے پوچھا مسٹر ڈی مڈینا کہاں ہیں؟ اتفاق سے وہ اتھار کو ساتھ لے کر اور پول کے فواحات میں کسی گاؤں کو چلا گیا تھا۔ جہاں اسکی بیٹی کا ارادہ چند دوستوں کے ہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کا تھا۔ ٹامر تنہا مکان پر تھی۔ چنانچہ جو وقت نوکر نے اطلاع دی کہ شخص مذکور کہتا ہے کہ میں ایک ضروری کام کے لئے آیا ہوں۔ تو اس نے کہا اسے نشست گاہیں بٹھا دو۔ پھر جب وہ خود اس سے ملنے کے لئے اس کمرہ میں پہنچی۔ تو ایک طرف وہ شخص بیہوش کے صحنہ کو سوز سے غیبی مل ہو گیا۔ اور دوسری طرف یہ دونوں کے دل پر اس کی سحر جلی صورت۔ نیا صانع بشر اور جتنے کلنی کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ اس نے اس کے ساتھ سردہ جہتی کا وہ سلوک نہ کیا۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ صاحب اپنا کام سمجھے۔ اور رخصت لیجئے۔ اس نے اس سے بیٹھنے کی درخواست کی اور اس کے بعد جب وہ چند سرسری الفاظ جن کا تعلق باشندگان اور پول کی سر ریختیوں سے تھا کہہ کر۔ تو دونوں میں مسلک کشیدہ پڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ ٹامر کو یہ پوچھنے کا خیال ہی نہ آیا کہ آپ



کس مطلب کے لئے آئے ہیں۔ اس طرح قربانیت گھنٹہ گزر گیا۔ اور جبکہ ٹامر اپنے دل میں یہ خیال کرتی تھی کہ میں نے ایسا بلند آوی اپنی عمر میں بہت کم دیکھا ہے۔ جبکہ وہ اسکے خوشنما دانتوں کو تعریف کی نظر سے دیکھتی۔ اور اس کی باہمی صورت کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ خود وہ اجنبی ہی اسکے حسن پر اتنا فارغ ہوا کہ اپنی ساری مصروفیتوں کو بھول گیا۔

وہ اس خوبصورت یہود کی گفتگو اور اس کی صفات کا دل سے مداح تھا۔ اور آخر کار جس وقت وہ اس سے باطل ناخوشہ نصحت ہوا۔ تو یہود نے اپنے خیالات کی ابھن میں اس سے اس کا نام اور کام پوچھنا بالکل بھول گئی۔

شام کو جب اس کا والد گھر آیا۔ تو اس نے اس سے اجنبی کی آمد کا ذکر کیا۔ مگر کہنے لگی "وہ یہاں صرف چند منٹ ٹھہرا تھا۔ اور اس نے اپنے کام کی نوعیت بیان نہیں کی" اس مشرٹی مڈینا نے خیال ظاہر کیا۔ غالباً اس شخص کی آمد کا تعلق اس کاغذ کی دہی سے ہوگا۔ جو مرنن مجسے نقدی کے ساتھ چھین کر لے گیا۔ اور جس کے لئے میں نے انتہاء شایع کر دیا ہے۔ لیکن ٹامر بڑے جوش سے اسی شبہ کی تردید کرتی رہی۔ اور اس نے کہا۔ اگرچہ وہ یہاں صرف ایک دو منٹ ٹھہرا تھا۔ تاہم میں کہہ سکتی ہوں کہ اسکے اطوار و شکل و شبہات اور انداز و اندکھ سے پایا جاتا تھا۔ وہ کسی اچھے طبقہ کا آدمی ہے۔ اور اس کا مہر بنی جیسے ذیل بیٹے سے تعلق نہیں ہو سکتا۔ مشرٹی مڈینا نے پوچھا "کیا وہ بتا گیا تھا کہ میں کب وہاں آؤں گا؟" جس کے جواب میں ٹامر نے کہا "چند دن کے عرصہ میں یہ جواب صریحاً غلط تھا۔ لیکن ٹامر نے یہ فقرہ اس لئے کہا۔ کہ اس نے سوچا میرا یہ کہنا عجیب معلوم ہوگا۔ کہ مجھے اس سے دہی کے متعلق کچھ پوچھنا یاد ہی نہیں رہا۔ اس طرح ہر اس گفتگو کا فائدہ ہوا۔ جس میں ٹامر نے بہت کچھ غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے بغیر شرمانے کے اس قدر دروغ گوئی کی۔

اس سے دو ستر دن وہ اجنبی پھر آیا۔ اور چونکہ مشرٹی مڈینا کو اس کے اتنا جلد واپس آنے کی امید نہ تھی۔ اس لئے وہ بہر مکان پر تامل نہ کیا۔ لیکن ٹامر بدستور نشست گاہ میں موجود تھی۔ اور اجنبی کو یوم گذشتہ کی طرح چھارے ہاں پہنچایا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ اور مادہ فرخ باندہ میں چند جھکی بڑی کلیوں کو اٹھا کر باندھ رہی تھی۔ اجنبی نے کہا۔ "آپ میری خاطر اس کام کو نہ پہنچائیں گے۔ بلکہ وہ خود بے تکلفی سے اس کام میں مدد دینے کو آمادہ ہو گیا۔ پانچویں وہ پودوں کے ڈھنگوں کو پکڑنے رکھتا۔ اور یہ انہیں دھلنے سے کسی اونچے مقام پر باندھ دیتی۔ اس عمل میں کسی جلد

اس صید کا خوشنما لائقہ اجنبی کے ہاتھ سے مس ہوا اور اس کا خوشگوار سانس جو کھیلوں کی خوشبو سے بھی زیادہ معطر تھا اس کے رخساروں سے نکلا۔ ایک مرتبہ اجنبی اس بہانہ سے گویا دیکھی پودے کو زیادہ غور سے دیکھنا چاہتا ہے کہ سیدہ جھکا۔ تو اس کے بال اس صید کی زلفوں سے آمیز ہو گئے۔ اور اس نے دیکھا کہ مسرت کی سرخی خوبصورت یہووں کے چہرہ گردن اور سینہ تک پھیل گئی۔ اگرچہ جھکا ہوا ہونے کی وجہ سے وہ اس کے ان اعضا کو صرف جزوی طور پر ہی دیکھ سکا۔

اس کے بعد جب دوبارہ ان کی نگاہ ایک دوسرے سے ملی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دونوں سمجھتے ہیں۔ ہمارے درمیان ایک قسم کی خاموش قرارداد ہو چکی ہے۔ ایک ایسی قرارداد جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سمجھ جاتی ہے۔ اجنبی نے اپنے بال میرے بالوں سے عمداً آمیز کئے۔ اور جبوقت میرا لٹکے لٹکے ہاتھ سے ملا۔ تو میں نے ہمدردانہ پرے نہیں ہٹایا۔ دونوں میں دیر تک دھپ دھپ گھنگور ہوتی رہی۔ رفتہ رفتہ ایک گھنٹہ گزر گیا۔ اور اس عرصہ میں نہ اجنبی نے رخصت ہونے پر آمادگی ظاہر کی نہ ٹامر ہی کو یاد آیا۔ کہ ہمیں ایک دوسرے کی صحبت میں اتنا عرصہ گزر گیا ہے آخر جب وہ چاہک اور ٹوٹی اٹھا کر چلنے کو تیار ہوا۔ تو اس نے ایک پھول اٹھالیا۔ جو ٹامر کے ہاتھوں اتفاقاً طہر پر برآمد کے ایک گلاب سے ٹوٹ گیا تھا۔ اسے اپنے گوت میں لٹکا کر اس نے اس واقعہ کا کچھ بھی ذکر کئے بغیر اسے سلام کیا۔ اور رخصت ہو گیا۔

اسے گئے دس ہی منٹ گزرے تھے۔ کہ ٹامر کو یاد آیا۔ میں تم سے مرتبہ بھی اس کا نام اور کام نہیں پوچھا۔ اس کی توجہ فقط اس پھول کی قدر دانی اور اپنے سیاہ بالوں کے اس کے سنہری بالوں میں آمیز ہونے کے واقعہ پر لگی رہی تھی۔ آخر جب اس کا والد مکان پر آیا۔ تو اس نے اسے اجنبی کی آمد سے مطلع ہی نہ کیا۔ بلکہ وہ اس فکر میں رہی کہ کل وہ پھر آئیگا یا نہیں۔ اور اس نے اپنے دل میں صدمہ ارادہ کر لیا۔ کہ اگر اب کی مرتبہ وہ آیا۔ تو میں اس کا نام اور کام پوچھے بغیر نہ جانے دوں گی۔ شام کے وقت وہ پاس کے بازار میں کچھ چیریں خریدنے کو گئی۔ واپس آ رہی تھی۔ کہ وہ بد صورت فوجان جو ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے سڑ میں سنگار لئے بالکل کپڑے جل رہے تھے۔ ٹامر کے سامنے اس طرح کھڑے ہو گئے۔ کہ راستہ نہ کر گیا۔ انہوں نے اسے ایسے ہیوہ طریق پر مخاطب کرنا شروع کیا۔ کہ الفاظ بالکل فحش نہ ہی تھے۔ تاہم نہ سنہرے ہمارے ان سے بڑا وقار لہجہ میں کہنے لگی۔ ”صاحبان۔ اگر آپ میں

شرافت کا منہ ہے۔ تو ہوائی سے بچے گئے جانے دیجئے۔ ان میں سے ایک بولا: مجھ نام تو بڑی باری  
ملکی ہو گیا تم میں اس کی اجازت نہ دو گی۔ کہ تمہیں گھر تک چھوڑ آئیں۔ یہ الفاظ زبان سے نکلے  
جی تھے۔ کہ کسی شخص نے ایک لمبے چاکر سے دونوں برساتوں کو اس بے دردی سے بھٹکانا  
شروع کیا۔ کہ دونوں کے منہ سے چھین نکلے لگیں۔ ٹامرا ایک طرف کو بہت گئی۔ مگر اس نے دیکھا  
کہ یہ غایب دوست جو بروقت امداد کو پہنچا رہی تھی ہے۔ جس کی صورت اس وقت اس کی  
آنکھوں میں چھری تھی جب ان یہودہ نوجوانوں نے اسے سر ہاندار روکا۔

وہ دونوں ایک لمحہ کے لئے اتنے متعجب ہوئے۔ کہ ایک نے دوسرے کا بارو چھوڑ دیا  
سگاری بھی از خود منہ سے گر پڑے۔ پھر جبکہ جیسی اپنے چاکر سے ان کی مرمت کر رہا تھا۔ اور  
اس کے چہرہ پر جوش یا اضطراب کا ذرا بھی اثر نہ پایا جاتا تھا۔ ان دونوں جوانوں نے مارے  
درد کے اس طرح بھٹکا شروع کیا۔ کہ ٹامرا سنی کو مضبوط نہ کر سکی۔ مگر جیسی ہی انہوں نے  
دیکھ لیا۔ ہمارا حمد اور صرف ایک شخص ہے۔ اس لئے اگر وہ پہلے بھڑکے تھے۔ مگر اب  
حوصلہ کر کے اس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا۔ بلکہ اپنے چاکر  
کے منہ سے ایک کے بازو پر اتنی زوردار ضرب لگائی۔ کہ وہ چیخا چلاتا بھاگا۔ پھر دوسرے  
کو کوٹ کے کال سے بڑا کر اس نے میز کی غیر معمولی کوشش کے آسے دو جگر دیئے۔ اور پھر اس  
آسانی کے ساتھ فرش پر پٹک دیا۔ گویا وہ اسکے سامنے ایک ناجیز ہستی ہو۔ یہ سب کچھ کر کے  
اس نے ٹامرا کو اپنا بازو پیش کیا۔ اور وہ اسے اس انداز سے اس کے مکان کی طرف لے  
چلا۔ گویا کوئی غیر معمولی واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔ اس نے اس سے گفتگو ہی کسی اور مضمون  
پر شروع کر دی۔ جس سے پایا جاتا تھا کہ وہ نہیں چاہتا اسے ان نوجوانوں کو ان کی گستاخی  
کا مزہ چکھا لے کے معاملہ میں شکریہ ادا کرنے کا موقع دے۔

لیکن باوجود اس کے ٹامرا نے بڑی گرم جوشی سے اس کا شکریہ ادا کیا۔ کچھ تو جیسی کی صورت  
اور اسکے اطوار کا اس حسین کے دل پر پہلے ہی اثر ہو چکا تھا۔ اس فعل نے اس اثر کو اور دوہرا  
کر دیا۔ اب وہ اسے تعریف کی نظروں سے دیکھتی تھی۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ سب سے  
مردوں میں جو ہر شجاعت کی مدح ہوتی ہے۔ اور اس شخص کی شجاعت تو اتنی حقیقی اور قدرتی  
تھی۔ اسکے علاوہ وہ غیر معمولی جوش سے یہاں تک معرقتی۔ کہ اس نے فوراً سمجھ لیا  
وہ بہادر ہو لے اسکے علاوہ فیاض اور شریف بھی ہے۔ اس وقت اس کا جی چاہتا تھا

کہ اپنے بانہ اجنبی کی گردن میں ڈال کر صاف طور پر کہہ دے۔ "خدا تم کوئی سو۔ میں تمہارے تہا رہی  
 معاش اور پرستار ہوں۔" پھر جب اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جب وہ اجنبی  
 کے بازو پر جھک کر چل رہی تھی۔ اور اجنبی نے اس کے ہاتھ کو ملائیت سے دبایا۔ پھر ایک لفظ بھی  
 زبان سے نکالے بغیر اسے چھوڑ دیا۔ اور اپنی گہری نیلگوں تبسم ریز موڑ آنکھوں سے ایسے  
 استقلال کے ساتھ اس کے خلیق ورت جہرہ کی طرف دیکھا۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ اگرچہ اس کی  
 زبان خاموش ہے۔ مگر اس خاموشی کی تہ میں بھی دفتر معانی پوشیدہ ہے۔ تو اس حسینہ پر  
 ایک قسم کا سحر نیز اثر مل رہا ہے۔

وہ اسے ساتھ لئے اس کے مکان تک چھوٹنے گیا۔ اور مکان سے تھوڑی دور ورے  
 یہ کہہ کر رخصت ہوا۔ کہ اب میرا کل حاضر ہو گا۔ مکان میں پہنچ کر وہ حسینہ سیدھی اپنے کمرے میں  
 گئی۔ کیونکہ اس کا دل ایک ایسی خوشی سے معمور تھا۔ جس کی نسبت وہ ڈرتی تھی۔ مبادا اس کا  
 اظہار جہرہ کے آثار سے ہو جائے۔ رات کو کھانا کھانے کے وقت جب وہ اپنے والد سے  
 ملی۔ تو اس کی طبیعت زیادہ سکون پذیر ہو چکی تھی۔ اور اس نے شام کے وقت کا ایک فلفل بھی  
 والد سے نہ کہا۔

اس سے اگلے دن اجنبی پھر اس کے مکان پر پہنچا۔ تو اس نے دیکھا کہ ٹا مرید پتوڑا بنی  
 شستہ گاہ میں بیٹھی ہے۔ اس رتبہ اس نے اجنبی کو دیکھ کر بڑے تپاک سے اپنا ہاتھ اس کی  
 طرف بڑھایا۔ اور اس نے اسے بڑے شوق سے لبوں سے لگا لیا۔ اس دو شیزہ نے بھی اسے  
 ہوا ہی نہ کھینچا۔ اور اس کے رخسار پر۔ گردن اور سینہ میں ایک قسم کی برقی لہر سرایت کر گئی  
 اور آنکھیں ناقابل بیان راحت سے کھلیں۔ اجنبی نے بے اعتباری سے اپنی طرف کو کھینچا  
 دونوں کے ہونٹ ایک دوسرے سے ملے۔ اور وہ شوق آئینہ سے بے لگ ہوئے۔ اس وقت  
 اجنبی نے اس حسینہ کے رو بہ اپنے عشق کا اظہار کیا۔ اور اس کی اپنی زبان سے بھی ایسے الفاظ نکلے  
 جن سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ خود اس کے تیر جھٹ سے گھائل ہے۔ اس طرح جو حق ملاقات کے موقع  
 پر انہوں نے ایک دوسرے کے سامنے اپنے جذبات قلب ظاہر کئے۔ اور ٹا مر نے اپنا دل ایک  
 ایسے شخص کے حوالہ کر دیا۔ جس کے نام سے بھی وہ بے خوف تھی۔

یہ خوشگوار ملاقات ابھی ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ کسی نے صدر دروازہ پر زور کی دستک دی۔ ٹا مر  
 گھبرا کر کہنے لگی "والد آگئے" اجنبی نے کہا "میرے جان مضطرب نہ ہو۔ چنانچہ جس وقت مسٹر

ٹوسی ڈینا کرہ میں داخل ہوا۔ تو راقی حسینہ بڑی حد تک اپنے چہرہ کو مسکون بن دیر کر چکی تھی۔ اس کا دلدار اس سے تھوڑے فاصلہ پر موڈ بانکھڑ تھا۔ اور سٹرڈی ڈینا کی آمد کے وقت دونوں میں اس قسم کی گفتگو ہو رہی تھی۔ جیسے دو اجنبیوں میں ہوتی ہے۔ مگر میں داخل ہو کر سٹرڈی ڈینا نے اجنبی سے بیٹھنے کو کہا۔ اور اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا میں اس اشتہار کے متعلق حاضر ہوا ہوں جو آپ نے اخبارات میں درج کر دیا تھا۔ سٹرڈی ڈینا نے کہا۔ میرا اپنا یہی خیال تھا۔ چہرہ اپنی بیٹی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ٹام۔ میری جان۔ تم تھوڑی دیر دوسرے کمرہ میں چلی جاؤ۔ ورنہ اس حکم سے انکار نہ کر سکتی تھی۔ لیکن جس وقت وہ والد کے پس پشت کمرہ سے باہر چلے گئی۔ تو اس نے اجنبی پر ایسی برہمنی نظر ڈالی۔ اور اس کی طرف اس سرور انگیز انداز سے دیکھا۔ گویا بے ذہانی کے نقطوں میں کہہ رہی ہے۔ خواہ تم کوئی ہو۔ میں ہمیشہ کے لئے تمہاری ہو چکی۔ اجنبی نے بھی اس کی طرف ایک تیز برہمنی اور شگفتہ نظر ڈالی۔ یہ اسکے ناگفتہ قرار محبت کا جواب تھا۔

جب وہ کمرہ سے فصحت ہو گئی۔ تو سٹرڈی ڈینا کہنے لگا۔ کیا آپ مجھے اپنا نام بتا سکتے ہیں؟ اجنبی نے بے تکلفی سے کہا۔ مجھے نام بتانے میں انکار نہیں۔ لوگ مجھے ٹامس ریفرڈ ڈسٹے ہیں۔ سٹرڈی ڈینا نے سر دھری سے مشکوک لہجہ میں کہا۔ آپ کو مجھ سے کام کیا ہے؟ کیا آپ اس دستاویز کے متعلق آئے ہیں جو مجھ سے چھینی گئی تھی؟ ٹامس نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ اور مجھ سے بہتر اس کام کے لئے کوئی شخص موزوں نہ ہو سکتا تھا۔ سٹرڈی ڈینا نے اسے اور بھی زیادہ مشتعل نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔ کیوں بھلا؟ وہ لاپرواہی سے کہنے لگا۔ اس لئے کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے آپ کی نقدی چھینی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے خوشی کا دوسرا تہمتہ دکایا۔ تم؟ سٹرڈی ڈینا نے مستحیر ہو کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے باوجود تمہیں میرے سامنے آنے کی جرأت ہوئی؟ ریفرڈ ڈسٹور اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اوبے، فکری سے بولا۔ آپ کے سامنے آنا کیا شکل کام تھا۔ اول تو آپ نے خود اسی اشتہار میں وعدہ کر رکھا ہے۔ کہ وہ من وہ دستاویز مجھے لاوے تو میں اسے کچھ نہ کہوں گا۔ دوسرے اگر بھال آپ وعدہ شکنی پر آمادہ ہوں تو اس میں نقصان آپ کا ہے۔ میرا کچھ نہ بگڑے گا۔ میرے میں ذاتی طور پر اس کاغذ کو لے کر اس لئے حاضر ہوا کہ ایسا نہ ہو۔ ڈاک میں گم ہو جائے۔ یا قاعدہ غلطی سے کسی اور کو دے اسے۔ سٹرڈی ڈینا نے یہ دستاویز حاضر ہے۔ اور اگر آپ اپنے اسکے لئے اشتہار ذلیل

کیا ہوتا۔ تو یہی میں سے آدھا کو واپس پہنچا دیتا۔ یاد رکھیے میں سخت گریہ جابرا دیتی نہیں ہوں۔  
 کروڑوں کے قیمتی کاغذات اپنے قبضہ میں رکھ کر ان کی بنا پر ان سے زبردستی روپیہ وصول کر لیں  
 میسر ہر کام مروا لگی اور مصفا کی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ کوئی دیر رہنہ نہ کسی دیں نہ کرکٹ  
 یا ادنیٰ درجہ کے ٹکٹ سے اتنا ہی مختلف ہوتا ہے۔ جیسے کوئی کامیاب وکیل اس اونٹے منشی  
 خاوند سے جو چند پیسوں کے لئے خود اسی عدالتوں کے دروازہ پر گھوما کرتا ہے۔ مسٹر ڈی  
 ڈیٹا لاف زنی میری عادت میں داخل نہیں۔ اور یہ باتیں میں نے اسلئے آپ سے کی ہیں  
 کہ آپ جان لیں۔ میں صرف ایک باعزت اصول کی خاطر یہ دستاویز واپس کرنے آیا ہوں۔ ورنہ  
 مجھے کسی طرح کا خوف تھا۔ نہ آپ کے انعام کا لالچ۔ کیونکہ خوف کے وجود سے میں آج تک بے خبر  
 ہوں۔ اور انعام اگر آپ دینا بھی چاہیں تو میں انکار کروں گا۔ مسٹر ڈی ڈیٹا نے رہنموز ڈ  
 کی طرف ایسے انداز سے دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ کہنا چاہتا ہے۔ واقعی تم عجیب  
 آدمی ہو۔ لیکن جو کچھ اس کے بشر سے ظاہر ہوتا تھا۔ اس نے الفاظ کی حد سے اعتدال رکھ لیا۔  
 ورنہ اتنا اور مسٹر ڈی ڈیٹا کو سودا بانہ طریق پر تمام کے کمرہ سے باہر نکال دیتا۔  
 لیکن کوٹھا۔ کہ ایک کمرہ کا دروازہ جو اس شیشہ گاہ کے قریب واقع تھا۔ جس میں اس کی مسٹر  
 ڈی ڈیٹا سے ملاقات ہوئی۔ بڑی احتیاط سے کھلا۔ اور مارنے ایک قدم اس کے آگے میں دیا  
 رتھا۔ میں جیسے ہیٹھ اس نے اس حسینہ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ وہ روتی رہی ہے۔  
 بازار میں جا کر اس نے رتہ کو کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ لکھا تھا۔

”جو کچھ لکھا ہو۔ وہ سب میں نے سن لی ہے۔ لیکن میرے بہادر اور شجاع رہنموز ڈ اس کے  
 باوجود تمہارے صلے میری محبت میں ذرا فرق نہیں آیا۔ آج شام کو میں اسی بازار میں دو تین دکانداروں  
 پر جاؤں گی۔ جہاں تم نے کل مجھے دو گستاخوں کی بدسلوکی سے بچایا تھا۔“

کیا ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ نام میں اس شخص کی تعظیم میں جیسے معینہ پر پہنچا۔ کیا یہ  
 بیان کرنے کی حاجت ہے کہ اس کے دوستوں نے اسے ایک دوسرے سے ملنے نہ جس قدر کہ نام کو اپنے متعلقین  
 کے دل میں شہرہ پیدا کئے بغیر موقوفہ رکھا۔ ان کی بار بار ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی۔ اور وہ محبت  
 جو عجیب و غریب حالات میں دو دلوں میں پیدا ہوئی تھی۔ روز بروز مضبوط ہوتی گئی۔

نام میں کو حسین نام سے محبت ہونا ذرا بھی تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ وہ اتنا ہمارے درجہ خوبصورت  
 تھی۔ اس کی صورت دیکھ کر طبیعت وار نہ ہوجاتی تھی۔ اس کے اعضا کی سوزندہیت سے دل میں

انگریز ہنسی تھیں۔ اور اس کی سیاہ آنکھوں میں اثر سحر پایا جاتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں خود ریفرورڈ سے اُسے کچھ کم محبت نہ تھی اس کی نظروں میں وہ ایک بہادر تھا۔ کیونکہ اُسے رہزن سمجھتے ہوئے وہ جانتی تھی کہ اس کی طرف سے کمینہ پن ظاہر نہیں ہوا۔ اور اس کی فطرت میں اعلیٰ فیاضی اور شرافت کے جوہر موجود ہیں اس کے علاوہ دونوں کی واقفیت کے چند ہفتے بعد ایک ایسے واقعہ اس قہر کا پیش آیا جس سے اس رہزن کے لئے اس حبشیہ کا عشق انتہا درجہ کی پریشانی پرستش میں بدل گیا۔ یہاں تک کہ ٹام کو ٹام رہن سے اتنی ہی محبت ہو گئی جتنی ملکہ جوزیٹا نے کو پوہین اعظم سے تھی۔

اس واقعہ کی کیفیت یہ ہے کہ ایک رات لو پول اور ناچٹر کے درمیان چلنے والی سفری گاڑی کو راستہ میں ایک رہزن نے جس کے چہرہ پر نقاب تھی۔ اور جو سوار اور مسافر تھا۔ تنہا روک لیا۔ ہر چند کہ گاڑی مسافروں سے پُر تھی۔ اور مسافروں میں بہت سے روتھے تھے۔ تاہم رہزن کی طرف سے ایسے سکون اور اطمینان کا اظہار ہوا۔ اس کی بے تکلفی اور بے فکری اس وجہ سے ہوئی تھی کہ مسافر خوف و وحشت برآمد ہو گئے کیسی نے اس کے مقابلہ کی جرات نہ کی۔ اور اس نے ان مسافروں سے بہت سی نقدی حاصل کی۔ ایک شخص جو لو پول کا میسر تھا اس قدر خوفزدہ ہوا کہ گھبرا کر رہزن نے اس سے نقدی طلب کی تھی۔ مگر اس نے نقدی کے ساتھ ہی گھڑی بھی حوالہ کر دی۔ رہزن نے گھڑی یہ لکھ واپس دیدی کہ میں سلطنت کے کھرے سکوں یا بینک نوٹوں کے سوا کوئی چیز نہیں لینا چاہتا۔ زمانہ سواروں سے اس نے کوئی بھی چیز نہ لی اور پھر ایک پندرہ سالہ لڑکی کو گاڑی کی عقبی نشست پر بیٹھے سردی سے ٹھٹھرتے دیکھ کر اس نے چند سوالات بھی پوچھے۔ اس نے ڈرتے ڈرتے جو مختصر جوابات دیئے ان سے معلوم ہوا کہ وہ ایک مصیبت زدہ بد نصیب لڑکی ہے۔ رہزن نے پانچ پونڈ اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا: ”یہ لو اس حقیر رقم کے لینے میں تمہیں اسکا نہ ہونا چاہیئے۔ یہ میں تمہیں اس حبیب کے دیتا ہوں جس میں ان شخصوں کا رویہ داخل نہیں ہوا“ پھر اسکے غریب لڑکی کوئی چوہا دینی رہزن نے گھڑیے کو اڑ لگائی۔ اور آنا خانانہ نظروں سے غائب ہو گیا۔

لیکن رہزن کی اس نیاہنی کے باوجود ان مسافروں کا بیخ اور غصہ کم نہ ہوا جن کی نقدی چھینی گئی تھی۔ میسر کو سب سے زیادہ الم تھا۔ اور وہ کہتا تھا: ”مجھے یہ بوجھ بدست نہ ہوتی ہے وہ ایک طرح پر سارے باشندگان اور پول کی بدسلوکی سمجھی جاسکتی ہے۔ ایسا غیر معمولی غصہ جھلا کیونکہ

فرد ہو سکتا تھا پس اس نے اس واقعہ کا ذکر اخبارات میں درج کروایا۔ اور اس مطلب کے اشتہارات  
 چھپوائے۔ کہ جو شخص اس رہزن کو میرے سامنے لائے میں اسے دو سو پونڈ انعام دوں گا۔ مگر ایک  
 ہفتہ گزر گیا۔ اور اس ہفتہ ہار کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ایک ہفتہ کے بعد ایک دن شام کے وقت میسر  
 نے دوستوں کی ایک منتخب جماعت کو اپنے ڈن محلوت دی۔ حاضرین طلباء سے فارغ ہو چکے تھے۔  
 ایڈیٹن شہسٹاگ کو صبا کی عین رات دروہجن کی تعداد بارہ تھی۔ مقرر کے جام لی پڑے تھے کہ ایک نوکر  
 نے آقا کو اطلاع دی کہ ایک شخص ہال میں کھڑا ہے۔ اس نے کانوا ہٹھند ہے۔ نوکر منظر پر معلوم ہوتا  
 تھا۔ اور اس سے پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا۔ افسی نقاب پوش ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کاپرہ  
 بہت ڈراؤن ہے۔ بریئرین کو کل پینے لگا۔ اور یہی مقرر اس کے مہمانوں پر طاری ہو گیا۔ آخر اس نے  
 کہا۔ معلوم ہوتا ہے اس شخص کی آمد کا تعلق اس رہزن سے ہے جس نے پوٹسٹور بورل کے درمیان  
 سفری گاڑی کو لوٹا تھا۔ چنانچہ اس نے نوکر کو ہدایت کی کہ گھر افسی کو ایک کڑی میں بٹھا دو۔ اور  
 ایک لایکا کانسٹبل کو بلا لاؤ۔ وہ اسی یہ احکام صادر کر رہی رہا تھا کہ وہ شخص جس سے حاضرین کو اتنا  
 خوف لگا ہوا تھا۔ اندر داخل ہوا۔ میسر اور اس کے مہمان خوف سے کانپے اور ہدایت کے کلمات نہ  
 سے رکنا پس گئے۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہی انسان کا اتنا ہیبت ناک چہرہ دیکھنے میں نہ آیا ہو گا  
 جیسا اس شخص کا تھا۔ چہرہ کسی حد تک بالوں میں چھپا ہوا۔ فوجی ہی اس کے کوٹھلی کوئی تھی۔ گھبرایٹ  
 میں یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ برعکس اس کا چہرہ ہی اتنا ہیبت ناک ہے۔ یا اس نے کوئی مصنوعی  
 چہرہ لگا رکھا ہے۔ ناک بہت لمبی اور سوں اور پھنسیوں سے بھری ہوئی رخساروں پر ان کی سچی  
 اور کھوٹھی ہی ناک کے حسب حال پڑھی ہوئی تھی۔ شخص مذکور نے ایک لباس عبادہ پہن رکھا  
 تھا جس میں سے بازو خنک طریق پر نکل رہے تھے۔ اور دونوں ہاتھوں میں توڑ دار  
 بندو کے پیارے دو پستول تھے۔

کچھ دنوں کے بعد میسر اور وارنہ بند کر کے اپنی نے تھوڑی کھلی اور خنک آواز میں کہا۔ میسر  
 صاحب۔ آپ نے مشہور کیا تھا۔ اگر کوئی شخص رہزن کو میرے دربار پیش کرے۔ تو میں اسے دو سو  
 پونڈ انعام دوں گا۔ لیجئے میں ہی وہ رہزن ہیں۔ اور چونکہ میں ان کو آپ کے دربار حاضر  
 ہو گیا ہوں۔ اس لئے میں آپ کی اور باقی حاضرین کی دشمنی اور انصاف پسندی سے  
 اسل کرتا ہوں۔ کہ گیا میں واقعی اس انعام کا حقدار نہیں جیسے آپ نے مشہور کیا تھا؟ میسر  
 گفت آئینہ میں کہنے لگا۔ تم میرا مطلب یہ تھا کہ... اگر کوئی اور... شخص اس رہزن



کو میرے سامنے لائے اور... وہ زیر حراست ہو... تب میں وہ انعام دنگا " دہزن بولا۔  
 "مجھے اس کی پروا نہیں۔ آپ کا مطلب کیا تھا مجھے صرف ان اشتہاروں کے مصنفین سے  
 سروکار ہے۔ جو آپ کے شایع کرتے۔ اگر آپ کے الفاظ آپ کے مطلب کا چرچہ اور انہیں کر سکتے  
 تو آپ مقامی میڈیکل کمیٹی سے درخواست کریں۔ کہ وہ آپ کے عمل میں ایک ترجمان کی منتہی  
 سے " پھر اس دہزن نے زور کا قہقہہ لگا کر کہا " میرے خیال میں ایسا شخص اس نشان بردار  
 سے بہتر ہوگا۔ جو ہر وقت آپ کے جلو میں رہتا ہے " اتنا کہ اس نے ایک پستول اٹھایا۔ میسر  
 کے منہ سے خوف کی آواز نکلی۔ اور اس نے حاضرین پر التما کی نظر ڈالی۔ مگر سارے بہمان  
 مارے خوف کے ثبت بنے بیٹھے تھے۔ میسر نے سمجھ لیا۔ ان سے امداد طلب کرنا بیکار ہے لیکن  
 دوسری طرف وہ سو پونڈ جو بطور انعام شہر کئے گئے تھے۔ دینے کو جی نہ چاہتا تھا۔ بڑی کشش  
 سے اس نے اتنا کہا " اس کا مجھے کیونکر اطمینان ہو کہ تم ہی وہ شخص ہو جس نے مجھے ٹوٹا تھا  
 خدناک شخص نے بڑبڑایا " اگر کسی اور طرح آپ کا اطمینان نہیں ہوتا۔ تو میں اس واقعہ کی  
 ساری تفصیلات بیان کئے دیتا ہوں " میسر اس بات سے حوصلہ ہار کر کہ دہزن بھٹ پر  
 آمادہ ہو رہا ہے۔ کہنے لگا " ممکن ہے وہ واقفیت تم نے لوگوں کی زبانی یا اخباروں کو دیکھ کر  
 حاصل کر لی ہو " دہزن بولا " ایک اور ثبوت بھی میرے پاس ہے۔ اور وہ یہ کہ میں نے آپ سے  
 جو بڑھ چھینا۔ اس میں ایک پونڈ کھوٹا تھا۔ کیا اس سے آپ کا اطمینان ہوتا ہے " میسر اس امید  
 پر کہ شاید اس طرح کچھ اور وقت مل جائے۔ یا اضافی طور پر یہ خدناک شخص میرے قابو میں آجائے  
 سلسلہ گفتگو کو بڑھاتا۔ کہے لے کہنے لگا " نہیں اس سے میرا اطمینان نہیں ہوتا " دہزن بولا۔  
 " نہ سہی میں ایک اور ثبوت دیتا ہوں۔ اسی جٹ سے کہ اندر مائچٹر کے کسی حلقہ کے اور میر کی لکھی  
 ہوئی ایک رسید تھی معلوم ہوتا ہے۔ آپ یہ روپیہ ادا کرنے کے لئے ہی مائچٹر گئے تھے " میسر  
 یہ سن کر حیرت زدہ ہو گیا۔ کیونکہ اگرچہ رسید کی گمشدگی کا اسے علم تھا۔ تاہم اسے یہ یاد نہ تھا۔ کہ  
 مائچٹر میں روپیہ ادا کرنے کے بعد میں نے اسے چھوٹے میں رکھ لیا تھا۔ بہمان اپنے میزبان کے  
 تعجب کو دیکھ کر خود حیرت زدہ ہو رہے تھے۔ اور تو اس کے پیچھے کھڑا منہ چسپا کو شش رہا تھا۔  
 دہزن نے کہا " اب تو آپ کا اطمینان ہو گیا۔ دیکھئے اپنے وعدہ کو نبھائیے " میسر نے جی کر ادا کر کے  
 اس معاملہ کو خالق میں ملانے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ سو پونڈ کی ادائیگی کے سوا اب چارہ کار نہ رہا  
 چنانچہ کچھ روپیہ بہمان سے لیکر ادا کچھ اپنی جیب سے نکال کر کہ اس نے دہزن کے مطالبہ کو پورا

کیا۔ کیونکہ نہ تو وہ ایک لینا منظور کرتا تھا۔ نہ کسی کو بیٹی سے روپیہ لانے باہر جانے دیتا تھا۔ وہ بدستور دروازہ سے گئے ساتھ لگ کر کھڑا رہا اور اس نے میٹر کو مجبور کیا۔ کہ وہ میٹر کے گرد پھر کر حاضرین سے لوٹ اور انڈی ہاکھی کیس کے مسئلہ پر رقم پوری کرے۔ میٹر اس کام سے ایسے گھبراتا تھا کہ اس کے لئے اسے رہن کی ناگ۔ ٹھوڑی اور بیسٹول کے پاس سے ہو کر گذرنا پڑا تھا۔ آخر کار جوں جوں کے معاملہ طے ہوا اور رہن دروازہ بند کر کے وہاں سے رخصت ہو گیا۔ لیکن چلتے وقت وہ کہتا گیا۔ کہ اگر کسی نے کھڑکی کھول کر شور و غل کرنے کی کوشش کی۔ تو میں واپس آکر ہر ایک کو جان سے مار دوں گا۔

اس سے دوسرے دن یہ واقعہ زبان زد خاص و عام ہو گیا۔ اور رپول اور اس کے مصنفات میں اتنا مشہور ہوا۔ کہ سب لوگ میٹر کی ہنسی اڑاتے تھے۔ ایکسٹرا اس بات کو سمجھتی تھی کہ وہ شخص جس نے ایسا دیوانہ کار نامہ کر کے دکھایا۔ کون ہے۔

حسین یہود نے اپنے عشق کو بہن اور والدہ سے پوشیدہ رکھنے کی بہت کوشش کی تھی مگر حقیقت استہر نے نام دین کو جب تک وہ رپول میں رہا۔ ایک بار بھی نہیں بول سکا تھا۔ لیکن آخر کار ایک دن ٹامریکا ایک فراموش ہو گئی۔ اور اپنی بہن کے نام ایک دفعہ اس مطلب کا چھوڑ گئی کہ میرے فرار کا سبب والد کے رویہ برتری سے بیان کرنا۔ اس واقعہ میں اس نے کہا۔ کہ میری خوشی اور زندگی ٹامریکا سے بغور ڈکی ذات سے وابستہ ہے۔ لیکن میں دیکھتی ہوں کہ ہماری شادی ایک امیر خال ہے۔ کیونکہ اگر یہودی قوم کی کسی عورت کو کسی عیسائی سے شادی کرنے کی اجازت ہی ہو۔ تو اسے نہیں والد اس کی منظوری دیں۔ ان حالات میں مجھے مجبوراً یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا ہے۔ اور اس میں مجھے انہیں صرف اس بات کا ہے۔ کہ اس سے والد کو اور کہیں بہت رنج ہوگا۔ استہر نے جب اس دفعہ کا قصور پڑھا۔ تو حیرت زدہ ہو گئی۔ سوچتی تھی۔ کیا یہ عالم خواب ہے یا بیداری۔ آخر بہت دیر بعد جب اسے یقین ہو گیا۔ کہ میری بہن حقیقت میں ریفرڈ کے ساتھ فرار ہو گئی ہے۔ تو وہ عرصہ دراز تک رنج و غم کی حالت میں آئندہ بھاتی رہی۔ کیونکہ اپنی بہن ٹامریکا سے اسے بے حد محبت تھی۔

لیکن مٹر ڈی ڈیٹا پاس ساتھ کا کیا اثر ہوا؟ وہ نہ دیکھا۔ اس نے کسی رنج و الم کا اظہار کیا۔ بلکہ اس الم کو پا کر ایک گھنٹہ سے زیادہ کسی گہری نیند میں رہا۔ استہر پاس بھی بڑی توجہ سے انتہائی فہمی اور تکی کی حالت میں اس خاموشی کا انجام معلوم کرنے کی منتظر رہی

اس خاموشی میں کبھی کبھی صرف اس دوشیز مکے کو اپنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ آخر گھنٹہ بھر کے بعد مسٹر ڈی بیٹن نے بڑے سکون کے ساتھ سختی کے لہجہ میں کہا۔ ”استخراج سے بس تم ہی میری بیٹی ہو۔ دیکھو آئینہ ٹامرا کا نام کبھی میرے دوہرہ نہ لینا۔ اس مکان میں جو چیزیں امن و امان کی ہیں جن۔ میرے دل میں کبھی اس کی یاد تازہ ہو سکتی ہے۔ تم انہیں تلف کر دو۔ یہ سبقتی کی جن کتابوں پر اس کا نام درج ہے۔ جو تصویروں اس نے تیار کی تھیں۔ کھڑکیوں کے جن پردوں پر اس نے کشیدہ کاری کی۔ استخراج سب کو تلف کر دو۔ اور ایک کو بھی گھر میں نہ رہنے دو۔ اسی میں میری خوشنودی ہے۔ آج سے میرا حکم ہے۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ اپنی بہن کا نام میرے سامنے کبھی نہ لینا۔ اور نہ کبھی اسکا ذکر کرنا۔ جو لوگ جانتے ہیں کہ تمہاری ایک بہن تھی۔ ان کے سامنے بھی اگر کبھی اس کا ذکر آجائے تو ہمیشہ یہ کہہ کر اسے منقطع کر دینا کہ اب میری کوئی بہن نہیں۔ کیونکہ میرے سامنے اس قسم کا ذکر کیا گیا۔ تو میرا جواب یہی ہوگا۔ میری صرف ایک ہی بیٹی ہے اور اسکا نام استخراج ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اب بہت جلد کاروبار کو طے کر کے تجارتی مصروفیتوں سے دست بردار ہو جاؤں۔ اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا تو میں چند سال اور محنت کرنے کے اس قدر روپیہ پیدا کر لیتا جس سے اپنی دولت کو تم دونوں میں مساوی طور پر تقسیم کرنے کے قابل ہو جاتا۔ لیکن اب میرے پاس جو دولت موجود ہے۔ وہ تمہارے لئے کافی ہے کیونکہ میری دولت کی مقدار استخراج صرف تم ہی ہو۔ دو تین سال کا عرصہ اس کام کے لئے درکار ہوگا۔ کہ میں اپنے وسیع کاروبار کو اتنا محدود کر سکوں۔ کہ اس کا انجام اطمینان بخش ہو۔ اس دو یا تین سال کے عرصہ میں ہم لوہ پول میں ہی ٹھہریں گے۔ لیکن جو بھی میرا انتظام مکمل ہو گیا میں تمہیں لیکر لندن کو چل دوں گا۔ کیونکہ میں صدر مقام ہی میں اس بدنامی اور دولت کو چھوڑ سکتا ہوں۔ جو اس خاندان کے حصہ میں آئی ہے۔ جس کے نام کو میں نسلا بعد نسل پاک و صاف رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ آج تک میرے اسلاف میں بھی کبھی کوئی شخص دولت اور بدنامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور نہیں ہوا۔ استخراج میرا مصمم ارادہ ہے۔ تم اس سے بچے ٹالنے کی کوشش نہ کرنا۔ نہیں بس میرا فیصلہ ٹل ہے۔ اور میں تم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اگرچہ یہ فیصلہ تمہیں سخت نظر آتا ہے۔ تاہم بسے ویسا ہی ناقابل رد و قبول۔ جیسے ہماری مذہبی کتاب کے مقالات ہیں۔ میرا آخری فیصلہ یہ ہے۔ کہ آج سے بس تم ہی میری ایک بیٹی ہو۔“

یہ ارادہ ظاہر کرنے کے بعد جسکا فیصلہ اس نے بہت دیر تک غور و خوض کے بعد کیا تھا۔ یہودی نے جھک کر اپنی دوزانو بیٹی کی پیشانی پر ایسی ملایت سے بوسہ دیا۔ جو اس انتہا درجہ کی محنت کے مقابلہ میں غیر معمولی تھی جسکا اظہار اس نے گہنگار اور عاق کردہ ٹامار کی نسبت کیا۔ اتنا کہہ کر وہ جلد جلد دم اٹھاتا اس کمرہ سے باہر چلا گیا۔ اور غریب استھر بہت دیر تک تنہا بیٹھی آنسو بہاتی اور سہ سہکیاں پیتی رہی۔

قلم میں طاقت نہیں کہ اس سچے و دھنیت کردار پر کر سکے۔ جو اس وقت اسے محسوس ہوئی جب اپنے والد کے حکم سے مجبور ہو کر اس نے وہ خوشنما تصویریں جو ٹامار نے تیار کی تھیں دیواروں سے اتار دیں۔ اور موسیقی کی وہ کتابیں بھی مٹا دیں۔ جن پر ٹامار نے اپنا نام نہایت خوشنما اور دلکش تحریر میں لکھا ہوا تھا۔ مگر اسے ناظر غریب استھر کو اس کے لئے قصور وار قرار نہ دینا۔ کہ اس نے اپنے والد کے احکام کی لفظ بلفظ تعمیل کی جرأت نہ کر سکے۔ ان تصاویر اور موسیقی کو اپنی گزشتہ بہن کی قابل قدر یادگار کے طور پر باس رکھ لیا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ استھر کو ٹامار سے بے حد محبت تھی۔ ان سب چیزوں کو اس نے اپنے کمرہ میں رکھا۔ اور پھر جب وہ ان سب کو بڑی احتیاط سے ایک دراز میں بند کر رکھی۔ تو اس نے ذہنی اذیت کے عالم میں یہاں تک آنسو بہائے۔ کہ ان کے قطروں سے بہت سی تصویریں کا رنگ خراب ہو گیا۔ کیونکہ اس میں شک نہیں۔ استھر کے چرخ دل کو یہ کام سر انجام دینے ہوئے اتنی ہی تکلیف ہوئی جیسے کسی دیگر کے شہر سے رخصت ہو رہی ہے۔ استھر کی نظروں میں یہ کام نہایت نامبارک تھا۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی۔ ان چیزوں کو جو ٹامار کی یاد کو برقرار رکھنے والی تھیں۔ ان کی جگہ سے ہٹائے۔ لیکن مجبور تھی۔ اس فرض کی سر انجام دہی اتنی ہی تکلیف دہ تھی۔ گویا اس نے ایک سخت اپنی بہن کی یاد کو دل سے محو کر دیا ہو۔ اس کے ایسا کرنے سے وہ روشن خیالات جن کا سہارا اب تک اسے حاصل تھا قطع ہو گئے۔ اور وہ خوشنما کلیاں جو امید کی خواہش پر پیشانی کو زینت دینے والی تھیں مٹھا گئیں اس فرض کی سر انجام دہی کے ساتھ ہی کمسنی کی ساری خوشیاں ایک تار پر ایک گھٹے میں دفن ہو گئیں۔

جب وہ موسیقی کی کتابوں اور تصویروں کو ان مقامات سے جہاں وہ موجود رہا کرتی تھیں اور جہاں انہیں موجود دیکھنے کی وہ بچپن سے عادی تھی۔ ہٹا چکی۔ تو اس خاموش پیاؤ کی صورت بہت رنج و ملہ معلوم ہوئے مگر جس پر موسیقی کی کتابیں سجی رہا کرتی تھیں۔ ٹامار کے

لٹھ کی گھنٹی ہوئی تصویر دل سے خالی دیواریں بھینانک اور خوفناک نظر آتی تھیں۔ پھر جب اس نے کھڑکیوں سے ان پردوں کو ہٹایا جن پر ٹامرنے اپنے لٹھ سے کٹیدہ کاری کی تھی۔ تو اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہ رہے تھے۔ بہر حال اس نے اس ناگوار کام کو پورا کیا اور ان پردوں کو بھی جو اس کی بہن کی یادگار تھے۔ ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ اس نے یہ سب کام اپنے والد کی ناراضگی کے خوف سے سرانجام دیئے۔ لیکن اس کی جرات بہر حال اسے نہ ہوئی۔ کہ وہ ان چیزوں کو تلف کر دیتی۔ نہیں یہ کام وہ اس صورت میں بھی سرانجام نہ دے سکتی۔ کہ اس کا والد اسے سخت ترین بدعادت بتا۔ جب سٹرڈی ٹیٹا باہر سے واپس آیا۔ تو اس نے تیزی سے کمرہ کے چاروں طرف نظر ڈالی۔ پھر یہ دیکھ کر کہ ان چیزوں کو ہٹا دینے کے متعلق میرے احکام کی تعمیل ہو چکی ہے۔ اس نے اس بارہ میں سوال پرچنا غیر ضروری سمجھا۔ کہ ان کا انجام کیا ہوا۔ اس قدر کے چہرہ پر نظر ڈال کر اس نے زوردار لفظوں میں حرف اتنا کہا۔ خدا کا شکر ہے میری ایک بیٹی وفا دار۔ پابند اطاعت اور با محبت ہے۔

ادھر ٹام برن سین ٹام کو ساتھ لے کر ڈوریل سے لندن کو روانہ ہو گیا۔ صدر مقام میں پہنچ کر اس نے ایک تنہا مقام میں مختصر سا خوشنما مکان کرایہ پر لیا۔ انہیں اندیشہ تھا۔ کہ کہیں سٹرڈی ٹیٹا اپنی مغربہ بینی کی تلاش نہ شروع کر دے۔ اس بارہ میں ٹام اپنے والد کی طبیعت سے پورے طور پر واقف نہ تھے۔ وہ اس کی گذشتہ مہربانیز سے اندازہ کرتی تھی۔ کہ وہ ایسی خطا کو بھی نظر انداز کر دے گا۔ اس کا اُسے مطلق خیال نہ تھا کہ وہ اپنی مضبوط قوت ارادی سے کام لیکر مجھے ہمیشہ کے لئے عاق کر دے گا۔ ڈوریل میں وہ گریٹام برن سے اتنا روبرو کیا تھا۔ کہ لندن میں پہنچنے کے بعد اُسے فوراً ہی اپنی پیشہ درہمات یا جہاد کو آرنے کی عزت پیش نہ آئی۔ اور کئی ہفتے دونوں عشاق نے انتہا درجہ کی خوشی میں بسر کئے۔ ٹام برن کو ٹام سے پیار محبت تھی۔ اور یہ اس پر سو جان سے خدا سے زیادہ وہ اس کی بہادری فیاضی اور مہربانی کے سلوک کی مداح تھی۔ ٹام برن کا مزاج اُسے اس لئے پسند تھا۔ کہ وہ کبھی کسی معاملہ میں اس سے ذرا بھی ناراض نہ ہوتا تھا۔ ایک بار بھی وہ نوں میں جھگڑنے تکرار کی نوبت نہیں آئی۔ فی الحقیقت ٹام برن دو با محبت بہنوں کی کشیدگی کو ایک نہایت فاسول اور قابل نفرت چیز سمجھتا تھا۔ اس کی نظروں میں عورت ایک کر زور و جود کی حیثیت میں مرد کی حفاظت اور اس کے در گذر کی محتاج تھی۔ اس لئے وہ کسی عورت سے

جھگڑا کر شہنشاہ سمجھتا تھا۔ اصولاً وہ ایسی لڑائی کو قابلِ نفرت خیال کرتا تھا جس میں صرف الفاظ کے تبادلہ تک ہی نوبت پہنچے۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ بزدلوں کا شیوہ تھا۔ اس کا قاعدہ تھا۔ اگر کوئی مرد اسے ناراضگی کا موقع دیتا۔ تو وہ اُس سے لفظی ٹکراؤ نہ کرتا۔ بلکہ اُسے ہاتھوں سے سیدھا کر لیتا تھا۔ ناراضگی کی حالت میں یہ اس کی پہلی اور آخری دلیل ہوتی تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کا رویہ کسی عورت کے متعلق اختیار نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس لئے وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا کہ عورت سے جھگڑنا ہی بیکار ہے۔

جیسا کہ تمام جوان اور خوبصورت عورتوں کا شیوہ ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جس میں ٹام کی تھی۔ ٹام دین کی درشتیہ کو حب بہت تھا۔ ٹام لندن کے عجیب غریب مقامات کی سیر کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ تاکہ اس مقام کے ہر طبقہ زندگی سے واقف ہو سکے۔ ایسے موقعوں پر کسی بار ٹام یہ شکایت کیا کرتی کہ تم بہت سیسے واپس آتے ہو۔ اس پر وہ جواب دیتا دیکھو میری جان جتنا وقت ممکن ہے۔ میں تمہاری نذر کرتا ہوں۔ اور جس وقت کے لئے تم سے واپسی کا وعدہ کروں۔ اس سے کبھی منحرف نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر مجھے کسی ذاتی کام کے لئے گھنٹہ دو گھنٹہ کی ہدایت درکار ہو۔ تو تمہیں بھی آرزو نہ ہونا چاہئے۔ آؤ ایک بوسہ دو۔ اور اپنے خوش نما چہرے کو خشکین کر کے نہ بگاڑو۔ اُس کی خوش فراہمی کا اثر اتنا غالب ہے۔ ہوتا۔ کسٹامر کو مجالِ انکار نہ رہتی۔ اور وہ جلدی ہی رام ہو جاتی۔ مختصر یہ کہ ٹام دین کا سلوک اُس سے اتنا تھا۔ نہایت با محبت نیک انداز تھا۔ اور اگر ٹام کو گاہ بگاہ اپنے والد اور بہن کی یاد نہ سٹایا کرتی۔ تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ بالکل خوش و خرم رہتی۔

چند ماہ لندن میں بسر کرنے کے بعد ریفرڈر اپنی حبیبہ کو ساتھ لیکر شمالی اضلاع کی طرف چلا گیا۔ جہاں اُس نے بہت سی دولت کمائی۔ چونکہ آڈی شاہ خچہ تھا۔ اس لئے عموماً ہر دوسرے تیسرے دن اُسے روپیہ کمائے کسی ہم پر جانا پڑتا۔ وہ خوشی کی زندگی کو پسند کرتا تھا۔ جس چیز کو طبیعت چاہتی اسے ضرور حاصل کر لیتا۔ اگرچہ باوجود اسکے نہ بیاد بخور۔ اور نہ اتنا ہوشیار تھا۔ اس کے علاوہ وہ بہت فیاض اور نیک دل تھا۔ اور اس ہوشیاری کی تقلید میں غریبوں کو بھی اس دولت کا بہت سا حصہ دیا کرتا۔ جو وہ امیروں سے حاصل کرتا تھا۔ ٹام کو کبھی دیکھی اور شاہنشاہ زہرات کا بہت شوق تھا۔ اور اس بارہ میں ٹام دین اس کی خواہشات کو پورا کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کرتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ ان کا خچہ غیر معمولی حد تک پہنچ جاتا تھا۔ لیکن ریفرڈر

کے لئے شامراہ ایک ایسا خزانہ تھی۔ جہاں سے وہ لاہور کا دولت حاصل کر سکتا تھا۔ اور جب وہ اپنی ہم پر روانہ ہوتا۔ تو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ آتا۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی مہموں میں اسے بہت سے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اس کی سیواوی اور سالن بجال رکھنے کی حیرت خیز طاقت اور خطرہ کی حالت میں عزم مصمم کو برقرار رکھنا یہ سب باتیں ایسی تھیں کہ وہ ہر بار گرفتاری سے محفوظ رہتا۔ ابتدا میں جب بھی ریفرنڈم ٹائم سے رخصت ہو کر ایسی مہموں پر روانہ ہوتا۔ تو وہ حیدر نگر ظاہر کیا کرتی تھی۔ لیکن جب وہ ہر بار وقت معینہ پر واپس آنے لگا۔ تو رفتہ رفتہ یہ اندیشہ مٹنے لگا۔ اور اسکی عدم موجودگی میں شامراہ طینان سے رہنے لگی۔

اس طرح تین سال کا عرصہ گزر گیا جس دن سے شامراہ ریفرنڈم فورپول سے فور ہوئے اس حیدر نگر کبھی واندہ اور نہ اپنی بہن کی طرف سے کوئی پیغام موصول ہوا۔ اور نہ وہ اس نے یا اسکے عاشق نے کبھی ان دونوں کا ذکر کیا۔ لیکن باوجود اس کے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس سے شامراہ کی اپنے والد اور بہن کی محبت میں کسی طرح فرق آیا۔ کیونکہ شامراہ سے پھر ایک بار بفنگر ہونے کی اس کے دل میں بہت آرزو تھی۔

ناظرین اس سے پہلے معلوم کر چکے ہیں کہ ۱۸۶۲ء کے اخیر میں کس لئے شامراہ میں مسدود مقام میر پور یا شامراہ کے ساتھ انگلستان کے مختلف حصوں میں پہرتے ہوئے اسے اپنی ذات کی نسبت جو اہم واقعات جیسی عورت میر انڈس سے حاصل ہوئی تھی۔ اس کی بنا پر اس نے لندن جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اتفاق سے اپنی قیام میں سٹریڈی ٹینا اور شامراہ بھی لندن پہنچ چکے تھے۔ سٹریڈی ٹینا نے بہت سی دولت کمائی تھی۔ اور اب اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا۔ کہ میں فورپول کو خیر باد کہوں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی جگہ تھی۔ جہاں رہ کر باوجود اس معصوم ارادہ کے جو وہ شامراہ کی نسبت کر چکا تھا۔ کبھی طرح کے تلخ خیالات اسکے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ لیکن شامراہ... کیا وہ بھی شامراہ کو بھول گئی تھی؟ ہرگز نہیں۔ اس کی اپنی بہن سے غیر فانی محبت تھی اور اگر اسے اپنی زندگی کے عرصہ دراز سے دست بردار ہو کر بھی شامراہ سے بفنگر ہونے کا موقعہ حاصل ہو سکتا۔ تو وہ اس کے لئے بھی تیار تھی۔

حسن اتفاق سے یہ عواہش جلد ہی ہی پوری ہو گئی۔ اکتوبر ۱۸۶۲ء کے آخری ایام میں ایک روز سب پھر کے وقت استمردی ٹینا پولیورن میں کچھ سامان خریدنے کے بعد گرینڈ آرمڈ سٹریٹ کو واپس آ رہی تھی۔ کہ اس کی اپنی بہن شامراہ سے ملاقات ہوئی۔ جو اس وقت شہر تھی۔ اتفاق

سے ملاقات ایک ایسے باندہ میں ہوئی جہاں خلقت کا جہنم نہ تھا۔ وہ تعجب اور خوشی کے جو کلمات دونوں کی زبان سے نکلے۔ اور جس ملوث سے وہ جنگلیہ ہوئیں۔ اسے دیکھ کر سامروں کو حیرت تعجب ہوتا۔ مگر جہنم کی عدم موجودگی کے باعث کسی نے ان کے اظہار تعجب و خوشی کو نہ سمجھا۔ چنانچہ وہ کوئٹہ سکور کے ایک بے رونق حصہ کی طرف ہوئیں۔ دادو مان دوڑوں میں بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ پھر اٹھ کر پوچھنے لگی۔ میرے فرار کی خبر سنکر والد نے کیا کہا؟ چھوٹی بہن اس قدر متاثر ہوئی کہ اس نے بے صبرانہ کے سوالات کے جواب میں ساری حقیقت بیان کر دی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ والد نے بچے ہمیشہ کے لئے بے تعلقی کر دیا ہے۔ تو اسے بہت رنج ہوا۔ وہ اس طرح روتی تھی۔ گویا اس کا دل ٹوٹتا جا رہا ہو۔ آخر اس نے اپنی بہن سے آواز دبا کر کہا۔ پیاری اس قدر والد کو اس بارہ میں مطمئن رہنا چاہیے کہ میں ہرگز اپنے آپ کو ان کی دختر ظاہر کر کے انہیں رنج کا موقع نہ دوں گی۔ نہیں بھرتے۔ وہ تمہیں کو اپنی بیٹی سمجھتے رہیں میں نہیں کہہ سکتی۔ لندن میں میرا قیام کب تک ہو گا۔ مگر اس کا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں۔ کہ جہاں تک ممکن ہو گا۔ میں بہت کم باہر نکلوں گی۔ اور جب تک اس کی خواہش جس کی محبت مجھے ہر قسم کے احکام کی تعمیل پر مجبور کرتی ہے۔ لندن میں رہے گی ہرگز۔ میں اگر بازار میں نکلوں گی تو جبرے پر نقاب لیکر نکلا کر دوں گی۔ میں امید کرتی ہوں۔ لندن میں ہمارا قیام زیادہ درطویل نہ ہو گا۔ اس قدر تم نے والد کو اس ملاقات کی خبر دینا۔ اور جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں۔ وہ بھی انہیں بتا دینا۔ اس قدر بہن کی ذہانی یہ رنج وہ کلمات سن کر اس سے بڑھ گئی اور نار نار رونے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔ نام کیا تم خوش ہو؟ اس نے جواب دیا۔ ناں اس قدر میں اتنی ہی خوش ہوں جتنی کوئی عورت جسے اسکے والد اور بہن نے بے تعلقی کر دیا ہو۔ خوش ہو سکتی ہے۔ پھر اس نے نار نار روتے ہوئے کہا۔ پیاری اس قدر میں اسکی صحبت میں رہ کر جس سے مجھے ملی محبت ہے۔ اور جو مجھ سے ہر بانی اور نرمی کا سلوک کرتا ہے۔ ہر طرح خوش ہوں۔ اس قدر نے آواز دبا کر کہا۔ تمہارے ان لفظوں سے میرے دل کا جو درد کس قدر ہلکا ہو گیا۔ میں خوش ہوں کہ آج ہمارے ملاقات ہو گئی۔ کیونکہ اس کی بدولت میرے دل سے وہ بوجھ اٹھ گیا ہے جو تمہاری غیر یقینی عانت کی نسبت تھا۔ لیکن نام کیا بات تھی۔ کہ تم اپنے خوش و خرم گھر کو غیر یاد کہہ کر جھٹکت ہو گئیں؟ اس نے اس باب اور بہن سے قطع تعلقی کرنا پسند کیا۔ چنانچہ میں نے اسے پیچھے چھوڑ دیا۔ نام بولی۔ اس قدر کیا تو نے آج تک اس کو یہ مطمئن میں قدم نہیں



رکھا جس کی لذت والدین اور بچوں یا بھائی بہن کی باہمی محبت سے بالکل جداگانہ ہیں؟ اسحق نے کہا "نہیں" ٹامس کہنے لگی "تو یہی وجہ ہے کہ میں نہیں سمجھا نہیں سکتی۔ کہتے تھادی نظروں میں اتنی تنہاوار نہ ہونا چاہیے جس قدر رحم کی سختی جس سے مجھے محبت ہے۔ وہ از خود میرے پاس آیا۔ میں نے اسے تلاش نہیں کیا تھا۔ وہ میرے متاعِ دل کو فوراً جھین کر لے گیا۔ پھر کیا اس سے عشق کرنا میرے اختیار میں تھا؟ اے بہن یہ ایک فضول وقت ہے۔ کہ کوئی شخص جذبہ محبت پر قادر ہو سکتا ہے۔ کوئی دنیاوی طاقت ایسی نہیں جو عشق کے اس بہاؤ کو روک سکے۔ جو اندھا دھند انسان کو اس کی قیمت کی طرف لے جاتا ہے۔ اور پھر ایسا عشق عیدیا بچھے تھا۔ اور جیسا مجھ سے کیا گیا۔ اے اسحق اس شے کے متراے کو باپ۔ بہن۔ گھر۔ بار۔ رشتہ دار اور دوست سب کچھ قبول جاتا ہے۔ اسے کاش تمہیں اس کا علم ہوتا کہ وہ محبت کتنی زبردست ہے۔ جو میرے دل میں پیدا ہوئی۔ اگر تمہیں علم ہوتا۔ تو یقیناً تم مجھے تصور وار قرار نہ دیتیں "اسحق کہنے لگی "پہلی بہن کیا یہ ممکن ہے۔ میں تمہیں کبھی تصور وار قرار دوں۔ ہرگز نہیں! اتنا کہہ کر اس نے ٹامس کو بڑے شوق سے اپنے بازوؤں میں لپیٹا۔ تاکہ یہی پھیل چکی تھی۔ اور چونک کے جس حد میں یہ دونوں آزادانہ طریق پر گفتگو کر رہی تھیں کوئی تیسرا ان کی گفتگو سننے والا نہ تھا۔

جب دونوں کی طبیعت سکون پذیر ہوئی۔ تو اسحق نے ٹامس کو ان سارے واقعات سے خبردار کیا۔ جو دونوں کی جدائی کے بعد ظہور میں آچکے تھے۔ اس نے بتایا۔ کہ والد کار و بار کی الجھنوں سے دست بردار ہو کر لندن کی دیکھی سکونت اختیار کر چکے ہیں۔ اور فحش کے قریب ایک مختصر سی اراضی کے متعلق رائل آف امیگیم سے ان کی کچھ فراراد ہو رہی ہے۔ پھر دونوں بہنوں نے ایک دوسرے سے خط و کتابت کا فیصلہ کیا۔ اسحق کو یہ امید تھی کہ والد کو غالباً میرے ٹامس سے خط و کتابت کرنے پر اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ فیصلہ یہ ہوا۔ کہ ٹامس اپنے خط و کار بڑا آرمڈ سٹریٹ کے پتہ پر بھیجا کرے۔ اور اسحق اپنے خطوں پر "ٹی۔ آر سوٹھ مرلٹن سٹریٹ" کا پتہ لکھے۔ کیونکہ اسی جگہ ریفریوڈ اور اسکی دست و پائی جیمس کے فرضی نام سے راکوٹے تھے جس وقت دونوں نہیں جدا ہونے لگیں۔ تو اسحق نے اپنی انگلی سے الماس کی ایک انگلی آٹا کر ٹامس کی انگلی میں پہنا دی۔ پھر اپنے بوٹے سے چھوٹی پٹینچی نکال کر اپنے بالوں کا ذرا سا حصہ کاٹ کر اسے کاغذ میں لپیٹا۔ اور اپنی بہن کو دے کر کہنے لگی "مٹا مرہم

دونوں میں جو محبت ہے، اشارت دلاؤ اسے فنا نہیں کر سکتے۔ جدائی اس میں خرق نہیں لگائی  
 سکتی۔ ہم ایک دوسرے سے جدا ہو نیکو ہیں۔ اور اگرچہ مجھے امید ہے۔ حالات چھڑھیں ایک  
 دوسرے سے ملادیں گے۔ تاہم ممکن ہے وہ حالات عرصہ دراز تک ملتوی رہیں۔ اسلئے میں  
 چاہتی ہوں متبادرت ہوں اپنی با محبت بہن کی کوئی نشانی ضرور دے۔ "نامر بڑے پر جوش  
 انجیبر کہنے لگی۔ "بہن کیا ایسی محبت کے سلسلے جو ہم دونوں میں ہے کسی ظاہری نشان کی  
 ضرورت ہے؟" استھرونی۔ "نہی۔ بہر حال اس سے قلب کو اطمینان تو ضرور حاصل ہوتا ہے  
 نمناہی یادگار میرے پاس تصاویر اور سیٹھی کی کتابوں کی صورت میں موجود ہے۔ اس سلسلے  
 میں جو درخواست تم سے کرنا چاہتا ہوں اس کے ماننے سے انکار نہ کرنا۔" نامر بہت متاثر ہو کر کہنے  
 لگی۔ "بہن وہ کیا درخواست ہے۔ یہ یقیناً ممکن ہے۔ کہ میں اُسے ماننے سے انکار کروں۔" استھر  
 نے کہا۔ "ہاں یہ ہے کہ اس انگوٹھی کو بیکھر چھو میں نہیں دیتی ہوں۔ تم نے بالوں کی اس یادگار کے  
 لئے ایک تھوید بنوایا جس کے اندر میرا نام کندہ ہو۔ پیاری بہن مجھے یقین ہے۔ رقم میری  
 اس درخواست کو نامنظور نہ کر دو گی۔" نامر کی پائی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ "استھر دوسری ملاقات  
 میں جو ہمارے درمیان ہو گی۔ میں ضرور تمہیں وہ تھوید دکھا سکے گی۔" اس کے بعد یہ دونوں باہل  
 ناخوہستہ ایک دوسرے سے جدا ہوئیں۔

مکان پر واپس آکر استھر نے سادی کیفیت، بڑی صاف دلی کے ساتھ والد کے روبرو  
 بیان کر دی۔ ممبر ڈی بیٹا کچھ دیر خاموش رہا۔ اور استھر نے دیکھا کہ اس کی لمبوں پر انسوؤں  
 کا ایک قطرہ ٹپکا رہا ہو گیا ہے۔ اُس کے دل میں شاعرانہ ایدہ پیدا ہوئی۔ لیکن جلد ہی اس  
 کے داند نے پیچھے ہٹ کر کہا۔ "استھر تم نے اچھا نہیں کیا۔ وہ جو کبھی میری مٹی تھی۔ اُسے بلکہ  
 تمہارا اس سے گفتگو کرنا قدرتی امر ہے۔ لیکن یہ نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ تم اس سے ٹھٹھو گناہ  
 کرتی ہو۔ میری خواہش یہ ہے۔ کہ وہ خط جو مجھے پہلے اس کی طرف سے موصول ہو۔ وہی  
 آخری سمجھا جائے۔" اتنا کہہ کر یہودی کمرہ سے چلا گیا۔ اور استھر بہت دیر تک انسو بہاتی رہی۔  
 اس سے دوسرے ہی دن نامر نے اپنی بہن کو ایک طویل اور پر محبت خط لکھا جس کے  
 جواب میں استھر کو اسے سخت حکم سے مطلع کرنا پڑا۔ جو اس کے والد نے ان کی باہمی خدو  
 کتابت کے بارہ میں صادر کیا تھا۔ لیکن ممبر ڈی بیٹا کی یہ سختی ہی اس امر خاص میں کسی  
 نہ نہ کہ اس فرخ دلاز امتداد کو تلف کرنے کا موجب ہوئی۔ جبکہ انظار اب تک استھر

اسکے متعلق کرتی رہی تھی۔ وہ اس بات کا ہرگز فیصلہ نہ کر سکتی تھی۔ کہ اپنی بہن کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ منقطع کر دے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے اس بات کی بھی جرأت نہ تھی کہ آئندہ اپنی بہن کے خطوط گریٹ آرمنڈ سٹریٹ کے پتہ پر وصول کرے۔ ان حالات میں قدرتی طور پر اُس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ٹامر کے خطوط کسی اور پتہ پر منگوائے جائیں۔ چنانچہ اس نے سوئٹچپٹن رو کے ڈاک خانہ سے یہ انتظام کیا۔ کہ اس قسم کے خطوط جن پر پتہ لکھا ہو اسے بی۔ سی۔ ڈاک خانہ سوئٹچپٹن رو مکتوب الیہ خود آکر لے جائیگا۔ میری آمد تک محفوظ رکھے جایا کریں۔ اس انتظام سے انھوں نے اپنی بہن کو ایک خط کے ذریعہ اسی شام کو مطلع کر دیا۔ اور ٹامر نے یہ سارے حالات ٹام برن کے روبرو بیان کر دیئے۔ ٹام برن کو اس بات سے خوشی ہوئی۔ کہ ٹامر جس سے اسے یہی محبت تھی۔ اپنی بہن سے ملنے مٹھنے ہو گئی۔ ہے۔ لیکن اس کی زبانی اسے یہ معلوم کر کے کچھ کم تعجب نہ ہوا۔ کہ سٹرڈی ٹیڈا اور ارنلڈ ایٹنگھم کی کچھار رضی کرلیہ پر لینا چاہتا ہے۔ اور اس موقع پر اس نے اول مرتبہ وہ تمام حالات اپنی دوست کو بتائے۔ جو جیسی عورت میراٹھہ نے اس کی ولدیت کی نسبت اس کے روبرو ظاہر کئے تھے۔ ہمارے ناظرین ان سارے حالات سے پہلے ہی واقف ہو چکے ہیں۔

ان واقعات کے ساتویں دن انکو برکی اسٹارٹس تھی۔ اور یہ وہ قابل یاد گار دن تھا جو ہمارے داستان میں میروں کے معاملہ کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل کر چکا ہے۔ روم مذکور کی سہرہ کو پانچ بجے کا وقت تھا۔ کہ ٹامر ارنلڈ سٹریٹ کے جہری مسٹر گارڈن کی دکان پر وہ انکو ٹیڈی فرڈنٹ کرے لگئی۔ جو استھار نے اسے دی تھی۔ ریغورڈ خود اس کام کو اپنے ذمے لے لیتا۔ مگر وہ ارنلڈ ٹیڈی کے ساتھ بعض معاملات کے تصفیہ میں مصروف تھا۔ اور اسکے علاوہ ٹامر نے یہ سچہا کہ اس معاملہ کا تعلق صرف میری ذات سے ہے۔ جب وہ جہری کے دکان پر گئی۔ تو اگرچہ اپنی بہن کے بالوں کو ایک خوشنما تنوید میں لفوفن کرانے کو خیال ہی اس وقت اسکے دل میں جاگ رہا تھا۔ لیکن ٹامر چونکہ جو اہرات کی غیر معمولی طور پر شائق تھی۔ اسے بہت مسٹر گارڈن کی دکان میں اس نے میروں کا ایک نادرسٹ کھلا ہوا دیکھا۔ تو اس پر توجہ کرنے کی خواہش غالب آگئی۔ یہ ظاہر ہے کہ تین سال ایک بہن کی صحبت میں رہنے کے بعد اسکے خیالات اس بارہ میں کہ یہ چیز کسی دوسرے آدمی کی ہے۔ اور اس پر میرا حق نہیں۔ بہت کچھ نزل ہو چکا تھے

چنانچہ فوراً ہی اسکے دل میں خیال آیا کہ اگر ٹام شاہراہ پر لوگوں کی نقدی پر آسانی سے قبضہ کر لیتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے میں ان ہیروں پر ویسی ہی آسانی سے قابض نہ ہو جاؤں۔ یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہوتے ہی مضبوط ہو گیا۔ چنانچہ وہ دیر تک جبری کے ساتھ انگوٹھی کی قیمت کی نسبت محض اس لئے جھگڑتی رہی کہ اس طرح ہیروں کا سیٹ اڑانے کا کوئی موقع مل جائے گا۔ یہ موقع اسے مل گیا۔ اور وہ انگوٹھی کی قیمت اور چوری کا سیٹ لیکر دکان سے رخصت ہو گئی۔

لیکن بازار میں پہنچتے ہی اس کے خیالات نے پلٹا کھمایا۔ اب وہ چاہتی تھی کہ کوئی ایسی حالت پیدا ہو کہ میں کسی طرح یہ ہیرے دوبارہ جبری کے حوالہ کر دوں۔ ایک بار اسکے جی میں آئی کہ واپس جا کر ہیروں کا سیٹ مسٹر گارڈن کو دیدوں۔ لیکن پھر اس خیال سے رک گئی کہ ایسا نہ ہو وہ مجھے مجرم قرار دے۔ اور میں گرفت میں آجاؤں پس وہ جلد قدم اٹھائی سوچ مولٹن سٹریٹ کی طرف ہوئی۔ اگرچہ راستہ بہرے جیتی رہی کہیں ریفورڈ میری اس حرکت سے ناراض نہ ہو جھنڈا زیادہ اس معاملہ پر غور کرتی تھی۔ اسی قدر یہ خیال اس کے دل میں مضبوط ہوتا جا رہا تھا کہ وہ ضرور مجھ سے خفا ہوگا۔ چنانچہ اس نے ارادہ کیا کہ بہتر ہو۔ میں اس واقعہ کو اس سے چھپائے رکھوں۔ اور جلد سے جلد کوئی موقع حاصل کر کے ان ہیروں کو کسی محفوظ طریق پر مسٹر گارڈن کے پاس واپس پہنچا دوں۔

مکان پہنچی۔ تو مختصر کا ایک خط ملا۔ جس میں اس نے اپنی محبت کا یقین دلانے کے بعد اختصار کے لئے معذرت چاہی تھی۔ اور لکھا تھا کہ اس وقت ایک بیجا ہے۔ اور دہیکے میں لارڈ ایلنگھم کی گاڑی میں اُن کے اور والد کے ہمراہ پھلکے کے قریب اس ارضی اور مکان کو دیکھنے جا رہی ہوں۔ جسے والد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہم لوگ وہیں کھانا کھائیں گے۔ اور رات سے پہلے واپس نہ آئیے گے۔ سو وقت ٹائمر نے یہ خط پڑھا۔ تو نام پرین بھی اس کمرہ میں موجود تھا اس نے اسکا مضمون اسے بتا دیا۔ اس کے دودن بعد رات کے وقت وہ اپنی ہم پر روانہ ہوا۔ اور اس موقع پر اس نے بیڈ روم کے قریب لیڈی ہیٹ فیلڈ سے اسکی نقدی کا ٹوہہ چھینا۔

اس سے دوسری صبح کو ریفرڈ واک کی گرفتاری عمل میں آئی۔ اور اسے بوسٹریٹ کی عدالت

میں پہنچا گیا۔ لیکن جیسا کہ پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ اس موقع پر سبز باہی سے بچ گیا۔ پھر جس وقت وہ کمرہ عدالت ہی میں تھا۔ اسے اسٹورڈی ٹڈینا کا نام سن کر سخت تعجب ہوا اور وہ اپنی حسن ظاہر کی بہن کو جسے اس سے والد کی بے تعلقی کے باوجود بیحد محبت تھی۔ رفریف اور پچھپی کی نظر سے دیکھنے لگا۔ جب مسٹر کارڈن نے آگے بڑھ کر اپنا نام اور پیشہ بتایا۔ تو ریفرڈ مصطرب ہونے لگا کیونکہ اُسے یاد تھا کہ تین دن پہلے نام نے اس شخص کے ہاتھ اگلاٹی فرخت کا تھی۔ پھر جبکہ جوہری نے تدریج پیروں کی گرم شدگی کا واقعہ بیان کیا۔ تو رہزن کا دل اس کے سینہ میں بیٹھ گیا کیونکہ اُس نے فوراً ہی معلوم کر لیا۔ کہ معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اسٹور کی مصیبت کو کس طرح ثابت کیا جائے۔ کہ اسے یاد آیا جو وقت پیروں کی چوری کا واقعہ ظہور میں آنا بیان کیا جاتا ہے۔ اس وقت تو وہ فیصلے کے قریب تھی۔ اس کے بعد جس طرح ریفرڈ کی مداخلت سے لارڈ اینگلم اسٹور کی مدد کو پہنچا۔ اور اس کی وساطت سے اسٹور کو رٹائی حاصل ہوئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں جنہیں ڈھرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ناظرین اس پہلے ہی واقف ہیں۔ یہ امر ہی مذکور ہو چکا ہے۔ کہ جس وقت مقدمہ خاتمہ کے قریب تھا۔ اسٹور کا والد اتفاقاً قیصر پر عدالت میں پہنچ گیا۔ اس وقت اس نے اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے جوئے الفاظ کہے تھے۔ ”اے اسٹور میں سب کچھ سمجھ گیا۔ یہ تمہاری اپنی ہی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے۔“ ناظرین ان کا مطلب موجودہ تشریحات کی روشنی میں اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد جب اسٹور نے اپنے والد پر التجائی نظر ڈالی جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اسے کسی فرض کی یاد دہانی یا کسی معاملہ کے متعلق خاموشی کے ساتھ التجا کرنا چاہتی۔ جس سے اس کا والد ناواقف تھا۔ تو اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اس سے درخواست کرنا چاہتی تھی۔ باپ اُن پیروں کی قیمت ادا کر کے مامر کہ ان ناگوار نتائج سے بچالیں۔ جو اس صورت میں اُسے پیش آ سکتے تھے۔ کہ پیروں کا سرٹا اس کی ذات تک چلتا۔ مگر جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس نے اس سرریعہ اور برعنی نظر کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔

اس چند منٹ کے عرصہ میں جبکہ مسٹر ڈی ٹڈینا کمرہ عدالت میں رہا۔ ریفرڈ ہجوم میں سستہ چھپا ہوا تھا۔ کہ وہ اُسے دیکھ نہ سکا۔ اس جگہ ہم یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بیان موقع تھا۔ کہ ریفرڈ نے اپنے سوتیلے بھائی ارل آف اینگلم کو دیکھا۔ جس کی خوشنما نیگول انگلوں سے نیاہنی اور صفات ولی برستی تھی۔ چنانچہ رہزن کی طبیعت فوراً ہی از خود

اس کی طرف کھینچ گئی۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسکی اپنی آنکھیں کھری نیلی تھیں۔ اور ان سے نہ صرف خوش مزاجی بلکہ کسی حد تک طبعی فیاضی کا بھی اظہار جزا تھا۔ و حقیقت ارل اور رینفورڈ میں آنکھوں اور دانتوں کے معاملہ میں بہت بڑی فائدہانی مشابہت ابلی جاتی تھی غرض یہ پہلا موقع تھا۔ کہ رینفورڈ نے اس شخص کو دیکھا جسے وہ اپنا سوتیلا بھائی سمجھتا تھا۔ ارل نے بھی اُسے تماشائیوں کے جھم میں جو کمرہ عدالت میں ہوجو د تھا۔ دیکھا ہوا۔ مگر وہ اُسے کیا پہچان سکتا تھا۔ اُسے اس وقت اس کا مطلق علم نہ تھا کہ یہ شکیل جوان جس کی رنگت سرخ و سپید اور سر کے بال بھورے رنگ کے ہیں۔ میرا ایک نہایت قریبی رشتہ دار ہے

اپنے مکان واقع سوئٹھ مولٹن شریٹ پر دہس جا کر رینفورڈ نے نامہ کو اس کی اُس بے جا حرکت کے تعلق جو اس نے میریوں کا سرٹ جانے کے معاملہ میں کی تھی ملاست کی۔ اس نے سخت باتیں افغانہ استعمال نہیں کئے۔ کیونکہ وہ فطرتاً ایسا فیاض تھا۔ کہ اس کی طرشت ناخوشگوار افغانہ کا اظہار غیر ممکن سمجھا جاسکتا ہے۔ البتہ اسکے لہجے سے سختی اور سرد مہر کی ظاہر ہوتی تھی۔ اور پایا جاتا تھا کہ وہ کسی حد تک ناراض ہے۔ اس کے اس برتاؤ سے ہی نامہ کو سخت سیخ ہوا مگر اس نے سامنے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب اسے اپنے والد کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ میرے جرم کی بدولت میری بہن کو جو اسے بیگزین تھی۔ عدالت کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور اس پر ایک نہایت ذلیل الزام عاید ہوا۔ تو اس نے اظہارِ پیشانی کرتے ہوئے رینفورڈ سے درخواست کی۔ تم میرے سچے لیکر غور اُس جوہری کو واپس کر دو۔ وہ کہنے لگا میں ابھی جا کر یہ سٹ واپس دے آتا ہوں۔ جانے سے پہلے نامہ اس سے معافی کی خواہش کیا۔ مگر وہ کہنے لگا چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ میری اپنی مثال کی تقلید کی گئی ہے۔ اس لئے سچ پوچھو۔ تو میرے معافی دینے کا حق حاصل نہیں۔ لیکن اے نامہ میری یا اپنی خاطر نہیں۔ تو کم از کم اپنی اس قابل قدر بہن کی خاطر جسے تم سے بے حد محبت ہے۔ آئندہ ایسے جیسے افعال سے باز رہنے کا اقرار کر دو۔ اسکے بعد وہ اس سے بغلیکمر ہو کر رخصت ہوا۔

اس اثنا میں استھمٹھی مڈینا بھی اپنے والد کو اس بات پر آمادہ کر چکی تھی۔ کہ آپ مجھے تمنا روپیہ دیں کہ میں میریوں کے اس سٹ کی قیمت ادا کر دوں جس کی نسبت اُسے یقین ہو گیا تھا۔ کہ وہ نامہ ہی نے جوہری کی وہ مکان سے لئے ہیں۔ یہ رقم ادا کرتے ہوئے مسٹر ڈی مڈینا نے سختی سے کہا۔ استھمٹھی ایک ایسی رعایت ہے کہ میں صرف تمہیں کو دیتا ہوں۔ ورنہ اس کا

جکبھی میری بیٹی کا دل نہ رکھتی تھی۔ اور جس کی نسبت آج کے واقعہ نے میرے دل میں اور بھی نفرت پیدا کر دی ہے۔ سب مجھے دباؤ نہیں۔ یہاں تک کہ میں سمجھتا ہوں۔ وہ میرے دل سے پہلے سے بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اس کے بعد جیسا کہ اس کا معمول تھا۔ وہ اس ناگوار نوکر کو ختم کرنے کی غرض سے دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ اس کے علاوہ اس نے یہ بھی سوچا۔ کہ اتھرو آج پہلے ہی اتنی پریشانی پر داشت کر چکی ہے۔ کہ میری طرف سے کوئی ہزیمہ ملامت غیر ضروری اور ظالمانہ ہوگی۔ اور اس بات کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اگر یہ گفتگو جاری رہی تو میں غصہ پر ضبط نہ کر سکتا تھا۔

ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ کس طرح اتھر نے جوہری کی دکان میں جا کر ان ہیروں کی قیمت کے چھ سو پونڈ ادا کئے۔ جوہری نے اسے رسید پیش کی۔ لیکن اس نے قسے پھینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس نے سمجھا۔ میں چونکہ اس معاملہ کو خاص عزت داری کے اصول اور ایک دوسرے شخص کی پاسداری کی وجہ سے طے کر رہی ہوں۔ اس لئے اگر میں نے اسے جس کا رو بار ہی حیثیت تک پہنچا دیا۔ تو معلوم ہوگا۔ میرا اس معاملہ سے کچھ ذاتی تعلق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ہرگز یہ بات ظاہر نہ کرنا چاہتی تھی۔ کہ میری ایک اور بہن ہے جو مجھ سے مشابہ ہے۔ یہاں تک کہ دونوں کو جدا جدا دیکھا جائے۔ تو دونوں پر ایک کا گمان ہو سکتا ہے اور حقیقی مجرم وہ دوسری بہن ہے۔ نہیں۔ اگر وہ اسکی خواہش بھی رکھتی۔ تو وہ اس اعتراف کی جرات نہ کر سکتی تھی۔ پس جس وقت وہ روپیہ ادا کر کے دکان میں ذرا دیر کے لئے رکی اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔ تو اس کی وجہ درحقیقت یقینی۔ کہ اپنی فطری تکنت کے زیر اثر وہ جوہری سے مخاطب ہو کر یہ کہنے کی آرزو مند تھی۔ کہ صاحب یقین لکھئے۔ میں اس خوفناک الزام سے بالکل بے قصور ہوں۔ لیکن ذرا غور کرنے پر اسے معلوم ہوا۔ میرا یہ بیان اسی صورت میں قابل تسلیم سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ میں اس کے ساتھ کوئی معقول مذہبی پیش کردہ محدودہ عذر جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ کسی طرح بھی جو حفاظت پیش نہ ہو سکتا تھا۔ ان حالات میں وہ کیا ایک اپنے الفاظ کو روک کر اس دکان سے چلی آئی۔ حالانکہ بالکل بے قصور تھی۔ مگر بہن کی خاطر سے اس نے جوہری کی ملامت خود برداشت کرنی منظور کی۔

اور پھر اتھر روپیہ ادا کر کے دکان سے نکلی۔ اور ہر نام دین ہیروں کا سٹ واپس کرنے کو پہنچا۔ اسے یہ معلوم کر کے سخت حیرت ہوئی۔ کہ اس ڈیوڈینا خود اگر ان ہیروں کی قیمت کے چھ سو پونڈ ادا کر گئی ہے۔ لیکن وہ اس خیال سے ہیروں کا سٹ چھوڑ گیا۔ کہ اتھر کو ان کی واپسی

کی خبر یا تو بروہ راست سڑک گاؤں یا ٹاؤں سے مل جائے گی۔ جس وقت ریفریڈر اپنے مکان وقت  
 سوتھ مولٹن سڑک میں پہنچا۔ تو اس نے دیکھا کہ ٹاؤں کی حالت غیر ہے۔ درحقیقت اس دن  
 کے واقعات نے اس حسینہ کی طبیعت پر کئی طرح کے ناگوار اثرات پیدا کر دیئے تھے۔ اس کی  
 اپنی بے جا حرکتیں اس کی عزیز بہن کا عدالت میں پہنچا جانا یہ خیال کہ اس خبر کو سن کر والد  
 کے خفا ہوئے ہونگے پھر ریفریڈر کی ملامت جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ یہ سب باتیں  
 آیا تھا۔ اور وہ ذاتی پشیمانی جو اسے رہ رہ کر اپنے غم پر محسوس ہو رہی تھی۔ یہ سب باتیں  
 اسے ویسا بنا رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر ریفریڈر کو اس کام پر گنگے انہیں کے لئے وہ روانہ ہوا  
 کتنا ضرورت سے زیادہ دیر لگ گئی ہے۔ اس کے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے  
 لگے۔ کبھی یہ سوچتی کہ وہ شاید بچے ہیٹ کے لئے ترک کر گیا ہے۔ اور اسے مجھ سے نفرت ہو گئی  
 ہے۔ کبھی یہ خیال پیدا ہوتا کہ چوری کیے میرے پاس کرتے وقت شاید اسے گرفتار کر لیا گیا ہے  
 مگر اس قسم کے خیالات کے دیر باز اس کی طبیعت اتنی بے چین ہو گئی کہ جیسے طوفان کی آمد  
 سمندر میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے۔ سخت اضطراب اور ذہنی پریشانی کی حالت میں اس نے بازار  
 سے تھراؤ سنکھیا خریدا۔ گھر واپس آئی۔ تو ریفریڈر اب تک نہیں ٹوٹا تھا۔ کدو میں بیٹھ کر اس  
 نے دیوانگی کے خیالات پر غالب آئی بہت کوشش کی۔ لیکن سر پر غم کی کاجن سوار تھا  
 اس کو خاک جذبہ کو رفع کرنے کے لئے وہ باہر دلیری سے کوشش کرتی رہی۔ بغیر ایک  
 ماہہ کو کھینچتی تھی۔ فرض دوسرے آٹھ کو۔ اسی جدوجہد میں ریفریڈر واپس آگیا۔ اس نے  
 اعلیٰ خطہ سے خبر اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ اور اطمینان بخش کہات کیے۔ کہنے لگا  
 میں تمہیں تہ دل سے صاف کر چکا ہوں۔ اور بہت دیر تک اس سے پیار کرتا رہا۔ خود ٹاؤں  
 اس جوش کی حالت کو جس میں وہ گزر رہی تھی۔ فرو کرنے کی بہت کوشش کرتی رہی۔  
 لیکن اسے صرف اتنی ہی کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ ظاہری حالت ساکن نظر آئی تھی۔ اس طرح  
 دو تین گھنٹے کا عرصہ گزر گیا۔ اور ریفریڈر نے چھاب اس کا مزاج بحال ہو رہا ہے۔ لیکن  
 یکایک اس پر پھر جنون کا سا اثر ظاہر ہو گیا۔ وہ پاس سے اٹھ کر خوابگاہ میں گئی۔ اور قبل  
 اس کے کہ ریفریڈر اس کے ارادہ سے واقف ہو سکا۔ اس نے ٹیکے کا سفوف چھانک لیا  
 خود ریفریڈر اسے غیر معمولی تیزی و رفتار کے ساتھ گھر سے باہر جاتے دیکھ کر گھبراہٹ کی حالت  
 میں اس کے پیچھے پیچھے گیا۔ لیکن اس کے پیچھے پہنچنے سے پہلے وہ زہر کھا چکی تھی۔ ریفریڈر کو دیکھ کر وہ



وہاں دار کے قدموں پر گر پڑی۔ اور پھر جب رہن نے ایک طرف کو پڑا یا کھانڈ پڑا دیکھا۔ تو وہ آؤن واد میں معاملہ کی حقیقت سے باخبر ہو گیا۔

وقت نہایت قیمتی تھا۔ ٹائمر ٹوفا و سہ کی نگہانی میں چھوڑ کر ریفر ڈسکان سے اٹھا۔ اور

ایک کمرہ کی گاڑی میں سوار ہو کر جو اس وقت حسن اتفاق سے پاس سے گزر رہی تھی اس نے لگاڑیاں سے کہا۔ تم مجھے قریب ترین ڈاکٹر کے مکان پر لے جاؤ۔ گاڑیاں کو ڈاکٹر لیسڈ کا نام یاد تھا۔ چنانچہ وہ اسے ایک گرینفیلڈ سٹریٹ میں پہنچا۔ ڈاکٹر ریفر ڈسکان کے ہمراہ سوٹھ مولٹن سٹریٹ والے مکان میں آیا۔ اور جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے۔ ٹائمر کی جان بچ گئی۔

گر لیسڈ کے نصیحت ہونے سے پیشتر رہن نے یہ قدرتی سمجھا۔ کہ کوئی ایسی حفاظتی تدبیر اختیار کی جائے جس سے ٹائمر کے اقدام کو کسی کا اثر استھم ٹی ٹڈیا کی ذات پر نہ پڑے۔ قدرتی طور پر ریفر ڈسکان کو خیال آیا۔ کہ ڈاکٹر چونکہ سوسائٹی کے ہر طبقہ میں جاتا آتا ہے۔ اور اس کے دوستوں کا حلقہ وسیع ہے۔ اس لئے اغلب ہے۔ وہ جلد یا بدیر ہتھ کو دیکھے۔ اور اسے غلطی سے وہ مریض پہنچے۔ جس کا اس نے علاج کیا تھا۔ اور جو حقیقت میں اسکی بہن ٹائمر تھی۔ اسی لئے ریفر ڈسکان نے لیسڈ سے یہ وعدہ لیا۔ کہ جب سوٹھ مولٹن سٹریٹ میں مریض کے معاملہ کے سلسلہ میں آپ کا آنا جانا بند ہو۔ تو آپ اس بات کو بالکل بھول جائیں۔ کہ میں نے کبھی اس عورت کو دیکھا تھا۔ اور آئندہ اگر کبھی وہ آپ کو تنہا یا سوسائٹی میں کہیں ملے۔

تو اسکی مشناسی تلاش کریں۔ ورنہ اس سے گفتگو کی کوشش نہ کریں۔ سوائے اس حالت کے کہ اسکا آپ سے باضابطہ تعلق کرادیا جائے۔ اور اس صورت میں بھی آپ یہ سمجھیں کہ ہماری واقفیت اسی گھڑی سے شروع ہوئی ہے۔ دوسرے دن صبح کے سات بجے ہی ریفر ڈسکان کو لے کر سوٹھ مولٹن سٹریٹ والے مکان سے لاکس فیلڈس میں آگیا۔ جہاں پر اس نے ہیروں کے معاملہ سے پہلے ہی ایک مکان کو یہ پر لے لیا تھا۔ کیونکہ کئی وجوہات بنا پر جن کا ذکر غیر ضروری ہوگا۔ اس نے ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ میں کسی ایک تنگ مکان میں حکومت اختیار کروں۔ اس وقت ٹائمر نے اپنی بہن کو ایک طویل چور دھبی لکھی جس میں اس نے سافٹی چاہی تھی۔ کہ مجھ پانچیر کی خاطر تمہیں پریشانی اٹھانی پڑی۔ اس خط میں یہ بھی مذکور تھا۔ کہ تا اطلاع ثانی میرے نام کے خط اس پر پہنچے ہوں یا کریں۔ ٹی آر میرہ۔ بریٹن سٹریٹ۔

جس روز ریفر ڈا اور ٹامرا لیمنٹ اور کیل سر کے کے نواعت میں آٹھ گئے۔ اسی دن  
 مسٹر گارڈن جوہری گریٹ آرمٹھسٹ میں استھری ڈی ٹینا سے ملے گیا۔ استھر کو جوہری کی  
 آمد کی اطلاع ملی۔ تو وہ بہت مضطرب ہوئی۔ کیونکہ اسے اندیشہ تھا۔ اگر والد مکان پر ہوئے  
 تو یہ معلوم کرنے نشست گاہ میں آجائیں گے۔ کہ یہ شخص کس غرض سے آیا ہے۔ اور اس طرح  
 پر گشت و جمع واقعہ کی یاد پھر تازہ ہوگی۔ ان حالات میں استھر کو نوکر دوں کی زبانی یہ معلوم  
 کر کے بہت اطمینان ہوا۔ کہ مسٹر ڈی ٹینا تو زنی و یہ پہلے مکان سے کہیں چلے گئے ہیں جس  
 وقت جوہری نے استھر کے رو بہ بھروسے بالوں والے شخص کی آمد اور بیرون کی واپسی کا ذکر  
 کیا۔ تو اس نے فوراً معلوم کر لیا کہ وہ ریفر ڈا ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ اس نے اسے کبھی صورت  
 سے نہیں دیکھا تھا۔ تاہم تین سال پیشتر وہ لورپول میں اس کا کچھ حلیہ سن چکی تھی۔ جب مسٹر  
 گارڈن نے میروں کی واپسی کا ذکر کیا۔ تو استھر کے چہرہ پر فوراً خوشی کے آثار پیدا ہو گئے کیونکہ  
 اس نے گمان سے ٹامرا کی اصل پسندی اور میرے متعلق ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے اس  
 کے وہ دن بعد ٹامرا استھر کی پھر ملاقات ہوئی۔ اور اس موقع پر چھوٹی بہن نے بھی اسے کہا میں  
 تمہارے خلاف اپنے دل میں ذرا بھی ناراضگی نہیں رکھتی۔ اور جسے تم اپنی خطا ظاہر کرتی ہو  
 مجھے میں پہلے ہی معاف کر چکی ہوں۔ اس سے اگلی شام کو ان کی تیسری ملاقات ہوئی  
 اور اس موقع پر استھر نے بڑے زور سے ٹامرا کو اس بات کی ترغیب دی۔ کہ تم چل کر  
 والد کے قدموں میں دوڑاؤ تو ہو جاؤ۔ اور معافی کی خود سنگار بنو۔ لیکن ٹامرا نے انتقال  
 کے لہجہ میں جواب دیا۔ اگرچہ اس وقت اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہتے  
 تھے۔ انہیں استھر پر غیر ممکن ہے۔ ریفر ڈا کو مجھ سے اس درجہ محبت ہے۔ کہ میں اسکا  
 ساتھ چھوڑ کر نہیں آسکتی۔ اور اگر آجاؤں۔ تو مجھے اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔  
 حالانکہ یہ ظاہر ہے۔ والد اسی شرط پر معافی دے سکیں گے۔ یہ میری قیمت اس سے  
 وابستہ ہو چکی ہے۔ اور اب موت ہی ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر سکے گی۔ پیاری  
 استھر یہ نہ سمجھنا۔ کہ میں چونکہ ایک ایسے کام کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ جو پھر ہمارے ملاپ  
 کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور جس کی بدولت ہم پھر والد کے پاس اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ اس لئے  
 مجھ سے کچھ کم محبت ہے۔ خدا جانتا ہے کہ میں تم سے کس قدر سچے دل سے محبت کرتی ہوں  
 اسے کاش فانی راحت میرے نصیب میں ہوتی۔ لیکن نہیں استھر پر غیر ممکن ہے۔ اس کے

بعد دونوں سینیں خاردار ہوئی ایک دوسرے سے رخصت ہوئیں۔ مسٹر ڈی مدینا کو ان دونوں پر  
 استغھر کے بہت ویرناک مکان سے باہر رہنے کے واقعہ کا علم ہو گیا۔ اور جب اس نے کہا۔ تم کبھی  
 ٹامس سے ملنے لگی ہو۔ تو وہ اس سے انکار نہ کر سکی۔ اور روزانہ جو کر والہ سے اس رعایت کی خواہش گزار  
 ہوئی کہ ہمیں گاہ گاہ ایک دوسرے سے ملنے کی اجازت تو دی جائے۔ اس وقت وہ اتنی غم زدہ  
 تھی۔ کہ مسٹر ڈی مدینا نے جو دل میں بہنوں کے جذبات محبت کی تشریف کرتا تھا۔ کچھ عجب نہیں  
 پڑا۔ کلمہ بھی نوک زبان پر تھا۔ لیکن وہ اسے ادا نہ کر سکا۔ دل میں وہ استغھر کی طبعی فیاضی اور  
 پاک باطنی کائنات کا تھا۔ اور اسے خوشی تھی کہ میری بیٹی... جیسے اب وہ اپنی اکلوتی بیٹی نما رہ  
 کرتا تھا۔ اپنی فطرت میں ایسی اعلیٰ صفات رکھتی ہے۔ لیکن پھر جب اس نے اپنے کمرہ کی  
 تنہائی میں دونوں بہنوں کی ملاقات کے سوال پر دوبارہ غور کیا۔ اور اسے خیال آیا۔ کہ اگر  
 ملاقاتوں کو فورا ہی نہ روکا گیا۔ تو یہ بڑھ جائیں گی۔ نیز جب اس کے دل کو یقین ہو گیا کہ  
 ٹامس اب ناقابل اصلاح ہے۔ اور نہ صرف اس کی اصلاح کی کوئی امید نہیں۔ بلکہ اندیشہ  
 ہے۔ اسکے اثر سے استغھر بھی بگڑ جائے۔ تو اس نے اس تکلیف دہ غرض کی ادائیگی کیا  
 فیصلہ کر لیا کہ ان ملاقاتوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہونا چاہیے۔ اس نے سوچا کہ نہ دوست  
 معاملہ کی تمہی کو کم کرنے کے لئے دونوں میں خط و کتابت کا سلسلہ قائم رہتے دیا جائے لیکن  
 اس رعایت کو بھی آگے بھل کر جلد ہی وہ کر دینے کا اس نے چہنچہ دل میں سمجھ لیا اور وہ کہنا  
 تھا۔ مسٹر ڈی مدینا نے سوچا کہ ذہنی گفتگو بخیر ہی تبادلہ خیالات سے بد بھاریاں اور خطرناک  
 ہے۔ اس لئے پہلے اسی کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس نے اس دن جو ٹامس کے رینفورٹ کے حجرہ  
 فرار ہونے کی سالگرہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ استغھر کو وہ حلف دیا جبکا ذکر پہلے آچکا ہے اور  
 جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آج کے بعد تم نے سرگزشت اپنی بہن سے نہ غلامہ درحقیقت وہ گفتگو  
 جیسے لارڈ ایلنگھم نے پاس کے کمرہ میں ہونے کی وجہ سے جو ہی طور پر سن لیا۔ اور جس کے  
 ان سنے ہونے کو پڑ کر کے اس نے استغھر ڈی مدینا کی پاکبازی کے خلاف اپنے دل میں  
 عجیب و غریب شبہات کو جگہ دی۔ دونوں بہنوں کی ملاقات کی ممانعت ہی کے  
 مقتضی تھی۔

پھر جب حلف دینے کے بعد استغھر روٹی ہوئی اپنے والد کے کمرہ میں گئی۔ تو اسے  
 یاد آیا کہ مجھے چونکہ تمہارے ممانعت نہیں کی گئی۔ اس لئے بہتر ہو۔ میں اس ذریعہ سے

اپنے دلی غم کو بہن کے روبرو ظاہر کر کے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر دیا۔ یہی وہ خط تھا جسے لکھ کر وہ سوہیلہ کے ڈاک خانہ میں پہنچی۔ اور جسے اولڈ ڈیچ نے دوبارہ نکلا کر پڑھا۔ اور پھر فلک میں ڈال دیا تھا۔ ناظرین اگر اس خط کا مضمون ان نشریات کی روشنی میں دوبارہ پڑھیں تو انہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ خط و عبارت سے مگر سچی کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا۔ حالانکہ بادشاہی النکاح و ان حالات ہیں کہ استحضار کے خلاف بدگمانی کو دل میں جھک دی جائے۔ ایسا معلوم ہونا تھا کہ رفیقہ کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے۔

اب مشرقی دنیا کے خاندان کی نسبت۔ اس سے اسرار کو وضع کر چکے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اس سے ناظرین معلوم کر کے بہت خوش ہوئے ہونگے۔ کہ استحضار نیکی اور پاکبازی کا بہترین نمونہ ہے۔ اس سے عظمت اس پر عورت سے نفرت نہ کیجئے۔ جس میں ایسی نیکیاں موجود ہیں جن کی تقلید ایسا ہیوں کے لئے ہی موجب فخر ہو سکتی ہیں۔ یہ فیض و مہم چند کس شخص سے ذاتی طور پر واقف رہا۔ تاہم وہ اس کی دلی صفات اور اس کے قابل قدر خصائل کو جانگا اور ان کی قدر کرنا ہوگا۔ سب سے زیادہ اس کے دل میں اس محبت کیلئے احساس قریب تھا جو استحضار کو اپنی بہن سے تھی۔ چنانچہ اس پہلی ملاقات کے بعد چاندن میں ان دونوں بہنوں کے درمیان ہوئی۔ یہ فیروز نے اس بات کا اہد کر لیا کہ جہاں تک ممکن ہو ایسا انتظام ہونا چاہیے کہ ٹامر کے کسی فعل کی وجہ سے اس کو مبتلا نہ ہو۔ مصیبت نہ ہونا چاہئے اسی وجہ سے اس وقت کو جب مشرقی اسرار و اسرار سپاہیوں کو ساتھ لے کر اس کی گرفت دے کے لئے ناکس فیڈلش داسے مکان میں پہنچا۔ ٹامر دین نے ٹامر کو نایک کر دی تھی۔ مگر انہیں پکڑا گیا تو جھگڑے سے بچنے کے لئے ہرگز جھگڑا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ڈرنا تھا۔ کہ اگر ایسے ہتھ پر کسی شخص نے جو استحضار سے واقف ہو۔ اسے دیکھ لیا۔ تو وہ اسے استحضار ہی سمجھ گا۔ لیکن اس کی نگرانی کرنے پر ٹامر نے جب سمجھ کی طرف سے اسے آخری ملاقات کے لئے لکھی التجائی خط لکھا۔ اور آخر کار اس نے چوائسٹی پاسے سے ایک دن پہلے شام کو اس سے الوداعی ملاقات کرنا منظور کیا۔ مگر اس میں ہی یہ شرط لگا دی کہ ٹامر سے ملنے آؤ گی۔ تو پھر کو اچھی طرح نقاب میں چھپا کر آنا۔

جب اسٹور نے انجوائت میں رفیقہ کو گرفتاری کی خبر پڑی۔ تو اسے اپنی مصیبت زدہ بہن کے متعلق بہت ہمدردی پیدا ہوئی۔ وہ جانتی تھی کہ اسے رہزن سے بے حد

محبت ہے۔ خود استغھر بھی اب جذبہ محبت کی لذت سے بے خبر نہ تھی۔ کیونکہ شکیل نے بصورت اور فیاض ارل کی ایک تصویر کے لئے اس کے اپنے دل میں کچھ عرصہ سے محبت کا احساس پیدا ہو چکا تھا۔ چنانچہ ٹارنٹ نے رنڈن کے متعلق اپنے عشق کی جو کیفیت مختلف موقعوں پر اس کے دوہرے بیان کی۔ وہ کئی بار استغھر کو اپنے موجودہ جذبہ محبت کے سلسلہ میں یاد آتی۔ کچھ شک نہیں۔ کہ استغھر کو اس نیکدل امیر کے ساتھ حقیقی عشق پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن یہ محبت پاکرہی۔ اس کے اطوار میں دو چیز کی گنجائش اس حد تک موجود تھی۔ کہ وہ اس جذبہ کا اظہار کسی بھی حالت میں نہ ہونے دیتی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے خود اپنے دل میں اب تک اس محبت کا صحیح طور سے اعتراف نہ کیا تھا۔ اور نہ اس سوال پر غور کیا تھا۔ کہ یہ جذبہ کبھی حقیقت کی صورت اختیار کرے گا۔ وہ جانتی تھی۔ کہ ارل کی لیدر ٹی ہیٹ خیال سے محبت ہے۔ اور وہ اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ کئی بار حالت تنہائی میں اس کے منہ سے سرور آہیں نکلا کرتی۔ لیکن ان کے سب سے وہ فوسٹ طور پر خیر وار نہ تھی۔ باوجود اسکے ایک حقیقی جذبہ۔ اسکے دل میں تین تین غمزدہ ہو چکا تھا۔ اگرچہ وہ اسے اپنی معصومیت کی وجہ سے غمزدہ سمجھتی تھی۔ چونکہ اس کی روح پاک تھی۔ اس لئے وہ دونوں جذبات کی نوعیت میں امتیاز نہ کر سکتی تھی۔ مگر اس وقت بھی نہیں۔ سبب اس کی ہونے اسکے دوہرے اس محبت کی تصویر کھینچ کر دکھائی جاوے۔ اپنے مزین عاشق کے ساتھ عتیقہ نام اب وہ سمجھنے لگی تھی۔ نام کو کو یہ غمزدہ سے اس درجہ محبت کیوں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب اس نے ریغورڈ کی گرفتاری کی خبر پڑھی۔ تو اس کے دل میں بہن کی خاطر وہ کا احساس پیدا ہوا۔ مگر ٹیڈینا بھی جلد ہی ریغورڈ کی گرفتاری سے خبردار ہو گیا۔ لیکن استغھر کی موجودگی میں اس نے کبھی اس واقعہ کا ذکر نہ کیا۔ اس سے پہلے اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ بہنوں کی خط و کتابت کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے۔ لیکن موجودہ حالت میں اس نے اس سلسلہ کے قائم رہنے کا فیصلہ ہی بہتر سمجھا۔ باوجود اپنی فطری سنجیدگی کے اس کے دل میں ٹارنٹ کے ساتھ اس مصیبت میں بہت ہمدردی تھی۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ ان مصائب میں اسے اس سائیش سے بھی محروم کیا جائے۔ جو قدرتی طور پر اسے استغھر کے خط و کتابت سے حاصل ہو سکتی تھی۔ اس نے استغھر کو اپنا طلبہ کچھ روپیہ بھی دیا۔ اور سرسری طور پر اتنا کہا۔ کہ تمہیں ضرورت ہو۔ تو اس سے ایک نیا پیرا یا کوئی اور چیز خرید لینا۔ اور چونکہ وہ شیرازہ نے روپیہ لئے ہوئے اپنے والد کا مایہ بڑی گھوٹنی سے دیا۔ کیونکہ اسے خیال

آیا کہ اس کا مطلب یہ ہے، اگر ضرورت ہو تو اس رویہ سے ٹامر کی مدد کرنا۔ لیکن ابھرے جس چٹھی میں مالی امداد پیش کی تھی اس کے جواب میں ٹامرنے لکھا۔ ”اگرچہ میں رنج و غم کے بوجھ میں دبی ہوئی ہوں نہ اس لیے فلسفی کی شکایت نہیں“

کئی بار اس سچے کو یہ خیال آتا کہ شاید بالکل والد مصیبت زدہ ٹامر کے متعلق کوئی کلمہ بددی زبان سے کہیں گے۔ لیکن مسٹر ٹیڈیا ہمیشہ خاموش ہی رہا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ اس سچے خیال رقی۔ والد کا چہرہ زیادہ نکتہ بند اور تشویش ناک نظر آتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت میں جذبات مختلف کی وجہ سے جو رہی ہے۔ مگر وقت گزرتا گیا۔ اور مسٹر ٹیڈیا نے اپنی ٹامر کا نام لیا۔ اور وہ کبھی اس کا ذکر کیا۔ لیکن ایک رات جب اس سچے کو بہت دیر تک نیند نہ آئی۔ اسے اپنے والد کے کمرہ سے جو اسکے اپنے کمرہ سے بالمشابہ دوسری جانب واقع تھا۔ کمرے کی آواز سنائی دی۔ یہ سوچا کہ شاید انہیں بیماری کی کوئی کیفیت ہوگئی ہو وہ دبے پاؤں کمرہ سے نکلی۔ اور دروازہ کے ساتھ کھان لگا کر سنے لگی۔ مسٹر ٹیڈیا نے اسے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر دھرا دھرا پھر دھاتا۔ اور ذہنی اذیت کی حالت میں اسکے منہ سے بآواز بلند یہ کلمات نکل رہے تھے۔ ”اے ٹامر۔ ٹامر میری بیماری بیٹی۔ تو کس لئے مجھے جھوٹ کر چلی گئی! خداوند کیا ایسی مصیبت... ایسی ذلت... ایسی بے مائی میرے خداوند کی قسمت میں لگی تھی! لیکن اگرچہ میں تجھے بے تعلق کر چکا ہوں۔ اگرچہ میں نے تجھ کو ہر کچھ اپنی نذر نظر سمجھنے سے ملنے سے روک دیا ہے تاہم میرا دل اسے ٹامر ازخود تیری طرف کھینچا رہا ہے۔ کاش میں بھی تجھے یہی کی راہ پر لاسکتا۔ کاش میں تجھے دینا ہی خوش خرم دیکھ سکتا۔ جیسے تو ہوا کرتی تھی۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کے لئے اگر تجھے اپنی ساری دولت سے دست بردار ہو کر فلسفی کی کالیف بھی برداشت کرنی پڑیں۔ تو پروا نہیں! اسکے بعد وہ یہ تاک و قعد رہا۔ لیکن مسٹر ٹیڈیا کے بدستور اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر پہلنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ اس سچے کو چپ چاپ دروازہ کے ساتھ لگی کھڑی تھی مگر حرات نہ کر سکتی تھی۔ کہ یہ بات ظاہر ہونے لگی۔ میں نے والد کی باتیں سن لی ہیں۔ وہ اپنے کمرہ کو بھی واپس نہ آسکتی تھی۔ کیا ایک ہودی نے بڑے جوش کے لہجے میں۔ کیونکہ رہنا ہر اپنے خیالات پر غالب آنے کے لئے اسے سخت ذہنی تکلیف برداشت کرنی پڑی تھی۔ چلا کر کہا نہیں ایسا نہ ہو کہ ٹامر میں تیری نسبت اپنا فیصلہ صادر کر چکا۔ میں نے تجھے بے تعلق کر دیا اور اب میں اپنے فیصلہ کو واپس نہیں لے سکتا۔ لیکن اگر وہ شخص جس نے تجھے آوارہ کیا۔ اگر

انصاف نے اس کی تدبیر کا مطالبہ کیا... یہ کہتے ہوئے یہودی کی آواز میں گنت سی پیا  
برگئی تھی... اور تو اسے اس دنیا میں تنہا رہ گئی۔ تو سو وقت تیرا کون ہو گا؟ تیرا  
مصلحتیں اور رفق کسے کا؟ اپنی فاقہ کشی میں تجھے کس کا سہارا حاصل ہو گا؟ یہ ایسی باتیں تیرے  
جہن پر ہیں تو نہیں کر سکتا...

استھر روزہ کے ساتھ لگی ٹھہری بھی سمجھتی تھی کہ والد سخت بچ کی حالت میں ہیں۔ ایک  
بار اس نے روزہ پورا شکم دینے کے لئے ہاتھ اٹھایا، لیکن بعد اس نیاں سے رک گئی۔ کہ  
اگر میں نے انہیں یہ جاننے کا موقعہ دیا کہ میں ان کے پوشیدہ نعمت سے دانشمندی تو ان کی  
خود داری کو محدود پہنچاؤں گا۔ اور وہ خود اپنی تدبیر میں وقت گھسیٹنے لگیں گے۔

اس بات سے اسے ضرور اطمینان حاصل ہوا۔ کہ اگرچہ ظاہر میں والد کی طبیعت اتنی سست  
ہے اور وہ ٹامہ کے ایک کے وقت سے ایک متعلق سرورہ کی کاغذ رکھتے رہے ہیں۔ اگرچہ  
انہوں نے بغیر ڈوکی گرفتاری کے بعد بھی اپنے آپ کو ٹامہ کی مصیبتوں سے لاہر داغ کر کیا  
ہے۔ مگر اس ساری نظامہ داروں کی تہیں ان کے سینہ میں نرم جذبات اور پیرانہ محبت کا اثر  
باقی ہے۔ مگر وہ ان جذبات کا پاس دے کر رہتے ہیں کہ انہیں چہ بڑا ہمارے نہیں ہونے  
دیتے ان حالات میں اس سے پہلے ان کے غم کو مقدس سمجھ کر نہ ان کے اذیتناک خیال کی اور  
اسی طرح مبلے پاؤں اپنے کمرہ میں جا کر رات بھر تلخ آنسو بہاتی رہیں۔ مگر کچھ اس نے سنا اس  
سے اسے معلوم ہو گیا کہ ایک بادلوں میں بھی روشنی کی ایک شعاع باقی ہے۔ یہ کہ وہ  
اس کا اسے اب یقین ہو گیا تھا کہ ٹامہ سے والد کو اس کا بھی محبت ہے۔ اور اس کی یاد ان  
کے سینہ میں ہمیشہ کے لئے روشن رہے گی۔

کچھ شام نہیں۔ کہ اس دل میں تباہ حال اور بے لالہ سعادت سے گری ہوئی ٹامہ کی یاد اب  
بھی موجود تھی۔ جب یہ بات اول مرتبہ استھر کو معلوم ہوئی۔ تو اس کے رخسار کے لئے غم غم بات  
ہوئی۔ یہ سیرج وقت گزرا گیا۔ لیکن اس معاملہ کی نسبت سطرطی دیکھانے اپنی خاموشی بھڑا  
رکھی۔ اگرچہ استھر ہر وقت اس امید میں رہتی تھی کہ میں کسی نہ کسی وقت ان کی نہانی اس  
بارہ میں کچھ ذکر سن سکو گی۔ آخر کار تقدیر کی سماعت ہوئی۔ اور بہزن کو سرائے موت کا حکم  
سنایا گیا۔ اس وقت اگر استھر کو اس حلف کا پاس نہ ہوتا۔ جو والد نے اسے دے رکھا تھا  
تو وہ ضرور اپنی بہن کا بچہ کم کرنے کے لئے اس کے پاس پہنچتی۔ لیکن موجودہ حالات میں

وہ اسے حرف خطوط کے ذریعہ ہی تشفی دے سکتی تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ جذبات جھٹیں دل محسوس کرتا ہے۔ زبان قلم انہیں پورے طور سے اور انہیں کر سکتی۔ ٹائمر ان خطوں کا جواب دیتی رہی۔ مگر استمر کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کہ ان خطوں کی تحریر میں ایک رقم کا سکون پایا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ ڈرتی تھی۔ مبادا یہ ایسا سکون ہو جو انہیں اسے ایسے سے غفلت دکھاتا ہے۔

ابو ایام میں سٹرڈی ڈین نے استمر کو وہ پیکر کی کچھ اور رقم دی۔ اور کہا۔ تم اسے اپنے اخراجات میں لاسکتی ہو۔ اس وقت اس میں دو شیئرز تھے جبکہ اس کے دل میں امید وہاں کی سمت عبد جہد ہو رہی تھی۔ والد سے التجا کے بھیجے کہ اپنا مال اسے چھوڑ دے۔ اس کے مال کی نسبت غلط فہمی نہ ہوئی ہو۔ آپ جانتے ہیں بچہ روپیہ کی ضرورت نہیں۔ اور اسے جس کا میں نام نہیں لے سکتی روپیہ سے زیادہ آپ کی معافی و درکار ہے۔ استمر ڈی ڈین نے بڑی جدوجہد کے ساتھ اپنے سکون کو برقرار رکھا۔ لیکن پھر بھی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہ نکلے۔ اس نے صرف اتنا کہا۔ "استمر میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔۔۔ میں اسے سمجھنے کی جرات نہیں کر سکتا۔" یہ نہ کہ وہ اضطراب کی حالت میں کہہ رہا تھا۔ اس اضطراب استمر کی امید اور بڑھ گئی۔ اس وقت وہ ترک ان غفلتوں پر غور کرتی رہی۔ سو چند دن بیشتر رات کے وقت اپنے والد کی زبانی ان کے کمرہ سے باہر تھے۔ پھر جب اس نے ریغورڈ کی گرفتاری کے دن سے اب تک ان کے غور عمل کو غور کی نظر سے دیکھا۔ تو وہ ان کے خیالات کو اچھی طرح سمجھنے لگی۔ اس نے اپنے والد سے سوچا کہ اگر میری عمر یہ دنوں کے انداز کے ملک اثر سے اس دنیا میں تھا اور بے یار و مددگار رہ گئی۔ تو کیا اس وقت والد اس کی آمد کے لئے اپنے مکان کا دروازہ کھول دیتے اور اسے پلے دیکھ کر اپنے سایہ عاطفت میں بیٹھنے کے لئے آواز دے ہو جائیں گے۔

آجکار وہ خوفناک دن آ پہنچی جب ریغورڈ کو چالشی پکڑ لیا جانا تھا۔ اس سے پہلے آج کے روزنامہ نے استمر کو ایک خط لکھا جس میں مذکور تھا کہ میری انتہائی مصیبت کا نامہ سر پر کیا ہے۔ اور میں اگر اس انتہائی قح و اوبیت سے جو میرے مفقود میں لگی ہو رہی ہو۔ تو اسکی وجہ یہ ایسی سمجھی جاتی ہے کہ شاید میں جلد یا بدیر پھر تمہارے قریب آ سکیں۔ یا اس بچہ کی پرورش کا خیال جسے ریغورڈ نے اپنی اولاد کی طرح پالا ہے جس کی پرورش اس نے کی ہے۔ اس خط میں ٹائمر نے یہ بھی لکھا کہ شہوت وہ شہنہ کی صحت کو



وہ ہلک دقت گزرنے لگا۔ تو میں لندن سے رخصت ہونے کی تیاری شروع کر دوں گی۔ میرا ارادہ ہے۔ امریکہ کو چل جائوں۔ اور اپنے رنج و الم کو اس نئی سرزمین میں دفن کر دوں۔ وہاں میری زندگی کا سہارا یہ سچہ ہوگا۔ یا یہ امید کہ شاید والد بھی میری خطائیں معاف کر دیں۔ بہانہ بہانہ مجھے دوشنبہ کو تمہارے محلہ کا انتظار ہے۔ او میں امید کرتی ہوں۔ تم اس خط میں اسی دلیلی حجت کا اقرار کر کے مجھ پر غضب کے اطمینان کی کوشش کرو گی۔ اگرچہ میں سمجھتی ہوں اطمینان اور سکون مجھ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکے ہیں۔ پیاری استغفر اپنا خط ایسے طریق پر بھیجا۔ کہ دوشنبہ کو دس بجے کے قریب مجھے مل جائے۔ ایک باغیچہ بہن کی دعا میں ہمیشہ تمہارے شامل حال رہیں گی۔

دوشنبہ کی صبح کو سامنے لوبچے کے قریب استغفر نے ایک چھٹی قاعدہ کے اٹھ مار کے مکان پر چوبیس حصہ شہر میں سکونت رکھتی تھی بھیجی۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ اس چھٹی میں اس قابل فرو دلی حجت کا بار بار اظہار کیا گیا تھا۔ جو استغفر کو اپنی بہن سے ملتی۔ ہر قسم کے تسکین بخش کلمات اس چھٹی میں شامل کئے گئے۔ وہ چھٹی قاعدہ کے ساتھ بھیجی۔ استغفر ڈیڑھ گھنٹہ بعد رخصت ہوئے۔ کہ فوراً ہی مکان کو واپس نہ آئی۔ خیال کہ وہ شخص جس سے میری بہن کو انتہا درجہ محبت ہے۔ آج بذاتی کی موت مر چکا ہے۔ اور مار اپنی ہمیدیت کے بوجھ سے دبی ہوئی ہے۔ اتنا غالب تھا کہ استغفر کے خلاف کامیاب جدوجہد کر سکی۔ بغیر کسی اسعایا مقصد کے وہ دیر تک بارہا دونوں میں پھرتی رہی۔ اور اس حالت میں تھی کہ کسی نے اسکا نام لے کر بلایا اس نے اس آواز کو پہچان لیا۔ اور سنبھل گئی کیونکہ آواز اطمینان کی تھی۔ جس کے کچھ عرصہ سے گھر سے دور رہنے کی خبر سے اس شخص چھٹی سے ملی تھی۔ جو اس نے قید خانہ سے اس کے والد کے نام لکھی تھی۔

اس کے بعد جو واقعات ظہور میں آئے ناظرین ان سے خبردار ہیں یعنی کس طرح اس نے تیرنی سے ساتھ ساتھ ریڈ لائن سسٹم والے مکان میں پہنچا۔۔۔ اس مکان میں جہاں اس کی اپنی بہن مار سے ملاقات ہو میرا بھی تھی۔ جو صرف چند ہی منٹ پیشتر جیک سنٹر کی میسٹ میں رہاں پہنچ چکی تھی۔

## معافی کی درخواست

باب ۵

جبکہ وہ واقعات جن کا ذکر گذشتہ سے چوست باب میں کیا گیا ہے۔ ریڈ لائن سرٹیفکٹ والے مکان میں ظاہر پذیر ہو رہے تھے مگر ڈی۔ ٹینا، اپنے مکان کے بارے میں کہہ کر، میں حالت مضطرب ہیں اور صبر و صبر تل تھا۔

و حقیقت استحقاق نے اسے خیانت اور سازشوں کو معلوم کرنے میں مطلق نیکی بخشی۔ سو وہ کچھ عرصہ صحت مند رہا۔ اس میں اس کا دل پر جھٹکا کہ وہ اچھا ہے کہ چھیڑتا ہے ایک بار پھر اور ایک انسان کے لیے یہ زیادہ نصیب نہیں کہ اس کی اپنی اس میٹھی کو اس پر آسمان اعداء، غیر معمولی شدت کے ساتھ نازل ہوئے ہیں۔ اس کی گندہ شہرت کا تیسرا معاف کر دوں؟

اسوقت سے اسی مرحوم بیوی کا خیال آیا اسدودہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ ”اے اللہ وہ  
نذرہ بھوتہ تو میرے سامنے دوزانو ہو کر خطہ وار ظام کی عسائی ولا نے کے لئے ضرور التجا کرتی  
کیا اس وقت اس کی حق آسمان سے میری طرف التجا کی نظر سے نہیں دیکھتی؟ نہ صرف یہ  
بلکہ مجھے وہ اس وقت سے سامنے دوزانو بیٹھی نظر آتی ہے۔ کیا یہ محض یہ احتمیل ہے؟  
یقیناً ایسا ہی ہے۔ لیکن بالکل حقیقت کی طرح نظر آتا ہے۔“

مسٹر ڈی بیٹیا کو اس وقت اتنا اضطراب ہوا کہ ایک لمحہ کے لئے اس نے اپنی موت ہی جیسی  
جیسی جی میں اور جو صورت جیسی وہ عالم شباب میں ہوا کرتی تھی، اپنے سامنے دودھ  
پیشی رحم کی خورنگ راز کرتی۔ لیکن یہ ایک بے بسی خیال تھا۔ اور جس وقت اس کا تصور غیروں  
سے مل گیا۔ وہ پھر شش و پنج اور شبہ کی حالت میں کمرہ کے اندر باہر اصرار  
ٹھہرنے لگا۔

وہ جانتا تھا کہ نامہ کو واپس نہ لے۔ لیکن دوسری طرف اس بات سے ڈرتا تھا کہ کہیں اس سے بیرونی شہرت پر حریف نہ آئے۔ جو مجھے اپنے استقلال اور قوت فیصلہ کی بدولت حاصل ہے۔ یہ ایک عجیبہ لیکن یقینی بات ہے کہ اس وقت بھی یہی کہیں خیالات جاری نہ ہوں ہیں پاک تر معاہدہ کے حصول کے لئے بے چینی پیدا کرتے ہیں۔ دنیاوی فائدہ فیصلہ کی کامنوس مناک جذبہ فعل انداز ہرگز ہمارے ان خیالات کو اگر بالکل ہی غفلت نہ کرے تو کہ ہمیں کھلبست میں آگاہ رہنا پڑے اور پریشانی پیدا کر کے اس کی فوجی میں مدد کا دست ہنرور

پیدا کر دینا ہے۔

مسٹر وی ڈینا اس شمش بپینچ اور اضطراب کی حالت میں کمرہ میں ٹہل رہا تھا۔ کمرے سے دروازہ پر کسی کو دوسرے دھک دینے کی آواز سنائی دی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک نوکر نے حاضر ہو کر اطلاع دی کہ ارل آف ایگلینگیم نشست گاہ میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

یہودی چند منٹ اپنی طبیعت کو سکون پذیر کرنے اور پہرہ سے اضطراب کے نشان ٹھنکے کے لئے گر گیا۔ اس کے بعد زمین سے اتر کر نشست گاہ کی طرف آیا مگر گے اندر داخل ہوتے ہی اس نے آٹھ کے چارہ سے اندازہ کیا کہ ارل کی آمد محض ایک سرسری ملاقات کے لئے نہیں بلکہ وہ کسی خاص معاملہ کے لئے آیا ہے۔

مسٹر وی ڈینا اس سے کہا حضرت آپ ہفتوں دنیا کی نظر سے غائب رہے۔ اور میں اس امر کا تعارف کرنا ہوں کہ جب مجھے وہ خط ملا جو آپ کے اذیاد غنایت ایک ماہ پیشتر میرے نام پہنچا تھا تو مجھے تشویش پیدا ہو گئی تھی کہ آپ شاید کسی ناگوار کام کے لئے اس طرح یکایک انگلستان سے باہر چلے گئے ہیں؟

ارل نے جواب دیا۔ بات یہ ہے کہ اس ضمن کا نہ جیسا میں نے آپ کو لکھا۔ اس صورت میں ہرگز نہ لکھا جاتا۔ اگر میں پابندیوں سے آزاد ہوتا۔

اس کے بعد امید موصوف نے مختصر لفظوں میں چند بد معاشوں کے ہاتھوں اپنی گرفتاری چار ہفتے کی تکلیف وہ حراست اور انجام کار اپنے فرار کی کیفیت بیان کی۔ ساری داستان مختصر مسٹر وی ڈینا نے اس بدسلوکی پر ناراضگی اور تعجب کا اظہار کیا۔ اور پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہوا یہ شرارت کس نیت سے کی گئی تھی؟

ارل نے جواب دیا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میرے دشمن کون تھے۔ اور انہوں نے یہ قابل نفرت کارروائی کس لئے کی۔ لیکن سر درست ہمیں اس گفتگو کو نظر انداز کر دینا چاہیے کیونکہ میں اس وقت ایک اور نہایت ضروری معاملہ کا ذکر کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔

مسٹر وی ڈینا نے ارل کو ایک کرسی پر جو آتش دان کے قریب چڑھی ہوئی تھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود بھی تھوڑے سے فاصلہ پر بیٹھ گیا۔

ارل نے کوئی شروع کیا۔ مسٹر وی ڈینا میں آپ کے سامنے ایک ایسے شخص کا نام لیا

چاہتا ہوں جس سے یقیناً آپ کے دل میں رنجہ خیالات پیدا ہونگے۔ لیکن آپ سمجھ سکتے ہیں  
کوئی خاص ہی نہ سما میث نظر ہے۔ کہ میں ایک ایسی تحیفات دہ گنگو شریع کرنے لگا ہوں۔ میرا  
اشارہ اس ریفرورڈ کی طرف ہے۔

یہودی چنکا اور اسکے چہرہ پر اندر دگی کے آثار نمودار ہو گئے۔  
آمر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہتے گنگو مشروٹی دنیا میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس شخص ٹامس  
ریفرورڈ نے آپ کو بدیت صبر پہنچایا ہے۔ اور میں ہرگز اس کے طرز عمل کی صفائی نہیں  
کرنا چاہتا۔۔۔

مشروٹی ٹیٹا نے کہا مائی نارڈ آپ کی اس بد نصیب شخصیت کیونکہ واقفیت ہوئی جواب  
اس در نانی میں موجود نہیں۔ انسانیت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اب اسکے متعلق کسی قسم کا  
کیفیت دل میں نہ رکھا جائے۔۔۔

اول سے اگلے جھجک کر قلع کلام کرتے ہوئے بخیدگی کے لہجہ میں دبی زبان سے کہا  
”مشروٹی ٹیٹا یہ شخص ٹامس ریفرورڈ مرا نہیں زندہ ہے۔“  
”زندہ ہے“ مشروٹی ٹیٹا نے بڑے براضطرب اور تعجب کی حالت میں کہا۔

آدھری صبری سے کہنے لگا۔ ”ہاں۔ مگر سیکھے بڑی آہستگی سے گفتگو کیے۔ کیونکہ دیوار  
کے باہر کان ہوتے ہیں۔ خدا کے لئے اپنی طبیعت کی سنبھال لے۔ اور جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں  
وہ چوکیہ نہایت اہم ہے۔ اس لئے میری گفتگو کو قہر سے سنتے جائیے۔“

یہودی نے اپنی طبیعت کو سکون پذیر کر کے کہا۔ ”مائی نارڈ کیسے۔ میں سن رہا ہوں۔“  
”پہلی بات یہ ہے کہ یہ شخص ریفرورڈ ایسا زندہ ہے۔“

”خدا کا شکر ہے ایک گنگو گندہ۔ لوگ بار بار اس کے چالانی پاسے کی کیفیت چھاپتے  
ہے۔ خیالات فروخت کرتے چھپتے۔“ مشروٹی ٹیٹا نے غیر یقینی لہجہ میں کہا۔

اول کہنے لگا۔ ”دروں باتیں بھی ہیں۔ اسے چالانی پر تنکا لگایا۔ اور اسے وہ زندہ ہو  
اسیے کو کچھ اخبار دلوں نے چھپا۔ میں اس کی تردید کرنا نہیں چاہتا۔ مختصر طور پر یوں سمجھ لیجئے  
کہ اسے کیونکہ برقی کی عجیب و غریب طاقت سے پھر زندہ کر دیا گیا ہے۔“

”کیا یہ ممکن ہے؟“ مشروٹی ٹیٹا نے سخت حیرت زدہ ہو کر کہا۔ ”کیا میری قوت سامعہ دھوکہ  
تو نہیں دیتی؟“

ارل کہنے لگا: ”میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ اپنے سکون کو برقرار رکھئے۔ کیونکہ ایک ایسی ہی اور عجیب و غریب خبر بچے آپ سے عرض کر رہی ہے۔ جو یہ ہے کہ اس ریفرورڈ کا بچہ جسے بہت قریبی رشتہ ہے۔“

”آپ سے!... مائی لارڈ آپ سے! مشروطی ٹیبل نے اور زیادہ حیرت زدہ ہو کر کہا۔  
”ہاں۔ کیونکہ ہم دونوں کا والد ایک تھا۔ اگرچہ ہمیں مختلف بچتیں دی گئیں۔ وہ میرا سوتیللا بھائی ہے۔ اور اس کی تصدیق کے کاغذات میرے پاس موجود ہیں۔ اس بات کا ثبوت دینے کے لئے جو مجھے آپ کی ذات پر ہے۔ میں یہ امر بھی آپ پر منکشف کئے دیتا ہوں۔ کہ وہ میرا جائز طور پر پیدائش ہوا ہوا بیٹا ہے۔ اور یہ ہے۔ اور یہ ہے۔ چھ تو ارل آف، ایکنگھم کا خطاب اسی کی ملک ہے۔“

مشروطی ٹیبل نے منٹ ایک حیرت زدہ ہو کر نوجوان امیر کے چہرہ کی طرف تکتا رہا۔ اسے اس قدر تعجب ہوا کہ معلوم ہوتا تھا اس اطلاع کو سن کر وہ رشتہ باندھ سکیا ہے۔ ارل نے مختصر لفظوں میں، ریفرورڈ کی ولادت کی کیفیت بیان کی۔ اور اس کے بعد لیدی کو سپرٹ فیڈ کا ذکر کیا بغیر بیان کیا کہ محض اتفاقاً طور پر ہم دونوں کی خانات ہوئی اور اتفاقاً امر کے زیر اثر ہی مجھے ان عجیب و غریب حالات کا علم ہوا اس کے ساتھ ہی آرٹھر نے ریفرورڈ کی اس غیبتی کا ذکر کیا ہے۔ جو اس نے ان کاغذات سے غائبہ اٹھائے تھے۔ انکار کے کے ظاہر کی غیبتی جن کی بدولت وہ خاندان ایکنگھم کی وسیع اور جلی پر قابض ہو اور ارل کے لقب سے لقب ہو سکتا تھا۔ اور کہا۔ اس نے وہ کاغذات میرے حوالہ کر دیئے۔

ٹیبل نے  
مشروطی ٹیبل نے ان واقعات کو سن کر اس قدر متعجب ہوا کہ اب اس کی زبان سے نہ کوئی سوال اور نہ اعتراضی کلمہ نکلتا تھا۔ اس کے بعد ارل نے وہ ساری تجویز جو اس نے ڈاکٹر میڈسن کے ساتھ مل کر اس ریفرورڈ کو دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق سوچی تھی بیان کی۔ اور اس میں اس کا سیاسی حاصل کرنے کا بھی ذکر کیا۔ ختم سخن پر وہ کہنے لگا۔ ”اب یہ اگلی بہت دیر سونے کے بعد بیدار ہو چکا ہے۔ اور اگرچہ اسے تقابلاً بہت سی کمزوری کا خطرہ باقی نہیں رہا۔ لیکن میں اس اظہار خوف کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ جو اس نے ابھی سے اول مرتبہ آنکھیں کھولنے کے بعد واقعات صبح کو یاد کر کے کیا۔ وہ دیر تک متعجب رہا۔ کہ میں کہاں

ہوں۔ اور میرا کیا انجام ہوا ہے۔ مسٹر ڈی دنیا یہ ایک نظارہ تھا۔ جس کی یاد دیکھنے والوں کے حافظہ سے اس وقت بھی نہیں مٹ سکتی۔ کہ وہ انگلی اُن کے باقی سارے قوار کو مطلق کر کے مگر غیر وہ قسمت گذر گیا۔ اور اب میرا بھائی زندہ ہے۔ اور وہ اپنی از سر نو پائی ہوئی ہستی سے باخبر ہے۔“

آخر کار اس فنونِ خاموشی کو توڑ کر جس کا اظہار اب تک مسٹر ڈی دنیا کی طرف سے ہوا تھا اس نے کہا۔ ”میرے پیارے ارل میں نے اپنی زندگی میں بہت سی عجیب و غریب شایں سنی ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ حقیقت بارہا افسانہ سے عجیب تر معلوم ہوتی ہے۔ اور دنیا میں ایسے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں جن کا خیال بھی کسی فسانہ نویس کو پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایسی عجیب و غریب داستان جو آج آپ نے میرے روبرو بیان کی۔ اور میں نے سنی کبھی کسی انسان نے کا فون تک نہ پہنچی ہوگی۔ اگر یہ واقعات کبھی دنیا کو معلوم ہوتے اور کسی افسانہ نگار نے اُن کی بنا پر کوئی داستان لکھی۔ تو پڑھنے والے جو ان واقعات سے لاعلم ہیں۔ ضرور اُنہیں گے۔ یہ سراسر غیر ممکن ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی شخص فسانہ لندن کے عنوان سے کتاب لکھے۔ تو وہ کیسے کیسے عجیب واقعات دنیا کے روبرو پیش کر سکتا ہے۔ لیکن محاف کیجئے۔ میں نے آپ کا قیمتی وقت اس فضول بحث میں ضائع کیا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے ابھی بہت سے واقعات بیان کرنے ہیں۔“

ارل کہنے لگا۔ ”آپ کا خیال درست ہے۔ لیکن میں چونکہ حتی الامکان اختصار سے کام لینا چاہتا ہوں اس لئے میں فوراً ہی آپ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے سویت بھائی کے فوراً زندگی کے اس افسانہ کے حصہ سے بھی باخبر ہوں جس کا تعلق آپ کی ذمہ داری سے ہے۔“

یہودی نے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ”مائی لارڈ فرمائیے میں سن رہا ہوں۔“

ارل نے کہا۔ ”آج صبح تک مجھے اس بات کا مطلق علم نہ تھا۔ کہ آپ کی وہ بیٹیاں ہیں۔ جس وقت ڈاکٹر نے ریغیزڈ کی نسبت یہ بیان کیا۔ کہ اب کوئی خطرہ باقی نہیں۔ تو میں نے فوراً ایک وفادار قاصد کو یہ خوشخبری دیکر اس کی طرف بھیجا۔ جس سے اسے بے حد محبت ہے اور جو خود بھی اس پر جان مار کر قتی ہے۔ اس قاصد کے چلنے پر مجھے بھی ذرا دیر کے لئے اس

مکان سے باہر آنا پڑا۔ جس میں اب ٹامس ریفرڈ موجود ہے۔ اور اتفاق سے میری ملاقات  
 مس اتھر کے ساتھ بازار میں ہو گئی۔ میں ان متفرع واقعات کا ذکر پہر کسی وقت کروں گا جن  
 کے زیراثر میں آپ کی دختر صغیر کو جس کے متعلق اب میں سمجھتا ہوں کہ وہ نیکی اور پاکیزگی کا  
 فرشتہ ہے۔ وہ عورت سمجھتا رہا جس کا میرے بھائی سے تعلق ہے۔ اس خیال سے کہ ریفرڈ  
 کی سزا کی اطلاع پا کر وہ سخت پریشانی اور رنج کی حالت میں ہوگی۔ مگر اس بارام سے بیکار  
 کرنے کے خیال سے اور اس نیت سے بھی کہ ریفرڈ جب اول مرتبہ آنکھیں کھولے۔ تو اس کی  
 نگاہ اس پر پڑے۔ جو اُسے دنیا میں سب عزیز ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ کم و بیش زبردستی اس  
 مکان پہلے گیا۔ جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ مجھے یاد نہیں۔ میں نے راستہ میں استھر سے  
 کیسے عجیب و غریب اور بے چارے کے ساتھ ملے۔ وہ انہیں سنکر متعجب ہوتی  
 اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکی۔ اتفاق دیکھئے کہ جس قاصد کو میں نے آپ کی بڑی بیٹی کی طرف  
 بھیجا۔ وہ اس اثنا میں اسے لیکر مکان پر پہنچ چکا تھا۔ اور اس طرح مجھ سے خبر ہی میں  
 دو دو پہنوں کو اپنے بھائی کے پاس لائیکا فعل سرزد ہو گیا۔

مشر ڈی مڈنا غصہ و تعجب کی حالت میں چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے  
 لگا۔ کیا استھر اور ٹامس ایک دوسرے میں... پھر جلد ہی اپنے لہجہ کو التناک کر کے اس  
 نے کہا۔ "افسوس سے اتھر تیرا حلف ٹوٹ گیا"

ارل زور دار لہجہ میں کہنے لگا۔ "مشر ڈی مڈنا حلف شکنی خود اس کی طرف سے نہیں ہوئی۔ یہ  
 تو ایسا معاملہ ہے۔ گویا آپ نے میرے مکان پر نہ جانیکا عہد کر رکھا ہو۔ اور کوئی زبردستی  
 آپ کو وہاں لے جائے۔ ظاہر ہے۔ اسے آپ کی عہد شکنی نہ سمجھا جائے گا۔ مس ڈی مڈنا  
 ہرگز اسکا علم نہ تھا۔ کہ میں اسے کہہ رہا تھا ہوں۔ یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ مکان میں  
 اس کی کس سے ملاقات ہوگی۔ اسے ہرگز وہاں اپنی بہن کے موجود ہونیکا علم نہ تھا۔ غلطی اگر  
 سرزد ہوئی۔ تو مجھ سے۔ لیکن اس نے جلدی ہی نزوت کے لہجہ میں کہا۔ "مشر ڈی مڈنا آپ جانتے  
 ہیں ہرگز ایسا شخص نہیں ہوں۔ کہ کوئی بڑا فعل عمداً تو سے سرزد ہو۔ آپ کو معلوم ہے۔ کوئی  
 شخص راستی سے کام لیکر کوئی ذلیل فعل مجھ سے منسوب نہیں کر سکتا۔ جس کی بنا پر مجھے  
 شہ مسار ہونا پڑے۔ اطمینان رکھئے میں اپنی شہرت نیک نامی یا راست شناسی پر اظہار مخیر  
 کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ آپ کا بخود ہر طرح عزت دار اور راست شناسی میں۔ یہ اطمینان کرنا

چاہتا ہوں کہ اگر مجھ سے کوئی فعل ایسا سرزد ہوا جس سے آپ کو نا اہلگی پیدا ہو سکتی ہے تو میں نے عدل ایسا نہیں کیا۔ اگرچہ جو کچھ مجھ سے بے خبری میں ہوا۔ اسکے سے بھی کچھ کم معافی کا خواستگار نہیں ہوں۔

یہودی نے اہل کائنات کو اپنے ماتھے میں لیکر پیرانا عبت سے دیا۔ اور کہنے لگا تم میرے ٹیک دل دوست۔ کون ہے جو آپ سے بری نیت منسوب کرے۔ میرا عقیدہ قویہ ہے کہ اگر میری طبقہ کے سبھی لوگ آپ کے برابر شریف باطن ہوں۔ اور ان کے جذبات اور احساسات آپ کی طرح بلند ہوں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ملک کے لئے باعث فخر و عزت ہو سکتی تھی پھر اس نے ذرا آہستگی کے اچھ میں کہا کہ بے شک مجھ سے اپنی ٹیک نہاد اسٹھر اور غور اپنے متعلق بے انصافی کا اظہار ہوا لیکن خداوند تعالیٰ جانتا ہے۔ ایک نامزدیہ درستی کی حرکت تو خاندان کو بدنام ہوتے دیکھنا کتنا تخلیف دہ اور باعث شرم ہوتا ہے۔ جس میں میری گمراہی بد نصیب ٹامرا یہ الفاظ کہتے ہوئے یہودی کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہنے لگے۔

اہل نے نورالہج میں کہنا شروع کیا۔ میرے دوست اس دنیا کے بہترین انسان ہیں اس تار مطلق کی نظر میں جو راجم اور جیم ہے۔ ناخیر گتہ گار اور خطا دار ہیں۔ چند منٹ پہلے میں آپ سے اپنی راست شجاری کا ذکر کر رہا تھا۔ مگر اب جو میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تو کہنا پڑتا ہے کہ مجھ سے زیادہ خطا دار کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ اس وقت میں نے یہ کلمات کہے لہجہ میں کہتے تھے۔ جسے ہم فانی انسان عام طور پر اپنی عزت اور نیک نامی کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ باوجود اس کے میں تسلیم کرتا ہوں کہ خدا کی نظروں میں میں اور وہ سے کم گتہ گار نہیں۔ اور میں ہر وقت اسکے باب رحم سے شفاعت کا طلب گار ہوں۔ مگر ڈی مٹینا آپ کے بھی میں اس امید شفاعت کی قسم دیکر جو ہر ایک انسان اس اخلاق عام سے اپنے گناہوں کے متعلق رکھتا ہے۔ اتعا اور منت سے درخواست کرتا ہوں کہ بخشش اور رحم سے کام لیکر ٹامرا کی خطائیں سے اور گداز فرمائیے۔

یہ پُر زور اپیل کرتے ہوئے اس وقت اس فوج ان فیاض امیر کے چہرہ پر ہوش قطر کے زیر اثر فرشتوں جیسا نور پیدا ہو گیا۔ اس لئے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ حقیقت اور راستی پر مبنی تھا۔

مگر ڈی مٹینا کچھ۔ اب اس کی طرف توجہ اور تعریف کی نظر سے دیکھا گیا۔



اے! اپنی گفتگو کو ختم کر چکا۔ تو یہود و مسیحیوں میں اس طرح پھیلنے لگا۔ "فدا اس کی طبیعت میں  
سنت انتشار پیدا ہو گیا ہے۔"

آؤ قریبی اپنی نشست سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ "مشرڈی ڈینا یہ نہ سمجھے  
میں ان قابل نفرت۔ پاکہ شخصوں میں سے ہوں۔ جو کسی برائی نیت سے مقدس ناموں کا  
نامادیتے اور ذاتی اغراض کے لئے پاک تین دلائل پیش کیا کرتے ہیں۔ نہیں میں ایسا  
خود غرض نہیں ہوں اور یہاں کا یہی ہے۔ یادر ہے۔ قابل ہندو۔ اس  
شخص کی نہیں ہوتی۔ جو سبکے بلند آواز کے ساتھ اسے دینگ ادا کرتا ہے۔ اس وقت  
میں ایک بچے میسانی کی حیثیت میں آپ کے جو یہودی ہیں۔ اس پاک تعلیم کی بنا پر جو ہمیں سکھاتی  
ہے۔ کہ خدا نے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمیشہ رحم اور عفو کا سلوک کیا۔ اس رحمت کا حوالہ  
سے کہ جو قادر مطلق نے بنی اسرائیل پر نازل کی۔ درخواست کرتا ہوں۔ کہ رحم کے اسی  
پاک جہر سے کام لیکر آپ بھی اپنی بیٹی کی گذشتہ خلائیں مداف کر دیں۔ اور اسے  
پھر اپنے سایہ عاطفت میں لیں۔"

اب بھی مشرڈینا نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور پستور کرہ میں ہٹتا رہا۔

لارڈ ایلٹھم نے پھر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "اگر اس وقت آپ کی نیک نہاد  
بیٹی اسحق یہاں موجود ہوتی۔ تو یقیناً یہ میری التجا میں جتنی بے سود ثابت ہوئی میں اسکی  
درخواست اتنی بے اثر نہ ہوتی۔ اس کیفیت سے جو تاب نامہ نے مشرڈی ورتیل مجھ سے  
بیان کی۔ جہاں ایک طرف مجھے یہ محام ہوا۔ کہ آپ کی چھوٹی بیٹی کا سلوک بڑی بہن سے کتنا  
قابل تعریف رہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ عورت کا دل اتنا عمیق ہے۔ کہ ہر دہرگز اسکی  
تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ صنف نازک کے متعلق میرے خیالات ہمیشہ بلند رہے ہیں لیکن  
آج مجھ پر ثابت ہو گیا۔ کہ عورت میں کس حد تک خوشنوی کی صفات اور حقیقی آسمانی نیکیاں  
موجود ہیں۔ مشرڈی ڈینا اگر اسحق جیسی میری کوئی بہن ہوتی۔ تو خدا جانتا ہے۔ میں حتی الامکان  
کبھی اسکی آنکھوں کو پریم اور اس کے دل کو اسرورہ نہ ہونے دیتا۔ میں اس بات کا اقرار کرتا  
ہوں۔ کہ آپ کی چھوٹی بیٹی فرشتہ خلعت اور صفات حسنہ کا بہترین نمونہ ہے۔ اسحق ڈی ڈینا  
ایک ایسی پاکباز لڑکی ہے جس پر آپ کی ساری قوم کو فخر ہونا چاہیے۔"

یہودی جو کمرہ میں بے چینی کی حالت میں ٹہل رہا تھا۔ کھٹک گیا۔ اور ارل کا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لیکر کہنے لگا۔ تائی دادو اگر ستر کا نام یہودیوں کے لئے باعث شرف ہے تو آرتھرف ایکنگہم کا نام عیسائیوں کے لئے بھی کچھ کم قابل رشک نہیں۔ لیکن اگر یہی ہوتا ہے کہ میں ٹامر کو پھر ایک بار اپنی بیٹی کا درجہ دوں۔ تو میں کس طرح...

ایہ برصغور نے قطع کلام کر کے کہا۔ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میرے بھائی کے متعلق آپ کا سلوک کیا ہونا چاہیئے؟

یہودی نے اس قسم کا اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ سلسلہ کلام کو جاری رکھیں اور قہر کرنے لگے۔ میں اس طرف کرتا ہوں۔ یکہ ہی مثل تھوڑی دیر پہلے خود بچے محسوس ہوئی تھی۔ میرے بھائی کو آپ کی بیٹی سے بے حد محبت ہے۔ اور خود ٹامر بھی اس پر وارفتہ ہو چکی ہے۔ رو دونوں کو ہوا اگر نا انتہائی ظلم میں داخل ہو گا۔ اور یہ میرے نزدیک نامناسب ہے۔ کہ آپ اپنی بیٹی کو معاف کر دیں۔ اور وہ آپ کی باخبری میں ریفر ڈ کی دہشت ہو کر رہے۔ رنگر کیا کوئی ذریعہ ایسا نہیں جس سے اس مشکل کو حل کیا جاسکے؟ میں نے اس مکان سے چلتے وقت ایک تجویز سوچی تھی۔ جو یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر فیلساز اجازت دیں۔ تو میں بھائی کو ساتھ لے کر فرانس چلا جاؤں گا۔ اور وہاں سے جلد رجسٹر ہو گا۔ وہ مہاراجہ کو رخصت ہو جائیگا اس گفتگو سے جو اس مکان پر ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ گرفتاری سے پہلے اس نے اس کے ساتھ نئی دنیا کو جانے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اور اس بارہ میں ان کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ خیر جیوقت وہ انگلستان سے چلا جائیگا۔ تو میں وزارت کے روبرو معاملہ کے سارے عجیب و غریب حالات پیش کر کے اس کے لئے معافی حاصل کر لوں گا۔ موجودہ حالات میں ہم لوگ کل رات کو ڈوور کے راستہ فرانس کو رخصت ہو جائینگے۔ مناسب یہ ہے۔ کہ آپ اپنی بیٹیوں سمیت پیرس پہنچ جائیں۔ اور وہاں سفیر برطانیہ کے گرجا میں ٹامر اور ٹامس ریفر ڈ کی شادی کر دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ شادی چونکہ پروٹسٹنٹ طریق پر ہوگی۔ اس لئے آپ کی نظروں میں ناکافی ہے۔ لیکن میرے خیال میں دو برائیوں میں کمتر یہی ہے۔ کیونکہ ٹامر اور ریفر ڈ میں اس درجہ محبت ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے کسی حال میں جدا ہونا منظور نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ اگر ریفر ڈ سے جہانی کا سوال ایک طرف ہو۔ اور آپ کی معافی کا دوسری طرف۔ تو ٹامر جدا نہ ہونے کو آپ کی معافی پر ترجیح دے گی۔ اس طرح پر وہ ایک ایسی حالت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونگے۔ جسے سوسائٹی قابل نفرت سمجھتی ہے۔ اور اس کا رشتہ باہمی کلیسہ کی

کی دماغے کو دم رہ جائیگا۔ پہلے میں سوال کرتا ہوں۔ اگر دودل ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور دونوں ایک دوسرے پر جان نثار کرتے ہوں۔ تو کیا مراسم شادی کا اور ہونا کوئی خاص رسمیت رکھتا ہے؟ بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی بیٹی کی خطا معاف کر کے اسے پھر اپنے سایہ عاطفت میں لیں۔ اور ان خود دماغے اس شخص کے حوالہ کریں۔ جو اس پر سو جان سے نصاب ہے۔ اور جس کا سلوک آج تک اس کے ساتھ شادی شدہ شوہر ہی کی طرح رہا ہے۔ رسم شادی اگرچہ پر وٹسٹن طریق پر اور ہوگی تمام اسکے بعد لوگ آپ کے اس دوسری بیٹی کے متعلق دریافت کریں۔ آپ اپنے ہاتھ بلاتال کہہ تو سکتے ہیں کہ وہ شادی شدہ ہے۔

مسٹر ڈی ڈینا اپنے آئینہ چھپانے کے لئے کھڑکی کی طرف ہو گیا۔ گو وہ انہیں چھپانہ کا کارہ پھر جبکہ وہ مقدس قطرات اس کے رخساروں پر بہ رہے تھے۔ اس نے کانپتی ہوئی آواز اور شکستہ لہجے میں کہا ”میرے عزیز دوست میں آپ کی بات مانتا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنا بیٹن کر لیا ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہوگا۔“

ارل نے انداز نہ کرنا کہ اس کے ساتھ مسٹر ڈی ڈینا کا ناٹھ دبایا۔ اسکی اپنی آنکھیں پر غم ہو گئیں۔ اور وہ کہنے لگا ”آئیے پھر تاخیر نہ کیجئے“

چنانچہ مسٹر ڈی ڈینا کو ساتھ لے کر وہ اس کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو گیا۔ جو دروازہ پر منتظر تھی۔

## ملاب

## باب ۵۸

ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان کی حواب گاہ میں ارل آئن لینکھم کے مسٹر ڈی ڈینا کو ساتھ لے کر واپس آنے کے موقع پر جو نظارہ پیش آیا۔ وہ نہایت موثر اور دردناک تھا۔

ان کی آمد سے پیشتر اس کمرہ میں ریفریڈ ٹیکوں کے سہارے پلنگ پر بیٹھا تھا۔ کیونکہ اسے ان خطرات کے گزند جانے کے باوجود جو پیش آچکے تھے۔ ابھی انتہا درجہ نفاہت تھی۔ اسکے پہلو میں اپنا ناٹھ اس کے ہاتھ میں دیئے ٹائمر سیاہ ماتمی لباس پہنے کھڑی تھی۔ اگرچہ اب اس اہلبار ماتمی کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اور اس ماتمی لباس کے نیچے اسکا دل ناقابل بیان سرسٹ کیساتھ حرکت کر رہا تھا۔

اسی پلنگ کے قریب ڈاکٹر لیسڈنڈر اسٹھر ڈی بیٹیا بھی کھڑے تھے۔ وہ جب تک ساتھ ایک سٹرل پر جھکا ہوا پریم تکھیل سے فطرتی استعجاب کی حالت میں اس معجزہ کو دیکھ کر متحیر تھا کہ ایک مردہ شخص کو سانس کی مدد سے پھر زندہ کر لیا گیا۔ اسکی نگاہوں سے پایا جاتا تھا کہ وہ اس حالت میں ہے۔ جب آنکھیں ایک چیز کو دیکھتی ہیں۔ مگر دل اسے قبول نہیں کرتا۔

بہر حال سارے حاضرین کے دل خوشی سے معمور تھے۔ خود ڈاکٹر لیسڈنڈر اسٹھر ہمدردانہ طریق پر ان حالات میں حصہ لے رہا تھا۔ جس کا اظہار اس سے بیشتر اس کی طرف سے بہت کم ہوا ہوگا۔

یہ ایک نامور نے اپنی بہن کی طرف مخاطب ہو کر ہلکی کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا: "کیوں پیاری اسٹھر تمہارے خیال میں لارڈ ویننگھم کو کامیابی حاصل ہو سکے گی؟ کیا تمہیں اس کی کچھ امید ہے؟" اسٹھر استقلال کے لہجہ میں کہنے لگی: "مجھے اچھی طرح امید ہے۔ لارڈ موصوف نے ایک تجویز پیش کی تھی۔ جس سے والد کے اعتراضات کو باسانی رفع کیا جاسکتا ہے۔" ریفرڈ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا: "نامور وہ ایسی تجویز ہے۔ جس سے ہماری معارف صرف چند روزہ ثابت ہوگی۔"

وہ کہنے لگی: "میں تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی جھوٹا منظور نہ کرتی۔ اگر مجھے اس بات کا یقین نہ دلایا جاتا۔ کہ ہم بہت جلد پھر ایک دوسرے سے مل سکیں گے۔" ریفرڈ نے اسکا ہاتھ ملائمت سے دایا۔

ڈاکٹر لیسڈنڈر نے لگا: "اگر میرے دوست اسٹھر کو سٹر ڈی بیٹیا کے معاملہ میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ تو پھر میں خود کوشش کروں گا۔ اگرچہ یہ بات مجھے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کہ اسٹھر کی فصاحت، اگر کسی معاملہ میں اثر پیدا کر سکے۔ تو مجھے اپنی دلیوں کی کامیابی کی چنداں امید نہیں ہو سکتی۔" یہ ایک جلیب سمجھ بولا۔ نیٹے۔ یہ دوا دہ کے کھانے کی آواز تھی۔

ڈاکٹر اس لئے باہر کی طرف گیا۔ کہ معلوم کرے۔ کوئی غیر شخص تو مکان میں داخل نہیں ہوا۔ اور دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کی طرف اضطراب کی نظر سے دیکھا۔

ڈاکٹر صدیقی ہی وہاں لوٹ آیا۔ اونٹوشی سے دونوں ہاتھ بجا کر کہنے لگا: "یہی کام ہو گیا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ کچھ اور کہہ سکتا۔ یا وہ اپنی خوشی کی وجہ بیان کرتا۔ جو اس وقت اس صبی مسکن طبیعت کے شخص کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ سکرہ کے باہر کسی کے پاؤں کی چاپ

سنائی دی۔ اور رتیقہ ڈ۔ دونوں بہنوں اور جبیک سمیت نے قتل ویش کی حالت میں دروازہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔

رستہ پہنچے۔ اور ڈالینگم کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کے چہرہ پر خوشی کی غیر معمولی علامات نمودار تھیں۔ اس کے لمحہ بعد اٹھ مارچے والد سے ملنے کے لئے تیزی سے قدم بڑھاتی دروازہ کی طرف گئی اور فوراً اس سے ہنگامہ مٹائی۔

”ابا پیارے ابا۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا۔ یا آج کی ساری خوشیاں مجھ پر ایک خواب ہیں؟“ یہ الفاظ تھے جو تھام کی زبان سے نکلے۔

مستر ڈی ٹینا نے اسے پر رانہ شفقت سے اپنی چہانی سے دگنے ہوئے کہا۔ تیری نورینا اب زمانہ ماضی کا ذکر نہ کرنا واضح ہے کہ اب جبکہ مسٹر ڈی ٹینا نے اپنی بیٹی کو معاف کر دیا۔ تو اس کے سینہ میں وہ فیاضی اور نرمی جو اس کی فطرت کا جزو تھی۔ پھر غیر معمولی طور پر پیدا ہو گئی۔ ہمسرتے سے مخاطب ہو کر کہہ گئے دگا۔ پیاری استغفر تم بھی آکر اپنے باپ کی خوشی میں حصہ لو۔ کیونکہ آج کا آج معافی کا دن آگیا ہے۔

وہ نگارہ جو ان بچوں کے ملاپ سے پیدا ہوا بڑا ہی موز تھا۔ ڈاکٹر ایک طرف کو ہوا۔ بار بار اپنی عینک کے شیشوں کو پونچھتا تھا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس کی آنکھوں میں بھی بے اختیار آنسو بہ رہے تھے۔ ریفرڈ اور لارڈ ڈالینگم دونوں فرط خوشی سے آنسو بہا رہے تھے اور جبیک ہتھ پچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر رہتا تھا۔

آج کا سارا سے حاضرین کی طبیعت ذرا سکون پذیر ہوئی۔ اور مسٹر ڈی ٹینا اس ہنگامہ کی طرف بڑے معاصی پر ریفرڈ بیٹھا تھا۔

رہن کا لٹاؤ بڑی گرجوشی سے اپنے ہاتھ میں لیکر اس نے کہا۔ مسٹر ریفرڈ۔ تم سے بھی میں یہی کہتا ہوں کہ زمانہ ماضی کو فراموش کر دو۔ میں تول سے تمہاری خطاؤں سے دگندہ کرتا ہوں۔ اور میں یہ معافی اس لئے اور بھی دلی شوق سے دیتا ہوں۔ کہ تمہارا سلوک آج کا گہری بینی کے ساتھ بہت اچھا رہا ہے۔ اور تم اب اپنی قوم کے مراحم کے مطابق اس سے شادی کو سننے کے لئے آمادہ ہو۔ ان سب باتوں کے علاوہ میں تمہارے شریف نسب یعنی سے جس کی شرافت طبعی اسکی شرافت خاندانی سے بھی زیادہ ہے۔ تمہاری اس فیاضی کا ذکر سن چکا ہوں جس کا تم نے ثبوت دیا ہے۔ سارے حالات کو پیش نظر رکھ کر میں تمہاری

نیک مخلصیت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جس جو کچھ میں نے کہا تھا۔ کہہ دیا۔ کیونکہ امر وقت یہ ہے۔ کہ اگرچہ میں طباً سخت گیر ہوں۔ لیکن معافی کے وقت پوری صاف دلی سے کام لیتے پر آمادہ ہوتا ہوں۔

ڈاکٹر لیسل نے سنجیدگی کے ہیچ میں اپنی آواز دبا کر فوجانہ انداز سے کہا۔ دوست ارل آج اپنے تہاڑی اور تہاڑے مستطین کی خدمت گزاری میں جو کوشش کی۔ میں اسکا کچھ بھی صلہ نہیں چاہتا۔ لیکن اس شریف باطن یہودی کے حسن سلوک کو دیکھ کر میں اس قدر وارفتہ ہوا ہوں۔ کہ اگر اندر کسی سچے عیسائی سے بھی زیادہ نیک صفات دیکھ کر مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں کسی طرح اس کے ریکارڈ نہ حاصل کروں۔ کیا تمہاری رائے میں ؟۔

ارل مسکرا کر کہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب اطمینان رکھیے۔ آپ کی خواہش پوری کر دی جائے گی۔

لکڑی کے آٹے یہ وقت ایسا نہیں۔ کہ اس ذکر کو چھڑا جائے۔

لیسل ڈاکٹر سے کہتا ہے۔ مگر باوجود اس کے سائینس کے اغراض و مقاصد کو ترقی دینے کا مقاصد ہے۔ کہ ...

لارڈ اینگلیئم قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ مہربانی سے اس ذکر کو جانے دیجئے۔ کوئی اس گفتگو کو سن لیا تو ...

اسکے بعد جب سارے حاضرین کی طبیعت پورے طور پر سکون پذیر ہو چکی۔ تو انہوں نے ریفرز ڈکے مستقبل کی نسبت مشورہ کرنا شروع کیا۔ جو کچھ بحث ہوئی۔ اسکا نتیجہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔ کہ ڈاکٹر لیسل نے چونکہ ریفرز ڈکے کو ہر قسم کے خطرات سے باہر قرار دے دیا تھا۔ اس لئے اب وہ کہنے لگا۔ کہ مجھے اجازت دی جائے۔ میں حصہ ویرٹ اینڈ میں اپنے مرصیوں کی حالت دیکھ آؤں۔ وہ میری عدم موجودگی سے مضطرب اور پریشان ہوں گے۔ مسٹر ڈی ٹیٹا کے متعلق یہ قرار پایا۔ کہ وہ دونوں بیٹیوں کو ساتھ لیکر مکان کو لوٹ جائے اور دو ور جا کر لارڈ اینگلیئم اور ریفرز ڈکے اس بندرگاہ میں پہنچنے کے وقت تک ان کی روانگی کے لئے جہاز میں نشستیں کا انتظام کرے۔ اس کی عدم موجودگی میں دونوں بہنیں بھی فرانس کے سفر کی تیاری کر لیں۔ مسٹر ڈی ٹیٹا دو ور سے واپس آکر انہیں ساتھ لے جائے اور پھر بیٹیوں لارڈ اینگلیئم اور ریفرز ڈکے پیچھے پیچھے فرانس کو رخصت ہوں۔ لارڈ اینگلیئم نے اپنے اوپر یہ فرض کیا۔ کہ جب تک روانگی کا وقت آئے۔ میں ریفرز ڈکے پاس ہی ٹھہروں گا۔ جبکہ سہہ نے

بھی ہی اسادہ ظاہر کیا۔ کہیں ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں ٹھیرا ہوں۔ اور اس کے بعد ٹھہر گیا۔ کیسا حق ہی فرانس اور پھر امریکہ کو چلا جاؤ گا۔ کیونکہ اس غریب لڑکے کو حقیقت میں ٹام بین سے بے حد محبت تھی۔ اور ریفرڈ بھی چاہتا تھا کہ میں کسی طرح کسے اس مقام سے دور لے جاؤں۔ جہاں رہ کر وہ طرح طرح کی مصیبتوں اور ترغیبتوں میں مبتلا رہ چکا ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر لیسڈر اگلے دن ریفرڈ کی حالت دیکھنے کے لئے آئیکا وعدہ کر کے مکان سے رخصت ہوا۔ اور اس کے بعد سٹریٹ میں بیٹا بھی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ ٹام نے اپنے دلدار کو بڑے پرجھکت طریق پر اودھن کھی۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ اب ان دونوں کی اگلی ملاقات پیرس ہی میں ہو کر ہو۔ مگر وہ سے باہر جانے سے پیشتر اترنے ہی اپنا نام ریفرڈ کے اٹھ میں دیا اور اس نے اُسے ادیکے ساتھ لہجوں سے لگایا۔

آخر اس کمرہ میں ارل اور جیکب بھی ریفرڈ کے پاس رہ گئے۔ اور ان سے ریفرڈ نے چند ہفتے پیشتر اس مکان میں آنے کے وہ واقعات جن سے اسے ناظرین بے خبر نہیں رہ سکتے بیان کئے۔ یہ لکھنا غیر ضروری ہو گا۔ کہ جب وہ اپنی گہری نیند سے بیدار ہوا۔ اس کے نیند میں جمع ہوئے۔ اور ٹام کو سامنے کادڑے دیکھ کر اسے جو حیرت ہوئی تھی وہ مدفع ہو چکی۔ تو اس نے فوراً یہ پہچان لیا۔ کہ میں کس مکان میں ہوں۔ ڈاکٹر لیسڈر کو جسے وہ عجیب و غریب واقعات کی اس قابل یادگار رات کو اسی مکان میں دیکھ چکا تھا۔ اپنا محتاج پاکر اُسے فوری خطرہ اور تعجب کا احساس ہوا تھا۔ مگر اس نے اس بارہ میں کامل خاموشی برقرار رکھی۔ اور یہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ کہ میں اس مقام کو پہچانتا ہوں۔

لیکن اب جب انہیں نسبتاً کم اہمیت کے معاملات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ وعدہ حیدر جسے وہ ان واقعات کے بیان سے غورزدہ کرنا نہ چاہتا تھا۔ وہ اس سے نصیحت ہو گئی۔ تو اس نے ان واقعات کی ساری تفصیلات بیان کرنا شروع کیا۔ جو شب و کو کو پیش آئے تھے۔ یہاں تک کہ اس نے اس خیال کو بھی پوشیدہ نہ رکھا۔ کہ اولڈ ڈیوٹھ مرنچکا ہے۔ اس طرح پر لارڈ اسٹیکم کو معلوم ہوا۔ کہ ریفرڈ کون کون کون حالات میں اس تجربہ گاہ میں پہنچا تھا۔ جہاں ڈاکٹر لیسڈر نے اسے کھڑے دیکھا۔ اور اسے اول مرتبہ جیات معلوم ہوئی۔ کہ کس طرح میرے سونے بھائی نے اولڈ ڈیوٹھ سے اپنا ورثہ سود و سود اور ان کا غناات کے جن میں آنچھانی ارل آف ایگم کے اکٹہ یا سیریز سے شادی کرنے کی کیفیت راج تھی حاصل کیا۔ جب تک کہ کبھی اول مرتبہ اس بات

کا علم ہوا کہ یہی وہ مکان ہے جس میں اولادِ وثیقہ اپنے گودام کو محفوظ رکھتا تھا۔ اور اسے انکی بڑا سردار اور غوری نگہداشت کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔

اس کے بعد آتھر نے ان سارے واقعات کی کیفیت بیان کی جو ٹام رین کے زمانہ حیات میں اسے پیش آئے تھے۔ یعنی کس طرح اسے چار ہفتے ایک تہ خانہ میں بند رکھا گیا اور کس لئے اس نے وہ مختصر جھپٹی لکھی۔ جو ریفرڈ کو جیل خانہ میں ملی۔ اس نے بند روکے سات ماہ اپنے فرائض کی کیفیت بھی بیان کی۔ اور کہا کہ آج صبح میں نے ڈاکٹر بیسل کی زبانی جو باتیں سنیں ان کی وجہ سے مجھے شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ مجھے غالباً اسی مکان کے تہ خانہ میں زیرِ حراست رکھا گیا تھا۔

لیکن اب ان سارے واقعات کی نسبت کسی قسم کے قیاسات قائم کرنا بے سود تھا اور اہم ترین سوال یہ تھا کہ جب تک ریفرڈ اس مکان میں موجود ہے۔ اسے میزوں کے داخلہ سے محفوظ رکھا جائے۔

تہذیبی دیر بعد جبکہ سمجھ بازار سے کچھ سامان اکل کر خیر لے گیا۔ ریفرڈ کی طبیعت اب اس قدر بحال ہو چکی تھی۔ کہ اس نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

اس طرح وقت گزرتا گیا اور شام ہو گئی۔ اس وقت ٹام رین نے اس خاموشی کا خاتمہ کرتے ہوئے جس میں وہ تہذیبی دیر کے لئے اوجھڑے بھی لگ گیا تھا کسی تازہ خیال کے ذریعہ لڑکھاؤ آتھر میرے دل میں ایک عجیب خواہش پیدا ہوئی ہے۔ امید ہے تم اسے پورا کرنے سے انکار نہ کرو گے۔ میرے صوف نے کہا۔ وہ ایسی ہی کیا بات ہے؟

ٹام رین بولا میں شام کا اخبار دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ آئندہ میری موت کو کسی شاہراہ کو خطرناک ہونیکا موقعہ نہ آئے گا۔ اور نہ میں کسی جرم کا مرتکب ہوں گا۔ ایک تہذیبی کی حیثیت میں میری زندگی کا خاتمہ آج صبح جیل خانہ کی چھت پر ہو چکا۔ اب آپ دوستوں کی مدد سے مجھے جو نئی زندگی حاصل ہوئی ہے۔ وہ اخلاقی اور طبیعی دونوں پہلوؤں سے نئی ہوگی۔ آج سے میں دینا دنیا دور زندگی شروع کر دوں گا۔ مگر ایسا کرنے سے پیشتر میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ میری گذشتہ زندگی کا خاتمہ کن حالات میں ہوا۔ آخری لمحوں میں میری طرف سے کن جذبات کا اظہار ہوا۔ اور کیا لوگ مجھے بزدل سمجھتے ہیں۔ یا دمِ آخر میں بھی میرا استقلال قائم رہا؟

دل نے ایک لمحے کے لئے تامل کیا۔ اس کے بعد اس نے جبکہ سمجھ کو شام کا کوئی اخبار خرید



کر لانے کے لئے بازار کو بھیج دیا جب وہ واپس آیا۔ تو ریغند نے پلنگ پر بیٹھے ہوسے اس میں اپنی پھانسی پانے کی کیفیت خود اپنی آنکھوں سے دیکھی مصنون کا عنوان یہ تھا۔

## ٹامس ریغند کو پھانسی

اس کے بعد اس نے کالم وارسارے مصنون کو کیسٹڈ بلند آواز سے پڑھا۔ جوں جوں وہ اس کیفیت کو پڑھتا تھا۔ اس کے چہرے پر جوش کی سرخی پھیلتی جا رہی تھی مصنون کے چند خاص فقرے اسے بہت دلچسپ معلوم ہوئے۔ اور انہیں اس نے دلی مسرت سے پڑھا لکھا تھا۔

جب اس کے ہمتہ بندے گئے۔ تو اس نے چرت خیز دی کا اظہار کیا... اس کی چال میں اتنا استقلال ہو جاتا تھا۔ گویا اسے معلوم ہی نہ تھا بچے قتل کیوں کیوں ہے... جیخانہ کی چھت پر جلتے وقت وہ زینہ پر اس بلند سے چڑھا کہ چال میں ذرا لکھڑا ہٹ پیدا ہوئی... پھانسی کے تختہ پر بھی اس نے ایسی ہی بے خوف جرات کا اظہار کیا... ایک مرتبہ بھی اس کی طرف سے خوف کا اظہار نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس وقت بھی نہیں۔ جبکہ جلاؤ تختہ کو کھینچنے کے لئے بچے اُترا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا۔ اب میری زندگی اور موت کے درمیان صرف ایک ثانیہ کا وقفہ حایل ہے... اس طرح پر اس شخص نے جلانہ دی۔ جس میں اتنی شجاعت اور دلجوئی تھی کہ اگر حالات اسے ذبحی ضیعت میں ڈالنے کا موجب ہوتے۔ تو اس کی بہادری کی معلوم ہو جاتی۔

ارل اس ساری کیفیت کو سن کر بڑے جوش کی حالت میں کہنے لگا۔ "بھائی اس درداک

تفصیل کو جانے دو۔"

ٹامس رین نے اخبار اس کے ہاتھ میں دیدیا۔ وہ خود تکیہ پر لیٹ کر کہنے لگا۔ "آر قمر تم اسے جلا دو۔ پس میرا استعجاب رفع ہو گیا۔ اور میں اس کیفیت کو دوبارہ پڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ اعلان کرنا۔ میری اس حرکت سے نہیں تکلیف پہنچی۔ بہر حال یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے اپنے ہفتہ بخود پسندی کے زیر اثر اس مصنون کو پڑھا دیا اس لئے اسے پڑھ کر خوش ہوا۔ میں دراصل یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ اخبار خواہوں نے مجھ سے غیر مضفانہ سلوک تو نہیں کیا۔ کیونکہ بڑی سی بچے حقیقت نفرت ہے۔ تمام سے میری گزری سمجھو یا کچھ اور۔ بہر حال میں نہیں چاہتا تھا۔ لوگ میرے ہم آخر کی کیفیت کو غلط الفاظ میں پیش کریں۔ لیکن خیر یہ مصنون چہ کہ تمہارے لئے بیخ و بے اسلئے اسے نظر انداز کر دو۔ گنگو کا رخ بدسنے کے لئے میں نہیں وہ تبادیز بتاتا ہوں۔ جو میں نے زمانہ آمیزہ کے متعلق سوچی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ میری بیخواسشیں

پوری ہو گئی یا نہیں بہر حال میری آرزو یہ ہے کہ وہ پوری ہوں۔  
 تو پھر نے اخبار کو اس لپ کی حد سے جو میز پر چل رہا تھا۔ جلا دیا تھا۔ اس کے جلے ہوئے  
 کا فک کو پاؤں سے کچل کر اس نے اپنی کرسی بلیک کی طرف بڑھائی۔ اور اپنے سوتیلے بھائی کی  
 گفتگو کو توجہ سے سننے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

جیکب سمجھ بھی گئے کہ جیکب کو ان لفظوں کو بڑی توجہ سے سننے لگا۔ جو ریغورڈ کی زبان  
 سے نکلنے کو تھے۔

ریغورڈ اپنے لگوٹ میں دوپہر سے اس سچ میں ہوں۔ کہ جو خطائیں مجھ سے میری گذشتہ  
 زندگی میں سرزد ہوئیں۔ ان کی موجودہ زندگی میں تلافی کرنا میرا پہلا فرض ہے۔ لیکن میں ایسے  
 لوگوں میں سے نہیں ہوں جو دل نہ بن کر دنیا میں نیک نامی اور عاقبت میں شفاعت حاصل  
 کرنے کی امید رکھتے ہیں۔ نہیں میرے خیالات اس سے مختلف ہیں۔ میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ  
 ایک نیک کام دس ہزار دنیاؤں سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس کا فائدہ فوراً ہی اپنی نوع انسان  
 کو پہنچتا ہے۔ اور جو کام شصت کی بہتری کے لئے کیا جاتا ہے۔ اُسے وہ قادرِ مطلق بھی  
 ضرور پسند کرتا ہے۔ پس میں یہ سوچ رہا ہوں۔ کہ جس شخص کو آزادی جیسی نعمت حاصل ہے۔ وہ  
 کیوں نہ اپنا وقت خوش قسمت آدمی لوگوں کی تباہی میں صرف کرے۔ جو غریب اور مصیبت زدہ ہیں  
 اور جو انقلاب نامہ یا غلامی اپنی خطاؤں سے ہی تعمیرِ ملامت میں گر چکے ہیں۔ اگر وہ حالات  
 کے زیر اثر مصیبت مانے مصیبت ہوں۔ تو ان کی مدد کرنا ایک قابلِ تعریف فعل ہے۔ لیکن ان  
 لوگوں کو رہتی پر لانا جو خود گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور بھی زیادہ دل خوش کن ہے۔ جو شخص گمراہ  
 کا ہمت نہ اختیار کر چکا ہے۔ جو بڑے کاموں میں پڑ کر جو ہمیشہ بن گیا ہے۔ اسے اگر دنیا متادی  
 سے روزی کمائے پر آمادہ کیا جاسکے۔ تو اس کے برابر نیک کام اور کیا ہو سکتا ہے۔  
 ”کچھ شائبہ نہیں۔ آپ کا خیال نہایت مبارک ہے۔“ جیکب سمجھ نہ سکا۔ اور اس کے ساتھ  
 ہی اسے اپنی انقلابیہ زندگی کے سارے حالات یاد آ گئے۔

ریغورڈ مسلسل کلام کو جاری رکھ کر کہنے لگا۔ میں یہ بھی سوچتا رہا ہوں۔ خصوصاً اس وقت  
 سے جب کہ میں نے اس نیک نیا دل کے کسی سرگرمی سے سنی ہے۔ جو محض حالات کے زیر اثر پڑی  
 پر رغب ہو اور جس نے بارہو جو عزم کی سختی۔ افسوس اور مصیبت کے اپنی توبہ کو برقرار رکھا۔  
 سرسائی نے جو سخت طریقے ان لوگوں کی اصلاح کے لئے اختیار کر رکھے ہیں جنہیں وہ

گمراہ اور بوجھ سمجھتی ہے۔ وہ کہہ دے غلط ہیں۔ حامی اصلاح شخص یہ نہیں چاہتا کہ مجرموں کی اصلاح  
 انہیں جیلوں میں داخل کر کے کرے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے یہ کوشش بے سود ہوگی۔ پھر سوال  
 یہ ہے کہ اسے کام کا آغاز کہاں ہو؟ اس کے تعلق میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی شخص اس زندگی  
 پر جو خلعت طریق فطرت پر عرصہ دراز تک بخوشی کاربند نہیں رہ سکتا۔ دعا فریب۔ جرم اور  
 ریاکاری کی زندگی طبیعت میں ایک طرح کا جوش پیدا کر دیتی ہے۔ جو عموماً ماضی ثابت ہوتا  
 ہے۔ اور وہ لوگ جو ان راستوں پر چلتے ہیں۔ اکثر فالتوں میں پھوڑا جی عرصہ بعد اس بات کے  
 خائف ہو جاتے ہیں کہ ہم کوئی ایسا طریق زندگی اختیار کریں۔ جس میں ہر وقت خطرات کا سامنا  
 نہ ہو۔ معاملہ کے اخلاقی پہلو کو جانے دیجئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نوے فیصدی ایسے لوگ جو سب  
 کے زیادہ مصلحت جکتے آوارہ نظر آتے اور جرم کی راہ پر چلتے ہیں۔ جن کے ضمیر میں اس قدر  
 خوف سمجھا جاتا ہے۔ کہ انہیں ہر جگہ سایہ میٹھی پولیس کے آدمی کھڑے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی  
 شخص ان کا حامی کار ہو۔ تو خوشی سے ایسی زندگی کو ترک کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔ میں اپنا  
 مطلب واضح کرنے کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ عام طور پر آئرلینڈ والوں کی بہت مذمت  
 کی جاتی ہے اور لوگ کہتے ہیں۔ انہیں اپنے پیٹھے ہونے کے کپڑوں اور انداس میں ہی مڑا جاتا ہے۔  
 اور اگر ان پر تہذیب بخش اثرات ڈالے جائیں تو بے سود ثابت ہوتے ہیں۔ مگر انگلستان میں جو  
 آئرش مزدور موجود ہیں۔ ان کی حالت کو دیکھو۔ انہیں کافی کام ملتا ہے۔ معقول اجرت دی  
 جاتی ہے۔ اور وہ سیاسی جوش و خروش کی زندگی سے دور رہتے ہیں۔ پھر کیا ایسے لوگ کھبت  
 کرنے والے ہیں؟ کیا ان میں کامیابی کا وجود نظر آتا ہے؟ کیا ان کو پیچھے رکھوں اور انداس میں لطف  
 حاصل ہوتا ہے؟ بالکل نہیں۔ یہی طرح سمجھ لو۔ کہ مجرم بہ حیثیت مجموعی جرایم۔ جینوں اور ہر وقت  
 کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے شائق نہیں۔ اگر کسی جو یہ انقلاب دن کو ان حالات اور اثرات  
 سے دور کر دیا جائے۔ جن کی انھیں سے وہ خود نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر اس کی مسامحت کا  
 بہتر انتظام کر دیا جائے۔ اور اس کے لئے ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ وہ اپنی نیک طبیعت  
 کو بھر پور بحال کر سکے۔ تو نوے فیصدی حالتوں میں اس کا اصلاح پذیر ہونا ممکنات سے ہے۔  
 اس میں شک نہیں کہ ہر قاعدہ میں مستثیات ہوتے ہیں۔ لیکن جو کیفیتیں میں نے دیکھی اور  
 سنی ہیں۔ ان کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے بیان کیا۔ وہ قاعدہ ہے مستثنیٰ نہیں  
 ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر میں بھر پور اسی خیال کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جو بکے پہلے میں نے

ظاہر کیا تھا۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی شخص نہ صرف دیانتدار غریب لوگوں کے سرکاروں پر چلے۔ بلکہ ہر مظلوم  
 قہر گاروں اور خطاواروں سے بھی بٹے۔ یہاں تک کہ قیدیوں سے ان کے جیلیوں میں ملاقات  
 کرے۔ تو وہ بہت کچھ بہتری پیدا کر سکتا ہے۔ تمہیں میری زبانی یہ باتیں سن کر تعجب نہ ضرور ہو گا۔۔۔“  
 لارڈ ایلنگھم عیسوی وحشی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ بھائی میں تمہارے ان خیالات کو سن  
 کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اور جب قدر دلایں تم نے پیش کی ہیں۔ ان کی قدر کرتا ہوں میں خود مجھ میں  
 کرتا ہوں۔ کہ تمہارے قوانین میں اصلاحی عنصر کم ہے۔ اور سزا کا حصہ غالب۔ لیکن یہ تمہارے قانون  
 سازوں کا فرض ہے۔ کہ وہ مجرم کو سزا دہی کے ذریعہ جرم کی زندگی پر اور زیادہ آمادہ کرنے کی  
 بجائے اس کی اصلاح کا کوئی انتظام کریں۔ اور ایسے طریقے سوچیں۔ جن سے جرم کا وجود دنیا  
 سے ناپید ہو جائے۔“

ٹام برین خوش ہو کر بولا۔ پیارے بھائی تمہاری زبان سے اپنے خیالات کی تصدیق اور  
 تائید سن کر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کیا تم خود انگلستان کے قانون ساز نہیں ہو سیک  
 امیر این امیر کی حیثیت میں قانون سازی تمہارے ورثہ میں شامل ہے۔ اور تم پر لاء ہے۔ کہ  
 ملک کے لئے اپنے فرض کو اچھی طرح پورا کرو۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اگر تم اپنی ذمہ داری کا  
 اور محنت سے اس سوال پر توجہ دو۔ تو تمہارا نام دنیا میں اتنا مشہور ہو جائے گا۔ کہ لوگ تا اب اسے  
 تعریف اور پرستش کی نظر سے دیکھا کریں گے۔“

آتش خیمہ کی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ ٹام برین ان رکھے۔ تمہارے یہ الفاظ بیکار ثابت نہ ہوں گے۔  
 ریفرڈ ڈارل کی طرف پر مبنی نظر ڈال کر کہنے لگا۔ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ اور ہمیشہ  
 اسی طرح غریب اور تنگم رہنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ دنیا  
 کے کسی اور حصہ میں جا کر میں اپنی گذشتہ خطاؤں سے توبہ کرنے کے ثبوت میں اس معاملہ میں  
 حتی الامکان کوشش کروں گا۔ اگر میں امریکہ میں یہ مخالفت پہنچ گیا۔ تو اپنی ان اتحادیہ کو وٹاں  
 کسی حد تک عملی صورت میں لانے کی کوشش کروں گا۔ دو یقین ہے کہ مجھے اپنی امید میں بڑی  
 حد تک کامیابی حاصل ہوگی۔“

لے۔ مسٹر برینڈن نے مسٹر ہارٹ کی کتاب اٹلاس۔ گڈاگزی اور جرم کے شروع میں ایک دلچسپ تہنید کیا۔ کہ جس  
 میں منجملہ اور باتوں کے حسب ذیل فقرات ہیں۔ درج میں۔

یہ بات عام طور پر سنی کی جاتی ہے کہ قلعہ یا فوجی طبقہ میں ذہن و ادب کی نیکی کی بجائے بدی کی طرف  
 ترقی پاتی رہتی ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ کہ ہر قسم کے اثرات کے درمے سے خارج

جیکب سمٹہ کی طبیعت بھی اس شخص کے جوش قلبی سے جو خود کسی زمانہ میں ایک قانون شکن  
دھڑن تھا۔ مگر جس کے خیالات ہمیشہ بلند تھے۔ اور جس نے اب حالات کے زیر اثر اپنی گذشتہ خطاؤں  
کی تلافی کا وہ طریقہ جو ادھر بیان کیا گیا ہے۔ اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ - متاثر ہو گئی۔ - چنانچہ  
وہ کہنے لگا۔ اس میں شک کی گنجائش نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶) قابل سے لیکر اس ادارہ خارج ملازم تک جو اپنے آقا کی عدم موجودگی میں جو کچھ نقدی مال  
لگے لے اُٹھتے۔ ہر طبقہ کے جاہل بچہ مرے خیالات اور جہاد کی کثرت داشت کرتے ہیں۔ ان کے اس جہان  
میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان میں اکثر بیکار اور اخلاقی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ کابل مدرسہ کے  
لوگ باجمہ کے دور زندگی کے بہت سی خواہ وہ بالغ ہوں یا عمر بڑے شوق سے ان منکوں کی کیفیت سنتے ہیں  
جنہیں ان کے دربر و عمر رسیدہ یا سچے کار مجرم سنا کر کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ اگر چند مجرموں میں ایک دوسرے سے  
اپنے کاموں کی نسبت گفتگو ہو یا ایک دوسرے کو کسی معاملہ پر ہدایت دے۔ یا کوئی نئی تجویز اس قسم کی  
بتائے۔ کہ زمانہ حیات کے بعد تم نے حلال کام شروع کرنا۔ تو ایسی گفتگو کا معصوم دلوں پر بڑا اثر پیدا ہونا قدرتی  
امر ہے۔ نیکی۔ گناہ کی تعلیم کا زیادہ حصہ تک متقابل نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ ان کیفیتوں میں پطرف زندگی  
کے ایسے دل خوش کن مناظر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور ناقابل اصلاح مجرم معصوم طبیعتوں کو یہاں تک  
اکتاتے ہیں۔ کہ وہ بہت جلد ان کی تقلید پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ چونکہ حامل طبیعت میں۔ انسانی تعلیم عقل سے پہلے  
ایسے لوگوں کی طبیعتیں استقلال کے جوہر سے عملاً خالی ہوتی ہیں۔ ان کے لئے جرم کا آغاز کرنا ایک سہل  
امر ہے۔ اور اسکے بعد جیلانیہ کی صحبت میں ان کا جرم کی زندگی میں بہت جلد آگے قدم بڑھائے جانا ایک  
سمرلی بات ہے۔ یہی اثر موجودہ انتظامات کے لئے۔ اور ان کی موجودگی میں کسی مجرم کا اصلاح پذیر ہونا آسان نہیں  
کچھ عرصہ پیشتر ایک کتاب تجزیہ زاہدی داؤد کے خودنوشت سوانح عمری کے نام سے چھپی تھی جسکو معنون  
سے پالاجانا ہے۔ سطح لاک نظر ناک جہاد کی تعلیم جیلانیوں میں حاصل کرتے ہیں۔

دار نظام طریق پر جوہر کی دوکانوں میں چوری کرتا تھا۔ اور کوئی قابل ذکر چوری اس کے دار سے  
نہ سچا۔ آخر کار اسے ایک سو سونے کی جی ہوئی پلاس کی ڈبیر کی چوری میں گرفتار کر کے جیلخانہ نیوٹیکٹ میں بھیج  
دیا گیا۔ - یہاں پر اسکی رہدہائیوں سے ملاقات ہوئی۔ جو اس پیشہ سے غفلت رکھتے تھے۔ اور انہیں بھی چوری  
جرم پر ہی دباں بھیجا گیا تھا۔ - واز کو ان کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ ابھی کئی دوکانیں میں جو ان کی نظر سے  
چلے گئیں۔ وہ جہاد تھی۔ کہ یا تو وہ دوکاندار اپنی چیزیں سچا کر نہ رکھتے تھے۔ یا ان کی دوکانیں ایسی کھلیں میں  
واقعہ تھیں۔ جہاں کسی کو ان کا خیال نہیں ہو سکتا۔ - واز کو لگتا ہے کہ اگرچہ چھ رات کی بہت کم امید تھی  
تاہم ہمارے درمیان فیصلہ ہو گیا۔ کہ اگر میں رہا ہو گیا۔ تو میں ضرور ان جوہریوں کی دوکانوں میں عادی ہوں گا  
اور ان کے اپنے دوستوں سے وعدہ کیا۔ کہ انہوں نے مجھے حرمغیبہ واقفیت بہرہ بخشی ہے۔ اس کا معاوضہ  
ضرور ادا کروں گا۔ چنانچہ اسے بازار کا ڈلے کے ایک چوری مسٹر بیچر کا پتہ دیا گیا۔ یہ شخص جیلخانہ سے رہا  
ہے۔ تو اس نے ان دوکانوں کو ٹوٹا۔ جو اسے بتائی گئی تھیں۔ اور حسب وعدہ ان دونوں بھائیوں کو حیاخانہ

لاڈلے ایٹھ گھنٹے کہا۔ فلسفی سارے جرمِ ایم کا مافذ ہے۔ لیکن بہت سے لوگ صرف اپنی کاہلی کی وجہ سے غریب رہتے ہیں۔ ایسے شخصوں کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہوگا۔ کہ انہیں تعلیم دے کر صنعت و حرفت کی قدر و قیمت سے واقف کیا جائے۔ اس صورت میں وہ دوسروں کی امداد سے مستغنی ہو جائیں گے۔ اگر کسی بچہ سے کوئی خطا سرزد ہو تو لوگ کہہ دیا کرتے ہیں وہ ناواقف تھا۔ مگر بچہ پوچھو تو جاہل طبقہ کے لوگ بھی صحیح اور غلط اصول سے اسی قدر بے خبر ہیں۔ جیسے کوئی نو عمر بچہ۔ اس لئے ضروری ہے کہ عوام کو نہ صرف مذہبی بلکہ دنیاوی تعلیم کے زور سے آراستہ کیا جائے۔

ملہ مشر بریڈن نے اسی رسیا پر جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ انھیں جرم کے سب سے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ اس سے چھوٹے وجہ کے جرم کا آغاز ہوتا ہے۔ خصوصاً متانِ عاملوں میں کہ انسان کا کتبہ بہت بڑا اور دراز افزوں ہوتا ہے۔ اور وہ اس کی ضرورت کو پورا نہ کر سکے لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خطرناک اور محنت مزدوری سے مستغنی رہتے ہیں۔ ایسے آدمی زیادہ سے زیادہ جاسی ذرا محنت کرتے ہیں جس سے ان کا پیٹ بھر جائے۔ باقی اخراجات کے لئے وہ جرم پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں انہیں شرب نوشی کے تباہ کن اثرات سے بہت مدد ملتی ہے۔ ایسے شخصوں کے لئے ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ کاروبار کی کئی یا کئی مزدوری یا بیادری کی وجہ سے ملازمت نہیں ملتی۔ ایسے موقعوں پر جب شخص مذکور کو ناگہانی کھانا پھر شرب میسر آئے۔ اور اس گھر سے بھی جواب ملے جہاں وہ ایک مسکرت کی زندگی بسر کرتا رہتا تھا تو اس پر پیسہ دیوانگی کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ ایسے موقعوں پر اسکے پرانے بھتی آتے طرح کے رے مشورے دیتے ہیں۔ نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ غریب میں اگر برائیوں پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو عیسائی مذہب کی شکایت میں جدوجہد کو نافذ نہیں دیتے۔ ایسے شخصوں کو بڑی شکل سے اتنی ملازمت میسر آتی ہے کہ اس کے باوجود وہ ناگہانی کو دور نہیں کر سکتے۔ پھر جب وہ اپنے بیویوں کو جنہیں وہ جان سے بھی عزیز سمجھتے ہیں پیسہ گرسختی میں دیکھتے ہیں۔ تو اگر وہ جکے ہوئے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے کہیں سے کھانے کی کوئی چیز چلا لیں۔ تو اس میں تعجب کی کیلیت ہے؟ یہ یاد رہے کہ بدنام محبت کا جذبہ بہت زبردست ہوتا ہے۔ جو کام انسان اپنے لئے کرنا منظور نہیں کرتا۔ بچوں کی خاطر گھڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود اپنے خیالات رکھنے کے کئی لوگ حالات کے دیرا اثر و لاد کی خاطر چوری کرتے ہیں قانون ایسے شخصوں کو اس جینان میں بھیجتا ہے۔ جہاں طرح طرح کے بدعاش۔ اور اورادہ اور جرم پیشہ لوگ جیتے ہوئے ہیں۔ جہی لوگ اب ان کے علم ہوتے ہیں۔ ایک جرم کے بعد دوسرا شروع ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ یہاں تک ترقی کر جاتا ہے۔ کہ وہ شخص کچھ بھی جرم کے نام سے خوف کھانا تھا پیشہ و مجرم ہو جاتا ہے۔ ایسے شخصوں کو محال قید بھی پیشہ و لوگوں سے جدا رکھا جاتا۔ تو یقیناً ان کی حالت اصلاح پذیر ہو جاتی۔

اس جذبہ کی کوئی قابلِ ذکر ہے۔ کہ مذہبی کی شادی افلاس کو بہت مدد دیتی ہے۔ اور اپنی خرابی مزدور

پیشہ لوگوں میں غیر معمولی طور پر بڑھی ہوئی دیکھی جاتی ہے۔ ایسے لوگ جلد ہی اپنی اتنا کتبہ برکھائیے ہیں جس کو وہ پرورش نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر گوہر بول سے ایک نہایت عجیب و غریب بیان کیا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے

ریفرورڈ کہنے لگا۔ یہ فرض تھا ہے کہ ان عظیم اور پوپ مسائل کو محنت کی پابندی میں پیش کرو۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے لئے آئندہ نسلیں تمہارے نام کی عزت کرتی ہونگی۔  
آر تھرنے کہا۔ میں سمجھتا ہوں اس کام کا اثر کتنا دلچسپ ہوگا۔ لیکن اطمینان رکھو۔ میں نے اس بارہ میں جو تجویز سوچی ہے۔ اُسے میں کسی ذاتی شہرت کی خاطر اختیار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ مگر پیارے ماس میر سے خیال میں یہ طویل بحث تمہارے لئے جو پہلے ہی بہت کمزور ہو۔ مضرت ثابت ہوگی۔ اس لئے ہمیں سردرت اس ضمنوں کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔ رات بہت جا چکی ہے۔ تم اب کد ام کرو۔ میں اور جیکب تمہاری نگرانی کے لئے اس کمرہ میں رہینگے۔  
ریفرورڈ نے اپنے بھائی کا ہاتھ دبا یا۔ اور اطمینان سے لیٹ گیا۔ قریباً اس منٹ کے عرصہ میں وہ بے خبر ہو کر سو گیا تھا۔

ارل آف ایلیگم پٹنگ کے سرمانے بیٹھا اور جیکب پائنتی کے قریب ایک سٹول پر۔ دونوں بالکل خاموش تھے۔

ارل نے گھڑی نکال کر دیکھی تو معلوم ہوا ساڑھے دس بج چکے ہیں۔ ہنر پر لب جل رہا تھا۔ یکا یک کسی کے پاؤں کی بھاری چاپ اس طرح سنائی دی۔ گویا کوئی زمین دو ز زمین پر چرھہ رہا ہو۔

لارڈ ایلیگم نے اس آواز کو سن کر ہونٹوں پر انگلی رکھ لی جس سے مطلب یہ تھا کہ جیکب سمجھہ بالکل خاموش رہے۔ اور اس نے لب کو بھی گل کر دیا۔ اس کے لہو بھر بھرا ایسی آواز آئی۔ گویا کوئی شخص نیچے سے چھو دروازہ کو کھولنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آر تھر اس میں بھی مانع ہونا نہ چاہتا تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر اس شخص یا ان اشخاص کو جو اندر آنا چاہتے ہیں۔ اس راستے سے روکا گیا۔ تو وہ صدر دروازہ کی راہ سے داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ پس اس نے یہی بہتر سمجھا۔ کہ جو شخص مکان میں داخل ہو کر میری تجاویز میں مانع ہونا چاہتا ہے۔ اُسے اسی مکان کے اندر محصور کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ فیصلہ اس دوران میں اور بہادر ایر نے ایک لمحہ میں کر لیا۔

سننے میں جو دروازہ کے بڑی آہنگی سے کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس شخص نے

اعتیاد چاہتہ نہ ہو۔ مزید دیکھ لوگ عام طور پر اس طرحی شادی کرتے ہیں۔ یہ اعداد و ارقام سے نفاذ نہ ہونے کی بنا پر مرتب کیے گئے تھے جس میں اکثر نرسندہ طبقہ عورتوں کا داخل ہوتا تھا۔ ان اعداد کو دیکھ کر یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ خرابی اس حد تک بڑھ چکی ہوئی ہے ۱۲

جو نیچے سے چٹھرا تھا۔ اپنا بازو باہر نکال کر اس قبا میں گھس کر اوپر بٹھکا ہوا تھا۔ ہرے شہنشاہ اس کے ساتھ ہی چور دروازہ سے روشنی نمودار ہوئی۔ کیونکہ آنے والے کے ہاتھ میں ایک لمبے ہاتھ آؤتھر اور جب تک ہتھ و دونوں بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ اول الذکر اس آنے والی آزمائش کے لئے ہر طرح تیار اور مستقل مزاج تھا۔ اور آخر الذکر زینفورڈ کی خاطر کئی طرح کے اندیشے دل میں لئے شش و پنج کی حالت میں غور و فکر فرمایا کہ اوپر بیان کیا ہے۔ بے خبری کی حالت میں سرور تھا۔

آنے والے نے قریباً ایک منٹ کے عرصہ میں قبا میں گھس کر چور دروازہ سے ہرے شہنشاہ اس کے بعد لمبے کو بائیں ہاتھ میں لئے اس نے نیم باز چور دروازہ کو اپنے سر اور شانوں سے اوپر کو اٹھائے رکھا۔ اور اپنا دایاں ہاتھ باہر نکال کر اوپر کو بٹھکے دگا۔ اب لارڈ ایلنگھم کو اطمینان ہو گیا تھا کہ آنے والا صرف ایک ہی شخص ہے۔

جس وقت وہ چور دروازہ سے باہر نکلا۔ تو لارڈ ایلنگھم نے لمبے اس کے ہاتھ سے گرا دیا۔ اور اس کے گریبان کو مضبوط پکڑ کر کہنے لگا۔ خاموش! جہنہ جان سے مار دو گا۔ شخص مذکور کے منہ سے کڑھنے کی ہی آواز نکلی۔ اس کے سوا اس نے اور کچھ نہ کہا۔ اس کے بے خیال کی تیزی کے ساتھ قبا میں طاقت سے کام لیکر جس سے خود ارل کو حیرت ہوئی تھی۔ وہ اُسے کھینچتا ہوا ایک طرف کو لے چلا۔

لمبے گل بنے کی وجہ سے اس کے اوقات بالکل تاریکی میں ہو گئے تھے۔ آؤتھر بڑی بھرتی اور استقامت کے ساتھ شخص مذکور کو کھینچتا ہوا آؤتھر بگاہ کی طرف چلا۔ اور اس سے اپنی گرفت ہٹائے بغیر اس نے آواز دی۔ جیکب لمبے چلا کر ادھر لے آؤ۔

جیکب! پریشان حال فودہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ جیکب!

ارل چلا کر کہنے لگا۔ چپ! ایسا سو میں تم پر ہاتھ اٹھا بیٹھوں۔ اب تھوڑا سا فودہ صبر

پہنچا بیٹھنا نہیں ہے۔ تو وطن ان رکھ۔ تمہارے لئے بھی کچھ کاغذ واپس لے

یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ جیکب سمجھ کر روش کو کے تجربہ کار میں داخل

ہوا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ کیونکہ وہ ابھی طعنے سمجھتا تھا کہ ارل کا اس

شخص کو تاریکی میں اس کمرے میں لانا اس کا جس میں زینفورڈ سویا ہوا تھا کیا مطلب ہے۔

لیکن جتنی لمبے کی روشنی اس شخص کے چہرہ پر پڑی۔ جو فرش زمین پر لارڈ ایلنگھم کی



مقبوضہ گرفت میں کیقدر فیٹا اور کیقدر بیٹھا ہوا تھا جبکیب کے منہ سے مارے دھڑکتے ہوئے  
خونخاک چھٹکلی ہو رہا تھا اس نے جلا کر کہا کون! اولڈ ڈیوڈ!  
اس کے ساتھ ہی وہ لڑکھڑاکر دروازہ کے ساتھ لگ گیا۔  
اسی انتظار میں لمپ بھی اس کے ہاتھ سے گر کر گل ہو گیا۔

## اقرار محبت

## باب ۵۹

اس آٹھویں سٹرڈی ڈینا اپنے مکان پر اپنی دونوں بیٹیوں اور ننھے چارلی ہائس کی صحبت  
میں سہ پہر کا وقت بڑی خوشی سے بسر کر چکا تھا۔  
ٹام نے اپنے والدین کو ریفر ڈکے آٹھویں سٹرڈی سے آگاہ کر دیا تھا۔ جو اس نے  
اس بچے کے ساتھ کیا۔ چنانچہ سٹرڈی ڈینا نے فوراً ہی نوکر بھیج کر اسے اس مکان سے ہٹا  
لیا۔ جسے ٹام نے حال میں جھڑپ میں کرایہ پر لیا تھا۔  
ٹام رین نے چارلی کے ساتھ جو فیماں نہ سلوک کیا تھا۔ اس کی کیفیت میں کو سٹرڈی  
ڈینا پر بہت اثر ہوا۔ اس سے پہلے بھی اس نے جو حالات سنے تھے ان سے اسے یقین  
ہو گیا تھا کہ ٹام رین لاکھ برا ہو۔ بہر حال اس میں بہت سی نیک صفات بھی موجود ہیں اور  
فیاضی کا نصف تو اس میں قابل رشک حد تک پایا جاتا ہے۔

چارلی اب تک اس بارہ میں بالکل لاعلم تھا۔ کہ وہ جسے یہ باپ کے پیار سے نام سے  
مخاطب کیا کرتا تھا۔ اتنے دنوں مکان سے کیوں غائب رہا۔ وہ اتنا کم عمر تھا کہ اس کے  
دل میں کسی طرح کا اندیشہ پیدا ہونا غیر ممکن سمجھا جاسکتا ہے۔ اس نے ٹام کے روبرو ریفر ڈکے  
موجود نہ ہونے کے متعلق جو عذرات پیش کرتی رہی۔ وہ انہیں کو اپنی مصدعیت سے قابل  
یقین سمجھتا رہا۔ اگرچہ وہ بھی ریفر ڈکے کی واپسی کے لئے بہت بے چین تھا۔ کئی بار جب وہ ٹام  
کو دیکھتا تھا۔ تو اسے تسلی دینے کی کوشش کرتا۔ اور اپنی باہیں اس کی گردن میں ڈال کر دود  
بھی دے دیتا تھا۔ مگر ٹام کو اتنا مصدع بھی نہ ہوا کہ وہ اس بچے کے روبرو اپنے ولی کی طرح کا اظہار  
کرے۔ یہاں تک کہ اس خونخاک صبح کو جب ٹام رین کو پھانسی پر لٹایا گیا۔ اگرچہ ٹام نے ہوش  
و غم سے مدد حاصل نہ کی۔ دیا داتی ہوشاں پہن لی تھی۔ مگر اس سے یہ نہ ہو سکا کہ چارلی کے

نتھے سے بدن سے اگلے کپڑے اتار کر مٹے بھی ماتمی لباس پہنائی۔ اس نے اس کے سیاہ کپڑوں کو اٹھا کر پہنے چھینک دیا۔ کیونکہ اسکی اس میں جرات نہ تھی۔ کہ وہ اس خوفناک صدمہ کی جو اسے اس روز برداشت کرنا پڑا اپنے سامنے ایک زندہ یاوگار قائم کرے۔

لیکن اب جبکہ ٹامرا اپنے والد کے مکان پر پہنچ گئی۔ تو ہر ایک کے دل میں غیر معمولی خوشی پیدا ہو رہی تھی۔ اس روز مسٹر ٹی ڈینا کے دسترخوان پر بھتے آدمی جمع ہوئے۔ ان سب کے دل خوشی سے معمور تھے۔ وہ بیٹی بھی جس کی خطا معاف کر دی گئی تھی۔ دسترخوان میں شریک تھی۔ چارلی وائس کو بھی کئی دنوں کے بعد اپنی ماں کے بچوں پر سکراہٹ نظر آئی تھی۔ اور اسے یقین کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ اب چند دن میں ہم سے آملیں گے۔ اس کے مصوم چہرہ پر جو تبسم نمودار ہوا۔ اس کا نظارہ بہت راحت بخش تھا۔

اس خیال سے کہ گفتگو بے تکلف ہو سکے۔ نوکر روں کو ان کے اپنے کمرہ میں رخصت کر دیا گیا تھا۔ خود مسٹر ٹی ڈینا کو وہ خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ جو غصہ کی رعایت سے کام لینے والوں کو بھی محسوس ہو سکتی ہے۔ ٹامرا کو اپنی گزشتہ خطائیں معاف ہونے پر اور سب سے زیادہ ٹامس میغورڈ کے زندہ ہو جانے پر غیر معمولی خوشی تھی۔

حسین ملنسار اور فیاض استہر بھی کچھ کم خوش نہ تھی۔ آج مدت کے بعد اس کے چہرہ پر بھی تبسم اور خوشی نمودار ہوئی۔ جو اس زمانہ میں اس سے مخصوص تھی۔ جب دونوں پہنڈ میں ٹامرا کے فعل بے جا کی وجہ سے جدائی نہ ہوئی تھی۔ اسی شام کو مسٹر ٹی ڈینا سابق انتظامات کے مطابق اپنی دونوں بیٹیوں اور ننھے چارل کو الوداع کہہ کر گائیے کی خاص گاڑی میں ڈور کو دروازہ ہو گیا۔ رات کو جب دونوں بہنیں آرام کے لئے اپنے کمرہ میں گئیں۔ تو استہر کے کمرہ میں جہاں یہ دونوں بیٹیاں تھیں اور جہاں استہر نے شام کو جو سیفی کی کتابیں امداد تصاویر جنہیں اس نے اقصیا سے سنبھال کر لکھا ہوا تھا دکھائیں تو ایک نہایت مؤثر نظارہ دیکھنے میں آیا۔

ٹامرا نے خوشی اور اظہارِ شکر یہ کے طور پر روتے ہوئے اپنی باہیں استہر کے گلے میں ڈال دیں۔ اور دونوں بہنیں سچی محبت کے جوش سے ایک دوسرے بغلیں ہوئیں۔ ٹامرا سچے دل سے کہنے لگی۔ پیاری استہر تمہاری اس غیر معمولی محبت کا شکریہ ادا کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ تم ہی بناؤ میں اسکا شکریہ کس طرح ادا کر سکتی ہوں؟

استہر کہنے لگی۔ ”جب تم مجھ سے دور ہو گئی۔ تو مجھے بھول نہ جانا۔ میں یہی شکر یہ کافی ہے۔“ یہ

کہتے ہوئے استھر کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے گرنے لگے۔ کیونکہ اسے خیال آیا۔ ہم غریب ایک دوست سے جدا ہو رہی ہیں۔ نامعلوم بھوک ملاقات ہو۔ اور ملاقات کا کوئی موقع ملے ہی مانہ۔ بڑی بہن نے جو اپنے ریشم کی طرح نرم سیاہ بالوں کو پٹنے سے پہلے درست کر رہی تھی۔ کہا۔ استھر تمہاری یاد ہر وقت سینہ میں رہے گی۔ اور میں ایک لمحہ کے لئے بھی تمہیں فراموش نہ کر دوں گی۔ کیونکہ تم نے میرے لئے ایسی محبت کا اظہار کیا ہے۔ جو بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ اور میری خاطر تکالیف بھی کچھ کم برداشت نہیں کیں۔

دونوں بہنوں نے یہ انتظار کیا تھا۔ کہ چارلی کو پاس کے کمرہ میں سلا رہا جائے۔ اور یہ دونوں چونکہ بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے ایک ہی کمرہ آرام کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ گو اس خیال سے کہ چارلی امیدوار نہ ہو جائے۔ نیز سچ کا دروازہ کھلا رہنے دیا گیا۔ استھر کپڑے اتارتے ہوئے یکایک رنگ کر کہنے لگی۔ بہن یہ فیصلہ ہو چکے ہیں۔ کہ زمانہ ماضی کو بالکل بھلا دیا جائے۔ زمانہ گذشتہ پر نظر ڈالنے سے انسان کو اس صورت میں تسکین حاصل ہوتی ہے۔ کہ اسے مستقبل کی کوئی امید نہ ہو۔ لیکن تمہارے لئے ایسی بہت امید ہے۔۔۔ استھر نے تمہارے لئے کے لفظ پر جو زور دیا۔ اس سے نامر چوکی۔ اور غور سے اپنی بہن کے چہرہ کو دیکھنے لگی۔ کیونکہ اس سے پہلے ہی اس نے محسوس کیا تھا۔ کہ استھر کے لہجہ میں اندر دلی کی جھلک پائی جاتی ہے۔

چنانچہ نامر کہنے لگی۔ بہن بے شک میرے لئے۔ اور اس کے لئے بھی جس سے مجھے بے حد محبت ہے۔ ہر طرح کی امید ہے۔ لیکن کہا بات ہے تم نے امید کا لفظ ایسے انداز سے کہا گویا وہ نقطہ میرے لئے ہو۔ اور تمہارے لئے اس کا وجود باقی نہ ہو۔ دیکھو اس تمہارے پردہ لائی نہ ہونی چاہیئے۔ تم جانتی ہو۔ اپنے خطوط میں جو میں تمہیں بار بار لکھتی رہی ہوں۔ میں نے ہمیشہ تم پر کامل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

استھر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور اپنا چہرہ نامر کی چھاتی کے ساتھ لٹکا لیا۔

آخر الذکر کہنے لگی۔ معلوم ہوتا ہے میرا خیال غلط نہیں۔ استھر ضرور تم خود ہی آزاد محبت میں مبتلا ہو۔ اور شاید جس سے تمہیں عشق ہے۔ وہ تم سے محبت نہیں کرتا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو تم سارے حالات مجھ سے بیان کرو۔ تاکہ جہاں تک مجھ سے ممکن ہو۔ میں تمہیں مسترد نہ سکوں۔ استھر نے کٹھنی نام لیا۔ لیکن اس نام کو نہ بان سے ادا کرتے وقت اس کے چہرہ پر حیلے

انتہی سرخی اور تانہ تپید ہو گئی۔ کڑا مار کر اس کا چہرہ گل کی طرح گرم محسوس ہوا۔

اس نام کو دہرا کر کہتا رہا۔ ”کیا... ارل آف ایٹنگھم“

”ناں ہین“ اتھرنے والا پنا خوشنما چہرہ ہوشیاری کی وجہ سے الٹا سرج تھا۔ اپنی کہ کے کہا میں اس امر واقعہ کو زیادہ غور سے دیکھ رہا ہوں، پوچھنا نہیں رکھ سکتی... مگر افسوس اتنے کسی اور سے محبت ہے نہ

”وہ اس سے شاید ہی نہیں کر سکتا، ڈرونہ کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے لئے غور و امید باقی ہے“

”کیا... وہ لیدٹی ہوئے فیلڈ سے شادی نہیں کر سکتا؟“ اتھرنے سخت متعجب ہو کر کہا۔

نامہ کہنے لگی ”ہاں، نامہ نے مجھ سے یہ بات کہی تھی۔ اس نے میرے سامنے تفصیلات،

بیان نہیں کیں، اس لئے میں صحیح حساب سے قبضہ نہ کر سکی۔ عادت رہی ہے کہ نامہ

کے معاملات میں کبھی دخل انداز نہ ہوتی تھی۔ اس لئے اگر وہ کسی مسئلہ کی تفصیل بیان نہ کرے

تو میں بھی اس سے اصرار نہ کرتی تھی۔ بہر حال اس کا اس تہیں یقین دلاتی ہوں۔ کہ ایسڈی

ہیٹ فیلڈ اور ارل آف ایٹنگھم کی ہرگز آپس میں شادی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اب ان کے دل

دلوں میں شادی کرنے کا خیال باقی ہے۔ اس لئے پیاری اتھرنے ان کی جدائی کے اسباب کے

متعلق پریشان نہ ہو۔ بلکہ اس پر رکھو... وہ امی جبر کا قریب نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔ اس کے

علاوہ ارل آف ایٹنگھم ہمیشہ تمہیں ترقی کی نظر سے دیکھتا رہا ہے۔ وہ تمہارے خصائل

کا مداح ہے اور تمہاری نسبت اس کے دل میں اتنا احترام ہے کہ اسے ہی جذبہ عشق پیدا

ہو جانا تعجب انگیز نہیں ہے۔

اتھرنے جن کے سینہ میں امید و بیم کے مشترکہ اثر سے غماغم سا پیدا ہوا تھا۔ ”کیا نامہ دیکھو

ایسی باتیں میرے سامنے کر دے؟“ اگرچہ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ نامہ کے لفظوں سے مصدوم اور پاکہ باز

اتھرنے کے دل میں ناقابلِ بیان جذبات برکت پیدا ہو گیا تھا۔ اور قاعدہ ہے۔ کہ یہ جذبہ ان نہایت

پاکہ باز اور بے لگا حسنین میں بھی پیدا ہو جاتا ہے جن کے دلوں میں اول مرتبہ شرارہ عشق

لمحہ وار ہو۔

نامہ کہنے لگی ”بیانی اتھرنے میں جانتی ہوں۔ یہ مضمون تمہارے لئے بہت دلچسپ ہے۔ اس لئے

مجھے خاموشی پر مجبور نہ کر دو۔ اگر محبت کرنا انسان کے لئے باعثِ شرم ہو۔ تو دنیا میں سوائے

بچوں کے ہر شخص کے زخماؤں پر شرم کی سرخی نظر آنے لگے۔ پیاری ہین جذبہ عشق جلدیہ پایہ پر

ہر ایک دل میں نمودار ہو سکتا ہے۔ بڑا مستحب یہ دنیا تارکک اور نہایت اہم اور قیمتی ہے۔ مگر اگر ان ازلہ میں زمانہ طفل کے بعد تازہ و شگفتہ پیدا نہ ہوتی۔ اس لئے چہاں ہی اس قدر تازہ رہے لے پڑتی ہیں۔ بلا لے محبت جو ہر بنا کسی طرح باعث شرم نہیں۔“

بایا دوشینے کہا : "نار کو جھینم کہہ رہی ہے۔ اس کے بعد اس دل کے سامنے بغیر شرمائے  
کبھی نہ آسکوں گی۔ اس کے علاوہ اگر میں اپنے دل پر یہ امید پیدا کر سنے کی ہمت کروں کہ شاید  
مجھے کبھی اپنی تمناؤں میں کامیابی نصیب ہو۔ تو پھر دوسری کا دھڑکا دہری قومیت کے  
اختلاف کی سبب "

طاعون کہنے لگی۔ یہ کچھ ایسا مشکل نہیں خود ارل نے ہی یہ بات کہہ چکی تھی کہ میرے دو وقتا رہے ہوئی کے درمیان مرا شادی اور اس کے بچنے میں۔"

[illegible]

کہ ازل آن ایگم کیلئے فضل و تعظیفات سے وہی نعمت ہے۔ وہ ایک روشن خیال آدمی  
 ہے۔ اور اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اس کتاب نے جو سی قوم کی تجارتی و ادنیٰ و اعلیٰ حالت  
 کی بابت سے کچھ نئی روشیں کی ہیں، یہی تمام باتیں جو کہ وہ ان قوموں کا بیحد حقیقت ہے۔ ہر ایک  
 ہے اس لئے پیرایہ بہتر ہے کہ یہ اس میں ہے۔ کہ انھیں جیسا فیاض آدمی تم سے معذور ہے اسے  
 عقاید کے باعث سر دھری کا اس کا کہے۔ کہ ان کی نیکی و اور مجھ سے کہہ رہی ہے۔ کہ ان کی  
 دن کو شمس آن ایگم کا یہ نہ جھلکا ہوا ہے۔

وہ کہتا ہے کہ اگرچہ میں نے اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا ہے

[illegible]

# مستر آف لندن

سلسلہ ثانی

## مکمل اردو ترجمہ ۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

ریٹالڈس کے محرکہ آرنالڈ مسٹر آف لندن کے دو سلسلے میں ریا یوں کتنا چاہیے۔ کہ دو جدا گانہ دستاویز ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے ہلکا نفس معنوں بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیٹر کٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے مگر دلچسپی اور سرگرمی کے اعتبار سے یہ سلسلہ... اگر ممکن سمجھا جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں "ایر شپ" کی گزریاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جو ہر موجود ہو اور خدا اسے نیکی کی تربیت سے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی نصیحت میں دلچسپی کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے گیر کٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے ذہن نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہے۔ یہ مقامات ۴۶۴ صفحات سے زیادہ قیمت ۱۱ روپے ۱۱ آنے کا ہے۔

صدا بجا اسے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں۔ ہر قسم کی قیمت ۱۱ روپے ۱۱ آنے کا ہے۔

لال برادر س ۷ پار سنر روڈ نو لکھا لاہور

# مسٹر آف لندن

## سلسلہ ثانی

### مکمل اردو ترجمہ ۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

رینالڈس کے مرکزہ آرنالڈ مسٹر آف لندن کے دو سلسلے میں دیا یوں کہنا چاہیے کہ دو جدا گانہ دستاویز ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے ہلکا نفس معنوں بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل پیچیدہ ہے مگر دلچسپی اور سرگرمی کے اعتبار سے یہ سلسلہ... اگر ممکن سمجھا جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں "ایر تھقہ کی بُرائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جو ہر موجود ہو اور خدا اسے نیکی کی تربیت سے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی نصیحت میں دلچسپی کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔

ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے ذہن نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت دلچسپی رکھتی ہے۔ مقامات ۴۶۴ صفحات سے زیادہ قیمت ۱۱ روپے ۱۱۰ محمولہ اس الگ۔

جدا جدا سے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۱ روپے ۱۱۰ محمولہ اس الگ۔

لال برادر س ۷ پارسنز روڈ نوٹکھا لاہور

# عیدینا لٹس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
سٹر نیٹ لندن (سلسلہ اول)	لندن (۱۵ حصے)	منشی تھوڑا صاحب فریڈریری	۲۳۴	۵ روپے
" (سلسلہ ثانی)	(۱۵ حصے)	"	۲۶۲	۵ روپے
سید سیرس	سورج حق	پنڈت بشبر ناتھ صاحب سیرو	۵۱۹	۵ روپے
پوپ جان	طلعت	منشی ظلیل الرحمن صاحب	۲۶۰	۵ روپے
فاسٹ	فریب سن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	۵ روپے
مے ٹیلن	شکستہ دل	مشرقی راہ کمار	۱۳۹	۱۳ روپے
لیلی یا سارا آن منگر لیلی	فدائیں دلی	منشی محمد حسین صاحب	۶۶۶	۵ روپے
برڈز سٹیچ	عجیبے رنگ	منشی رام نرائن صاحب	۴۲۲	۵ روپے
مارکسٹ	مارکسٹ	منشی گربا سبک صاحب نی	۱۳۹	۱۳ روپے
عمر	عمریت (۲ حصے)	منشی نظام قادر صاحب نی	۵۰۳	۵ روپے
سو کبریاں وائف	پاکستان دھن	ڈاکٹر ملک شیدت صاحب	۱۴۲	۱۳ روپے
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نرائن مشاور مائیکر	۳۵۶	۵ روپے
نیکرو نیسیر	نیکرو نیسیر (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۶۶۲	۵ روپے
ویگن وی ویر دلف	ویگن ویڈا	منشی محمد میر حسن صاحب	۶۶۲	۵ روپے
ماسٹر ٹو شیریک حسین	دعوتِ علمی قورس	منشی سجاد حسین صاحب	۳۶۰	۵ روپے
کینڈے	پارن (۵ حصے)	مددوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	۱۱ روپے
میری پرائس	میری پرائس (۴ حصے)	منشی نواز حسن صاحب	۱۱۱۰	۱۱ روپے
الفرڈ	ت	منشی ایچ حسن صاحب	۲۱۰	۲ روپے
نیگ وچس	ش (۲ حصے)	منشی نور حسن صاحب	۹۰۰	۹ روپے
فشر بین	نیگ	سید مراد حسن صاحب	۹۵	۹ روپے
لورڈ وی جیم	لورڈ وی جیم	منشی جیم حسن صاحب	۲۱۰	۲ روپے

لال پرائس پبلشرز، لاہور









